مقارنۃ الادیان

وفاق المدارس السلفیہ پاکستان

کی ہدایات اور تجاویز کی روشنی میں مرتب شدہ کتاب

تقابلِ ادیانِ عالم

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

پروفیسر عبدالرحمان لدھیانوی رحمہ اللہ
ناظم امتحانات وفاق المدارس السلفیہ پاکستان

تالیف

ابو خزیمہ علی مرتضیٰ طاہر

دار الاصلاح
DARULISLAH
اصلاح امت کیلئے سرگرم کوشاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

- حرفِ آغاز 7
- تقریظ 9

باب 1

دین و مذہب اور تقابلِ ادیان

- تقابل ادیان کا مفہوم، اہمیت اور فوائد 12
- مذاہب عالم کے مطالعہ کے لیے قرآنی اصول 14
- مذہب کی تعریف 17
- مذہب کے بنیادی عناصر 19
- مذہب کے مقاصد 19
- مذہب کی اقسام 21
- مذہب کی ضرورت و اہمیت 23
- مذہب کے انسانی زندگی پر اثرات 28
- مکالمہ بین المذاہب 30
- مکالمہ بین المذاہب کی ضرورت و اہمیت 30
- مکالمہ بین المذاہب کا طریقہ کار و شروط 34
- مکالمہ بین المذاہب کی حدود و شرائط 37

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب 2

یہودیت

- یہود کی وجہ تسمیہ 44
- حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات زندگی 45
- یہود کا مذہبی لٹریچر 59
- یہودیوں کی مقدس کتابوں کا تعارف 65
- یہود کے عقائد 70
- یہود کے فرقے 75
- صہیونیت 82
- یہودیت اور اسلام کا تقابلی جائزہ 86

باب 3

عیسائیت

- عیسائیت کا تعارف اور تاریخ 90
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے وقت یہود کی مذہبی حالت 93
- بنی اسرائیل کی تاریخ 95
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالاتِ زندگی، دعوت و اصلاح اور تعلیمات 99
- عیسائیت کا دور ابتلاء اور عقائد 125
- اناجیل اربعہ کا مکمل تعارف 132
- عیسائیوں کے عقائد 137
- عیسائیت اور تحریک اصلاحِ کلیسا 146
- مسیحی فرقے 150

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- عیسائیت اور اسلام کا موازنہ 155

باب 4

قادیانیت

- قادیانیت کا تعارف 162
- مرزا قادیانی کی زندگی اور ناقدانہ جائزہ 162
- قادیانیت کی تاریخ 170
- احمدیوں کے فرقے 176
- قادیانیوں کے عقائد 176
- قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کے دلائل 178

باب 5

گمراہ فرقے

- گمراہ فرقوں کی تاریخ 182
- جہمیہ، قدریہ اور مرجئہ فرقوں کا تعارف 183

باب 6

خوارج

- خوارج کا تعارف اور تاریخ 190
- خوارج کے اہم فرقے 194

باب 7

منکرین حدیث

- منکرین حدیث کے فتنہ کا آغاز 206

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- منکرین حدیث کے مقاصد 208
- قدیم منکرین حدیث کے دلائل واعتراضات 210
- جدید منکرین حدیث کے دلائل واعتراضات اوران کا رد 211

باب 8

تحریک استشراق

- استشراق کا تعارف 220
- تحریک استشراق کی ابتداء 220
- استشراق کے مقاصد 221
- استشراق کا طریقہ کار اور مقاصد 222

باب 9

تحریک تصوف

- تصوف کی تعریف 226
- تصوف کی ابتداء 227
- تصوف کا طریقہ کار 227

باب 10

موجودہ دور کی قومی اور عالمی تحریکیں

- تحریک کی تعریف 232
- دور جدید کی تحریکیں اوران کی اقسام 233
- دینی وسیاسی تحریکیں اوران کی جدوجہد 236

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب 1

دین و مذہب اور تقابلِ ادیان

- تقابل ادیان کا مفہوم، اہمیت اور فوائد
- مذاہب عالم کے مطالعہ کے لیے قرآنی اصول
- مذہب کی تعریف، بنیادی عناصر، مقاصد
- مذہب کی اقسام، ضرورت واہمیت اور اس کے اثرات
- مکالمہ بین المذاہب کی ضرورت واہمیت، طریقہ کار وشروط

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقابل ادیان

تقابل ادیان کا مفہوم:

تقابل ادیان سے مراد دنیا میں پائے جانے والے مشہور مذاہب اور معروف ادیان کی تعلیمات کا غیر متعصّبانہ تقابل اور غیر جانب دارانہ موازنہ کرنا ہوتا ہے، نیز تمام مذاہب کی خوبیوں کا کھلے دل سے اعتراف کرنا، اسی طرح مختلف مذاہب کے بنیادی، عقائد عبادات اور رسوم و عادات کا ایسا عادلانہ جائزہ لینا جس سے ہر ایک مذہب کی قدر و قیمت، خوبیاں اور خامیاں پوری طرح واضح ہو جائیں، ''تقابل ادیان'' کہلاتا ہے۔

تقابلِ ادیان کے مطالعہ سے ہی کسی مذہب کی برتری ثابت ہو سکتی ہے۔ جس مذہب کی تسلیم شدہ کتاب لفظی اور معنوی لحاظ سے موجود ہو اور اس کی تعلیمات انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی کرتی ہوں نیز اس مذاہب کے بانی کے حالات تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہوں، وہی مذہب اس لائق ہوتا ہے کہ اسے اپنایا جائے؛ کیونکہ ایسا مذہب ہی حقیقی فلاح انسانیت کا مذہب ہے۔

تقابل ادیان کی اہمیت وفوائد:

تقابل ادیان بے حد دلچسپ، اہم اور افادیت کا حامل ایک تحقیقی عمل ہے، جس سے ہمارے مطالعہ میں وسعت پیدا ہوتی ہے اور کئی اسباق، عبرتیں اور مفید معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ تقابل ادیان سے رواداری، تحمل اور منصفانہ نقطہ نظر کو برداشت کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے، نیز پتہ چلتا ہے کہ مختلف مذاہب میں بعض مشترک تعلیمات پائی جاتی ہیں، جو ازلی و ابدی انسانی اقدار ہیں اور پھر حقیقتاً وہی اقدار بیدار ہوتی جو ہر زمانے اور ہر مذہب میں موجود ہوں۔ اسی طرح تقابل ادیان کے مطالعہ سے ہم تمام مذاہب کی خوبیوں سے آشنا ہوتے ہیں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جن سے فکر و کردار کی بلندی اور روحانی سکون حاصل ہوتا ہے۔

تقابل ادیان سے اس حقیقت کا علم بھی ہوتا ہے کہ ہر دین کہ ہادیان و بانیان مضبوط کردار کے مالک، سچے بے لوث، بے غرض اور اپنے اپنے دور کے انسانوں میں مثالی انسان تھے۔

تقابلِ ادیان کے مطالعہ کے فوائد درج ذیل ہیں:

① تقابل ادیان کا مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ وہ کون سے رہنما اصول ہیں جن کی بدولت ہم حق و باطل کے مابین جاری کشمکش کا ادراک کر سکتے ہیں، جو ازل سے خیر و شر اور انسانوں اور شیطان میں برپا ہے۔

② مذاہب کی تاریخ کے مطالعہ سے ہمیں قوموں کے عروج و زوال کی داستانوں کا علم ہونے کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کی ثقافت اور تہذیب وتمدن کی علاقائی حیثیت کے تعین میں مدد ملتی ہے۔ بلکہ اس دور کے انسانوں کی فکر وسوچ اور ذہنی بلندی کا بھی پتہ چلتا ہے۔

③ تقابل ادیان سے نہ صرف ہماری ذہنی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ علم و استدلال کی بھی نئی نئی راہیں کھلتی ہیں۔ کیونکہ ہر مذہب کا اپنا فلسفہ اور اپنے دلائل ہوتے ہیں، اس لیے تقابل ادیان کے مطالعہ سے صحیح و غیر صحیح اور خوب و خوب تر کا فرق واضح ہوتا ہے۔

④ تقابل ادیان کا مطالعہ ہم پر اس حقیقت کو آشکار کرتا ہے کہ ہر مذہب اور ہر دین میں ایک الٰہ کو ماننے پر زور دیا گیا۔ نیز انسان کی جو باطنی بلندی اور کمال آج نظر آتا ہے وہ سب معبود واحد پر ایمان لانے کا ہی ثمر ہے۔

⑤ مختلف مذاہبِ عالم کے مطالعہ میں ہم ادیان و مذاہب کے پیروکاروں کے کارناموں کا تذکرہ پڑھتے ہیں، جو انہوں نے فلاح انسانیت کے لیے انجام دیے اور معلمانہ انداز سے روحانی، اخلاقی، سیاسی اور معاشرتی انقلاب برپا کرنے میں سخت مصائب کا سامنا کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ گزشتہ اقوام کی تاریخ کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ جن اقوام نے نیکی اور بھلائی کی راہ اختیار کی، انہوں نے فلاح وسعادت پائی اور جو قومیں ظلم وعدوان اور بغاوت وسرکشی کرتے ہوئے شیطان کی راہ پر چلیں، وہ اپنی مادی قوت اور اقتصادی خوش حالی کے باوجود تباہی و بربادی اور ہلاکت سے دوچار ہو کر آنے والے لوگوں کے لیے نشان عبرت بن گئیں۔

مطالعۂ مذاہب عالم کے لیے قرآنی اصول

قرآن مجید کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مذاہب عالم کے مطالعہ کے کچھ اصول مقرر فرمائے ہیں۔

چنانچہ مطالعہ مذاہب عالم کے لیے پانچ قرآنی اصول ملتے ہیں۔

1:..... مذاہب عالم سے متعلق قرآن مجید نے پہلا اصول یہ مقرر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک قوم کی طرف نبی اور رسول بھیجے اور سب انبیاء و رسل ایک ہی چشمہ نبوت سے سیراب ہوتے رہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ۝﴾ (الفاطر:24)

''کوئی امت ایسی نہیں جس میں کوئی ڈرانے والا نہ آیا۔''

نیز فرمایا:

﴿وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ﴾ (یونس:47)

''ہر ایک قوم کے لیے ایک رسول ہے۔''

2:..... دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لیے تمام انبیاء ورسل اور تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ ۫﴾ (البقرہ:285)

''رسول اور اہل ایمان اس چیز پر ایمان لائے، جو ان کی طرف ان کے رب کی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جانب سے نازل کیا گیا، ہر ایک اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا، ہم اس کے رسولوں میں کسی کے درمیان تفریق نہیں کرتے۔''

3:..... تیسرا قرآنی اصول یہ ہے کہ ہر نبی صرف اپنی قوم کی ہدایت اور اصلاح کے لیے آیا، اس پر نازل ہونے والی کتاب ایک خاص قوم اور خاص علاقے کے لیے تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ ﴾ (الاعراف:59)

''البتہ تحقیق! ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ﴾ (الاعراف:73)

''(قوم) ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔''

نیز فرمایا:

﴿ وَ اِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ﴾ (الاعراف:85)

''اور ہم نے اہلِ مدین کی طرف ان کی بھائی شعیب کو بھیجا۔''

اسی طرح اعلان ہوتا ہے:

﴿ وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ﴾ (الاعراف:65)

''اور ہم نے قومِ عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔''

اور فرمایا:

﴿ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا ﴾ (ھود:96)

''البتہ تحقیق ہم نے موسیٰ کو اپنی آیات کے ساتھ بھیجا۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ رَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﴾ (آل عمران:49)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اور اللہ نے انھیں بنی اسرائیل کی طرف رسول بنایا۔''

لیکن رسول کریم ﷺ کو تمام دنیا کا معلم اور ہادی بنا کر مبعوث کیا گیا اور آپ کو عطا کی جانے والی کتاب تمام دنیا کے لیے ذریعہ ہدایت ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾ (الاعراف:158)

''کہہ دیجیے! اے لوگو! یقیناً میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔''

نیز فرمایا:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا﴾ (سباء:28)

''اور ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر مبعوث کیا۔''

4:..... رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے وقت تمام مذاہب فساد کا شکار ہو چکے تھے اور ان مذاہب کے پیروکار باطل عقائد کی دلدل میں پھنسے ہوئے تھے اور ان کی کتابیں تحریف کا شکار ہو چکی تھیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ (البقرہ:75)

''کیا پس تم طمع رکھتے ہو کہ وہ تمہارے لیے ایمان لے آئیں گے، حالانکہ ان میں سے ایک فریق (کے لوگ) اللہ کا کلام سن کر اسے سمجھنے کے بعد بھی تحریف کر دیتے تھے، حالانکہ وہ جانتے تھے۔''

اسی طرح فرمایا:

﴿فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾ (البقرہ:79)

''پس ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جو کتاب اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں، پھر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ کہتے ہیں: یہ اللہ کی طرف سے ہے۔"

رسول کریم ﷺ نے تمام مذاہب کے غلط عقائد و نظریات اور فساد کی اصلاح کی اور ان کے سامنے حق و باطل میں فیصلہ کرنے والی کتاب پیش کی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ ﴾ (النحل:64)

"اور نہیں ہم نے نازل کیا آپ پر قرآن مگر تا کہ آپ بیان کریں ان کے لیے وہ چیز جس میں انہوں نے اختلاف کیا، اس میں ہدایت اور رحمت ان لوگوں کے لیے ہے جو ایمان لائے۔"

5:.....اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ ﴾ (المائدہ:3)

"میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔"

مذہب کی تعریف

لغوی تعریف:

مذہب کا لفظی معنی روش، طریقہ اور اعتقاد کے ہیں۔

اصطلاحی تعریف:

انگریزی زبان میں مذہب کے لیے (Religion) کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے، جو لاطینی زبان سے ماخوذ ہے، جس کا مفہوم ہے: "عقیدہ اور پوجا پاٹ کا ایک نظام" لیکن پوجا پاٹ اسی وقت ہو سکتی ہے جب انسان اپنے آپ کو کسی ہستی کے ساتھ وابستہ کرے، اس لیے انسان اپنے آپ کو سب سے بڑی ہستی یا کارساز ہستی سے ہی وابستہ کر دیتا ہے۔ لفظ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(Religion) ہر مذہب کے مفہوم کی تشریح کرتا ہے، مثال کے طور پر اسلام میں مذہب کا مفہوم صرف عقیدہ اور پوجا پاٹ کے ایک نظام تک ہی محدود نہیں، بلکہ اسلام میں عقائد، عبادات، سیاست اور معاشرت بلکہ زندگی کے ہر لمحہ کو اسلام کی تعلیم کے مطابق ادا کرنا مذہب میں داخل ہے۔ مختلف لوگوں نے مختلف انداز میں مذہب کی تعریف کی ہے، جن میں سے چند کا تذکرہ سطور ذیل میں کیا جاتا ہے۔

1 فرید وجدی:

فرید وجدی نے لکھا ہے کہ مذہب ان معقول خیالات کے مجموعے کا نام ہے جن کا مقصد تمام افراد کو ایک انسانی رشتے میں منسلک کرنا اور اسی طرح جسمانی فوائد سے اس طرح فیض یاب کرنا ہے کہ وہ قوت عقلیہ سے ہدایت حاصل کریں۔ نیز مذہب نوع انسان کے لیے ایک ابدی چیز ہے۔

2 لیوبا:

پروفیسر لیوبا کے مطابق مذہب مافوق الفطرت انسانی زندگی پر حکمران ہے، نیز مذہب ازلی اور ابدی حقیقت پر ایمان لانے کو کہا جاتا ہے اور اس کا انسانی زندگی کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہوتا ہے۔

3 پروفیسر وائٹ ہیڈ:

پروفیسر وائٹ ہیڈ لکھتا ہے: مذہب، اعتقاد کی اس قوت کا نام ہے جس سے انسان کا باطن پاک ہو جاتا ہے۔ یعنی مذہب ان صلاحیتوں کے مجموعے کا نام ہے جن میں یہ قوت ہوتی ہے کہ انسان اور انسانی کردار میں انقلاب برپا کر دیتی ہے، بشرطیکہ انہیں خلوص کے ساتھ قبول کیا جائے اور بصیرت کے ساتھ سمجھا جائے۔

4 گرجیف:

گرجیف کہتا ہے: ایک انسانی تصور ہے کہ جس قسم کی انسان کی اپنی سطح ہوگی، اسی قسم کا اس کا مذہب ہوگا، اس لیے ممکن ہے کہ ایک آدمی کا مذہب دوسرے آدمی کے لیے قطعاً موزوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہ ہو۔ ❶

مذہب کے بنیادی عناصر

مذہب کے بنیادی عناصر تین ہیں۔

① عقیدہ ② رسوم ③ اخلاق

① عقیدہ:

عقیدہ ہر مذہب کے لیے بنیادی اور فطری عنصر کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کا تعلق سچائی، ضابطہ سازی اور باطل سے ٹکرا جانے کے جذبات ہوتا ہے۔

② رسوم:

یہ مذہب کا دوسرا اہم عنصر ہے۔ یہ عنصر براہ راست اصل وحی سے ماخوذ ہوتا ہے، الہامی مذاہب میں رسوم کو بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے ان کے بغیر مذہب کے وجود کا تصور ہی محال ہے۔

③ اخلاق:

اخلاق اور نیکی کے بغیر روح فضل الٰہی حاصل کرنے کے قابل نہیں ہوسکتی۔ مذہب کے پہلے دو عناصر انسان کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کو مضبوط بنانے والے، جبکہ تیسرا عنصر انسان کے معاشرتی تعلقات کو مربوط کرنے سے متعلق ہے۔

مذہب کے مقاصد

ماہرین و محققین نے مذہب کے چند بڑے مقاصد بیان کیے ہیں، جن کا خلاصہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

---

❶ مطالعہ مذاہب عالم از پروفیسر ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی صفحہ 15، 14۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

1 توضیح وتشریح:

مذہب کا ایک بہت بڑا مقصد توضیح، یعنی زندگی کے مختلف احوال ومواقع کا صحیح اور بامعنی وضاحت کرنا ہے، دنیا کے لوگ ہمیشہ تعجب کرتے رہے کہ زندگی کے معاملات کیسے شروع ہوئے؟ لوگ ہمیشہ زندہ رہنے کی بجائے مر کیوں جاتے ہیں؟ بہرحال ان توضیحات اور توجیہات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔

2 تسکین وراحت:

مذہب کا دوسرا بڑا مقصد تسکین دینا ہے۔ زندگی میں انسان کو بھوک، بیماری، افلاس اور مصیبت وغیرہ سے دوچار ہونا پڑتا ہے، جن کی بناء پر یہ غمزدہ اور پریشان رہتا ہے، ایسی صورتحال میں مذہبی عقائد اور اصول اس کے دل کی تسلی کا باعث بنتے ہیں۔

3 توثیق:

مذہب کا تیسرا بڑا مقصد لوگوں کے اُن رواج واقدار اور رسوم وعادات کی توثیق ہے، جن رسوم وعادات کا تعلق ذاتی اور معاشرتی لحاظ سے ہوتا ہے۔ چنانچہ کسی بھی معاشرے کی رسوم وعادات کے مقاصد دو سطحوں پر بیان کیے جاتے ہیں۔

① ذاتی سطح ② معاشرتی سطح

① ذاتی سطح:

ذاتی سطح پر مذہب کا مقصد یوں سمجھا جاسکتا ہے۔

- مذہب ہر فرد کو تحفظ کا احساس دلاتا ہے۔
- مذہب شک وگمان کی بجائے یقین واعتماد پیدا کرتا ہے، جسے عرف عام میں ایمانی قوت کہا جاتا ہے۔
- مذہب اہل ایمان کو ایک خاص قسم کی طاقت کا احساس دلاتا ہے۔

② معاشرتی سطح:

معاشرتی سطح پر مذہب کے مقاصد یوں واضح کیے جاسکتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- مذہب ایک ایسی قوت کے طور پر کام کرتا ہے جو افراد کو معاشرے کے ایک خاص سانچے میں ڈھالنے اور معاشرتی کنٹرول کا ذریعہ بنتا ہے۔
- مذہبی تعلیمات میں ہمیشہ نیکی، بھلائی، شرافت اور مثالی معاشرہ قائم کرنے کا درس ملتا ہے۔ مذہبی نظام ایک معاشرے کے دوسرے معاشرے کے ساتھ پُر امن تعلقات اور خاص رویوں کو قائم رکھنے کی رہنمائی کرتا ہے۔
- بعض مذہبی گروہ جنگ و جدل کے خاتمے کو اپنا مقصد سمجھتے ہیں، جبکہ بعض مذہبی گروہوں میں بے دینوں کو مغلوب کرنا، انہیں غلام بنانا اور قتل کرنا دینی فریضہ سمجھا جاتا ہے۔
- جنگ یا امن کے لیے کوشاں رہنے کا انحصار بڑی حد تک مذہبی تعلقات کو نوعیت پر ہوتا ہے۔

مذہب کی اقسام

ابتدائے انسانیت سے لے کر آفتاب اسلام طلوع ہونے تک بہت سے مذاہب وجود میں آ چکے تھے، جن کی صحیح تعداد کا کسی کو علم نہیں ہے۔ جبکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بہت سے مذاہب کے نشانات مٹ گئے۔ ان مذاہب کا احاطہ تو بہت مشکل ہے، تاہم علمائے تحقیق نے جو معلومات جمع کی ہیں، ان کی روشنی میں مذاہب کو اس طرح سے تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

① سامی اور غیر سامی مذاہب ② الہامی اور غیر الہامی مذاہب

① سامی اور غیر سامی مذاہب:

مذاہب کی تقسیم جب کسی خاص نسل کی بنیاد پر کی جائے، تو اسے سامی ادیان کا نام دیا جاتا ہے۔

موجودہ عالمی مذاہب نسلی بنیاد پر تین نسلی گروہوں میں منقسم ہوں۔

- سامی
- آریائی
- منگولی

سامی مذاہب:

ان میں اسلام، عیسائیت اور یہودیت داخل ہے، لیکن اس کے ہرگز یہ معنی نہیں کہ ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذاہب اور خصوصاً اسلام کا مذہب صرف سامی لوگوں تک محدود یا سامی نسل کی برتری پر مبنی ہے۔ ان مذاہب خصوصاً اسلام کے سامی ہونے کا مطلب صرف یہ ہے کہ ان کا آغاز سامی اقوام میں ہوا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام ایک عالمگیر اور دنیا کے ہر کونے میں پایا جانے والا مذہب ہے۔ اسلام کی تعلیمات میں سامی نسل کی تخصیص یا برتری کی بجائے مساوات و مواخات کا درس دیا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ (الحجرات:10)

''مومن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔''

آریائی مذاہب:

ان مذاہب میں ہندومت، جین مت، زرتشت اور سکھ شامل ہیں۔ بعض لوگ بدھ مت کو بھی آریائی سمجھتے ہیں، لیکن یہ اختلافی معاملہ ہے؛ کیونکہ گوتم بدھ جس معاشرہ کے رہنے والے تھے وہ تاریخی طور پر آریہ کا حصہ نہیں رہا اور نہ ہی اس علاقے کے لوگ آریائی نسل سے تعلق رکھتے ہیں، نیز بہت سے قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ بدھ مت آریائی نہیں بلکہ منگولی مذہب ہے۔

منگولی مذہب:

کنفیوشش مت، شنتو مت، تاؤ مت اور اسلاف پرستی، نیز اغلب طور پر بدھ مت بھی منگولی گروہ میں داخل ہے۔ یہ سارے منگول مذاہب دراصل ایک مشترکہ خاندان ہے، جس کا منتظم خاندان ''کنفیوشش مت'' اور روحانی گرو ''تاؤ مت'' ہے۔

2 الہامی اور غیر الہامی مذاہب:

مذاہب عالم کو الہامی اور غیر الہامی مذاہب میں بھی تقسیم کیا جاتا ہے۔ الہامی سے مراد وہ ادیان ہیں، جن کے پیروکار اللہ، اس کے رسولوں اور کتابوں پر یقین رکھتے ہیں۔ جبکہ غیر الہامی سے مراد وہ مذاہب ہیں جو اپنی تعلیمات اور عقائد کو اللہ وحدہ لاشریک کی معین ہدایات کے تابع نہیں سمجھتے۔ الہامی مذاہب میں یہودیت، عیسائیت اور اسلام آتے ہیں جبکہ بقیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذاہب غیر الہامی کہلاتے ہیں۔ الہامی مذاہب سامی نسل سے تعلق رکھتے ہیں جبکہ غیر الہامی غیر سامی مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں۔

مذہب کی ضرورت و اہمیت

مذہب کوئی فضول چیز نہیں، بلکہ جس قدر یہ اہم چیز ہے اسی قدر اس کی ضرورت و اہمیت ہے۔ چنانچہ مذہب کی ضرورت و اہمیت کو درج ذیل چند نکات کی روشنی میں سمجھا جا سکتا ہے۔

1 تکمیل شریعت:

قرآن کریم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام سے پہلے آنے والے تمام مذاہب قومی اور محدود ضروریات کے لیے تھے۔ نیز مذاہب عالم کی کتب کا مطالعہ کرنے سے یہ بات بھی عیاں ہو جاتی ہے کہ کسی بھی کتاب نے عالمگیر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا، جب کہ اسلام ایک کامل شریعت اور تمام ضروریات کو پورا کرنے والا عالمگیر دین ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدہ:3)

''آج میں نے تمہارے لیے دین کو مکمل کر دیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور میں نے تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا ہے۔''

2 مذہبی اختلافات کا فیصلہ:

جب ہم مذاہب عالم کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اسلام سے پہلے تمام مذاہب اختلافات اور تنازعات کا شکار ہو چکے تھے۔ اب ضروری تھا کہ تمام مذہبی اختلافات کا فیصلہ ہو جائے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان تمام اختلافات کو ختم کرنے کے لیے اپنے رسول محمد کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا اور ان پر ایک ایسی کتاب نازل فرمائی، جس میں تمام اختلافی عقائد و نظریات کا بہترین حل موجود ہے۔ ارشاد باری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ ہے:

﴿ وَ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَہُمُ الَّذِی اخۡتَلَفُوۡا فِیۡہِ ۙ وَ ہُدًی وَّ رَحۡمَۃً لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ﴾ (النحل 64)

''اور ہم نے آپ پر اس لیے کتاب نازل کی ہے تاکہ آپ ان کے لیے اس چیز کی وضاحت کریں، جس میں انھوں نے اختلاف کیا ہے اور (یہ کتاب) ایمان والوں کے لیے ہدایت و رحمت ہے۔''

بنیادی عقائد کا اختلاف اس قدر شدت اختیار کر گیا تھا کہ یہودیوں نے عزیز علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیا، تو عیسائیوں نے عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا کہہ دیا۔ اللہ نے ان کے باطل دعووں کا رد کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحۡمٰنُ وَلَدًا ﴿ؕ۸۸﴾ لَقَدۡ جِئۡتُمۡ شَیۡئًا اِدًّا ﴿ۙ۸۹﴾ تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرۡنَ مِنۡہُ وَ تَنۡشَقُّ الۡاَرۡضُ وَ تَخِرُّ الۡجِبَالُ ہَدًّا ﴿ۙ۹۰﴾ اَنۡ دَعَوۡا لِلرَّحۡمٰنِ وَلَدًا ﴿ۚ۹۱﴾ ﴾ (مریم:88-91)

''اور انہوں نے کہا رحمٰن کی اولاد ہے، البتہ تحقیق تم نے ایک بہت بھاری بات کی ہے، قریب ہیں کہ اس سے سب آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑیں اس بات سے کہ انہوں نے رحمٰن کے لیے اولاد کا دعویٰ کیا۔''

عیسائیت کو لے لیجیے ان میں بھی اختلاف ہی اختلاف نظر آتے ہیں، رومن کیتھولک تین خداؤں کے علاوہ مریم کو بھی تختِ معبودیت پر سمجھتے ہیں اور پوپ کو معصوم عن الخطاء کہتے ہیں، جبکہ پروٹسٹنٹ صرف باپ، بیٹا اور روح القدس تک ہی الوہیت جائز سمجھتے ہیں اور پوپ کو معصوم عن الخطاء نہیں مانتے۔ قرآن کریم نے ان کے عقیدہ کو رد کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ ۚ۟ وَ لَا تَقُوۡلُوۡا ثَلٰثَۃٌ ؕ اِنۡتَہُوۡا خَیۡرًا لَّکُمۡ ؕ اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبۡحٰنَہٗۤ اَنۡ یَّکُوۡنَ لَہٗ وَلَدٌ ۘ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ (النساء:171)

''سوتم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور یہ نہ کہو کہ (خدا) تین ہیں، اس بات سے باز آجاؤ، یہی تمہارے لیے بہتر ہے، صرف اللہ اکیلا ہی الٰہ ہے۔ وہ اس بات سے پاک ہے کہ اس کی کوئی اولاد ہو، جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، سب اسی کا ہے۔''

3 سابقہ کتب سماویہ کی غلطیوں کی اصلاح:

وقت گزرنے کے ساتھ کتب سماویہ میں لوگوں نے ایسی غلط باتیں شامل کر دیں جو اخلاقیات اور انبیاء کے تقدس کے سراسر منافی تھیں۔ مثلاً بائبل میں لکھا ہے:

- حضرت لوط (علیہ السلام) اپنی بیٹیوں سے فعلِ شنیع کے مرتکب ہوئے۔ (معاذ اللہ)
- حضرت ہارون (علیہ السلام) نے بچھڑے کا ایک بت بنایا۔
- حضرت داؤد (علیہ السلام) نے اوریا کی بیوی اور اپنی سوتیلی بہن سے زنا کیا۔
- حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے اپنی بیویوں کو خوش کرنے کے لیے بتوں کی پوجا کی۔ (معاذ اللہ)

قرآن مجید نے فرداً فرداً تمام انبیاء کا ذکر انتہائی تعریفی الفاظ میں کیا اور انبیاء کی سیرت وکردار کے بارے میں قطعی اعلان فرمایا:

﴿وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۝ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ۝﴾ (الانبیاء:26۔27)

''مشرکین کہتے ہیں کہ رحمٰن کی اولاد ہے، اللہ ایسی باتوں سے پاک ہے، بلکہ وہ تو اس کے معزز بندے ہیں۔ اس کے حضور بڑھ کر نہیں بولتے، بس اسی کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔''

ان آیات سے واضح ہو رہا ہے کہ تمام انبیاء اعلیٰ کردار اور خوبیوں کے مالک تھے۔ اور اپنے اپنے دور میں مثالی انسان تھے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

4 سابقہ کتب ماویہ کے برحق ہونے کی تصدیق:

اسلام سے پہلے ہر نبی کی بعثت علاقائی سطح پر ہوتی تھی، اس لیے ان پر نازل ہونے والی وحی اسی علاقے اور قوم کے لیے مخصوص ہوتی تھی۔ اسی طرح ہر قوم کے لوگ اپنے آپ کو ہی وحی جیسی نعمت عظمیٰ سے مستفیض سمجھتے تھے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر قوم میں تنگ نظری اور تعصب کا مرض ایک ناسور کی حیثیت اختیار کر گیا۔ اسلام آیا تو اس نے پہلی تمام وحیوں کو برحق کیا اور ان پر ایمان لانا ضروری قرار دیتے ہوئے اعلان کر دیا کہ کوئی شخص اس وقت تک دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا، جب تک وہ پہلی کتابوں پر ایمان نہ لائے، قرآن مجید اعلان کرتا ہے۔

﴿ وَ اٰمِنُوْا بِمَاۤ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَ لَا تَكُوْنُوْۤا اَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهٖ ۪ وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۫ وَّ اِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ۝ ﴾ (البقرہ:41)

''اور اس پر ایمان لاؤ جو میں نے اتارا ہے، اس چیز کی تصدیق کرنے والا ہے جو تمہارے پاس ہے اور تم سب سے پہلے اس سے کفر کرنے والے نہ بنو اور میری آیات کے بدلے تھوڑی قیمت مت لو اور صرف مجھ سے ڈرو۔''

اس لحاظ سے قرآن پہلی تمام کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے۔

5 تکمیل انسانیت:

سابقہ مذاہب میں جسمانی تربیت کے لحاظ سے افراط و تفریط پائی جاتی ہے۔ یہودی مذہب انتقامی جذبہ کو پروان چڑھاتے ہوئے خون ریزی پر ابھارتا ہے، جبکہ عیسائیت یہ کہتی ہے کہ کسی عیسائی کے ایک گال پر کوئی تھپڑ مارے تو اسے دوسرا گال اس کے آگے کر دینا چاہیے، ان کے برعکس اسلام اعتدال کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآن مجید میں قصاص کی تعلیم بھی ہے اور عفو و درگزر کی بھی، غرضیکہ اسلام نے انسانی قویٰ کی نشوونما اعتدال پر کر کے انسانیت کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیا۔

6 نسل انسانی کو وحدت کی لڑی میں منسلک کرنا:

اسلام نے نسل انسانی کی وحدت کو ختم کرنے والے اور انسانوں کو ایک دوسرے سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دور کرنے والے تمام تعصبات کی جڑ کاٹ کر رکھ دی ہے، اعلان ہوا:

﴿ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴾

(الانبیاء:92)

''یہ انبیاء کی جماعت ہی تمہاری امت ہے، جو ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں، لہٰذا میری ہی عبادت کرو۔''

7 بھولا ہوا سبق توحید یاد کرانا:

دنیا میں جب شرک شروع ہوا تو اللہ نے اپنے رسولوں کی بعثت کا سلسلہ جاری فرمایا، ان انبیاء ورسل نے اپنے اپنے علاقوں میں توحید کے چراغ روشن کیے، پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ اس سبق کو بھول گئے۔ ہندومت کے تین کروڑ دیوتا بن گئے، عیسائی عقیدہ تثلیث کے قائل ہو گئے، یہودی عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہنے لگے، بدھ مذہب میں ذاتِ الٰہ کا تصور خرافات وتوہمات اور خیالات کے نیچے دب کر گم ہو گیا اور زرتشت مذہب میں دو معبود یزدان اور اہرمن کے نام سے پوجے جانے لگے۔ چنانچہ اسلام کے ذریعے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے توحید کی بجھی ہوئی شمع کو جلایا اور توحید الٰہی سے منور کر کے شرک کے پودے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔

8 وحدت دین:

تمام انبیاء ایک ہی روحانی چشمہ سے سیراب ہو کر ایک ہی دین لے کر آئے۔ تمام ادیان سماوی کی ایک ہی بنیاد تھی۔ ہر دین میں بنیادی عقیدہ توحید ہی تھا اور جزئیات واحکام میں ہر قوم اور مذہب کی زبان اور مکانی خصوصیات کا خیال رکھا جاتا تھا۔ پھر اسلام نے آ کر اس دین کو آخری اور تکمیلی شکل دی، اس نظریہ کو قرآن نے ان الفاظ میں واضح کیا ہے۔

﴿ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖۤ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰۤى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ ﴾ (الشوریٰ:13)

''اس نے تمہارے لیے وہی دین مقرر کیا جس کی اس نے نوح کو وصیت کی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس کی ہم نے آپ کی طرف وحی کی، اور وہ جس کی ہم نے وصیت کی ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰ کو، یہ کہ تم دین کو قائم رکھو۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْاَنْبِیَاءُ اِخْوَةٌ لِلْعَلَّاتِ اُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰی دِیْنُهُمْ وَاحِدٌ)) ❶

"انبیاء آپس میں علاتی بھائی ہیں، ان کی مائیں جدا جدا ہیں اور دین ایک ہے۔"

ان دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو وہی تعلیم دی گئی جو پہلے انبیاء و رسل کو دی گئی تھی۔ اس لحاظ سے رسول اللہ ﷺ کوئی نئی دعوت لے کر اس دنیا میں نہیں آئے، بلکہ وہی قدیم تعلیم اور دعوت تھی جو دنیا سے مٹ چکی تھی یا مختلف مذاہب کے پیروکاروں نے اپنی طرف سے تحریف کر کے اس دعوت کی حقیقت کو مسخ کر دیا تھا، چنانچہ اسلام نے اسی مٹی ہوئی تعلیم کو تفصیل اور تکمیل کے ساتھ بیان کر دیا اور اعلان فرما دیا۔

﴿ اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ﴾ (المائدہ:3)

"آج میں نے تمہارے لیے دین کو مکمل کر دیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور میں نے تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا۔"

مذہب کے انسانی زندگی پر اثرات

مذہب دو طرح سے حیات انسانی پر اثر انداز ہوتا ہے۔

① انسان کی شخصیت پر ② انسانی تمدن پر

① انسان کی شخصیت پر:

انسان کی شخصیت پر مذہب کے اثرات کی نوعیت مختلف اقسام کی ہوتی ہے۔ بعض اہم اثرات اس طرح بیان کیے جاتے ہیں۔

---

❶ الصحیح للبخاری، حدیث: 3443.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❊ **جذبات کی تکمیل:**

مذہب ایک ایسا نظام مہیا کرتا ہے، جس کے ذریعے انسان اپنے جذبات کے ارتقاء کی سعی کرتا ہے۔

❊ **معاشرتی استحکام:**

بعض دانشوروں نے یہ نکتہ پیش کیا ہے کہ مذہب انسانی گروہوں کو علاقائی شکلیں بخشتا ہے جن کے سبب گروہی استحکام پیدا ہوتا ہے، اس طرح وہ معاشرتی اعتبار سے بہت مربوط و مضبوط ہو جاتے ہیں۔

❊ **ثقافتی حیات نوع:**

بعض محققین نے ایک جگمگاتی ہوئی ثقافت کو سنبھالا دینے کے لیے دین و مذہب کو موثر ترین طریقہ قرار دیا ہے۔

2 انسانی تمدن پر:

مل جل کر رہنے کے طریقے یا طرز معاشرت کو ''تمدن'' کہتے ہیں۔ انسانی تمدن پر مذہب دو طرح سے اثر انداز ہوتا ہے۔

❊ **مادی یا حسی تمدن:**

مادی تمدن کے نظام میں انسان اپنی ضروریات اور خواہشات کی تکمیل کو ہی درجہ کمال سمجھتا ہے۔ اگر انسان اللہ کی ذات، وحی اور آخرت پر ایمان نہ رکھتا ہو، یعنی مذہب سے خالی ہو تو انسان جو چاہے کر گزرنے میں آزاد ہوتا ہے۔ اس لیے مذہب اسے اخلاقی اقدار اور روحانی پاکیزگی جیسے اوصاف سے متصف کر کے طرز معاشرت (تمدن) کا بہترین سلیقہ مہیا کرتا ہے۔

❊ **عقلی تمدن:**

عقل اپنے مقاصد کے حصول کے لیے تاویل سے کام لیتی ہے۔ موجودہ زمانے میں عقلی تمدن کی حیثیت بہت کمزور ہے، کیونکہ عقل کا کام تجربات کو تسلیم کر کے حسی خواہشات کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تکمیل میں تعاون کرنا ہے۔ اگر عقل کو مذہب اور دین کے تابع کر دیا جائے تو معاشرہ امن کے لحاظ سے بھی ایک مثالی معاشرہ بن سکتا ہے۔

مکالمہ بین المذاہب

مکالمہ بین المذاہب کا مطلب ہے مکالمہ بین المذاہب ''مذاہب کے مابین گفتگو'' مذاہب خود نہیں بولتے بلکہ وہ اپنے پیروکاروں اور علم برداروں کے ذریعے گفتگو کرتے ہیں۔ اس مکالمہ بین المذاہب کا مطلب ہے مذاہب کے ماننے والوں کا آپس گفتگو اور مکالمہ کرنا۔

مکالمہ بین المذاہب کی ضرورت و اہمیت

قرآن کی رو سے:

قرآن مجید نے آج سے چودہ صدیاں پہلے اہل کتاب کو ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی دعوت دی، اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا:

﴿قُلْ يَاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝﴾ (آل عمران: 64)

''کہہ دیں: اے اہل کتاب! تم آؤ، ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے، یہ کہ ہم اللہ کی عبادت کریں اور اس کے کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ ہی ہم اللہ کو چھوڑ کر ایک دوسرے کو رب بنائیں، چنانچہ اگر وہ نہ مانیں تو آپ لوگ کہہ دو: گواہ رہو، ہم تو فرمانبردار ہیں۔''

قرآن مجید کی اس دعوت کو اس وقت تو قابلِ قبول نہ سمجھا گیا، لیکن آج کے جدید دور میں اس کی ضرورت و اہمیت کھل کر سامنے آ گئی ہے اور اہل کتاب بھی اس طرف مائل نظر آتے ہیں، چنانچہ 1976ء میں امریکہ کی ایک یونیورسٹی میں ایک تحقیقی مقالہ پیش کیا گیا، جس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا عنوان تھا:

"Foundation for dialogue between judalism, christianity and Islam.

(یہودیت، عیسائیت اور اسلام میں مکالمہ کی ضرورت واہمیت)

اس مقالہ میں واضح کیا گیا ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی شخصیت مرکزی مقام کی حامل ہے۔ اس لیے تینوں ملتیں (یہودیت، عیسائیت اور اسلام) مل کر اور ایک دوسرے کے مسائل سن کر اپنے لیے متفقہ لائحہ عمل طے کرسکتی ہیں۔ ❶

سائنس اور جدید علوم سے استفادہ:

آج کے دور میں ذرائع ابلاغ کی برق رفتار ترقی نے فاصلے مٹا دیئے ہیں، دنیا سائنس کی بدولت ایک گلوبل ویلج کی حیثیت اختیار کر چکی ہے، ہر شخص اور ہر قوم جدید آلات کی بدولت اپنے اپنے مذاہب سے متعلق علوم میں مہارت حاصل کر چکی ہے، لہٰذا اس دور میں سائنسی علوم کی ترقی سے دور ہو کر بیٹھ جانا، دنیا سے کٹ جانے کے مترادف ہے۔ محض عقیدے اور مذہب کو بنیاد بنا کر دیگر اقوام کے جدید علوم کے دروازے اپنے اوپر بند کر دینا دانش مندی کے خلاف ہے؛ کیونکہ سائنس اور ٹیکنالوجی پر کسی کی اجارہ داری نہیں۔ عصر حاضر میں یہودیوں اور عیسائیوں کی نسبت مسلمان سائنسی علوم کی ترقی میں پیچھے ہیں۔ اس لیے مسلمانوں کا اخلاقی اور سیاسی فرض بنتا ہے کہ وہ مکالمہ بین المذاہب کے ذریعے سائنس و ٹیکنالوجی سے تعاون لیتے ہوئے دنیا کے غیر مسلم عوام کو اسلام سے روشناس کرائیں تاکہ وہ دنیا کی عظیم ترین نعمت سے سرفراز ہوسکیں، دنیاوی کاروبار تجارت اور اشیاء کا تبادلہ دنیا کے کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والے ملک کے ساتھ کرنا اسلام کی تعلیمات سے منافی نہیں ہے، چنانچہ ڈاکٹر یوسف القرضاوی لکھتے ہیں:

❶ مطالعہ مذاہب عالم از پروفیسر ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی، صفحہ 84۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''مسلمان حاکم ہیں یا رعایا طب، صنعت اور زراعت وغیرہ جیسے امور میں غیر مسلموں سے تعاون کر سکتے ہیں اور ان سے تعاون لے سکتیں ہیں۔''

اقتصادی وتجارتی اہمیت:

آج دنیا میں کاروبار، صنعت اور تجارت کے لیے اشتراک وتعاون بے حد ضروری ہے۔ اس لیے اقتصادی اور تجارتی میدان میں مکالمہ بین المذاہب کی بہت اہمیت ہے؛ کیونکہ کریم ﷺ کی سیرت طیبہ سے بھی واضح ہوتا ہے کہ آپ نے غیر مسلموں سے تجارت اور کاروبار کے معاملات کیے اور انہیں اسلام کا پیغام بھی دیا، اس لیے ہم پر بھی لازم ہے کہ بحیثیت امت ہم مکالمہ بین المذاہب کے ذریعے اسلام کی روشنی کو پوری دنیا تک پہنچائیں۔

سیاسی اہمیت:

دور جدید میں مکالمہ بین المذاہب کی عالمی سطح پر اس لحاظ سے بھی ضرورت ہے کہ اقوام وملل مشترکہ مفادات کی بنیاد پر ایک دوسرے کے قریب آ گئی ہیں، آئے روز مختلف ممالک کے درمیان تعاون واشتراک کے معاہدات ہوتے ہیں۔ نبی ﷺ نے بھی مختلف ملکوں کے سربراہان کو خطوط لکھ کر انہیں اسلام کی دعوت دی، نیز سیاسی، تجارتی اور قومی مفاد کے معاہدات بھی کیے۔ جغرافیائی نقطہ نظر سے پاکستان کو چاہیے کہ وہ مکالمہ بین المذاہب کے ذریعے دوسرے ممالک کے عقائد ونظریات اور مشترکہ خوبیوں کو بنیاد بنا کر اسلام کی دعوت ہمسایہ طاقتوں تک پہنچائے۔

امن عالم کی ضرورت:

امن کی جس قدر ضرورت آج کے جدید دور میں ہے، شاید اس سے پہلے کبھی نہ تھی، دنیا کا ہر ملک اپنے دفاع کو مضبوط بنانے کے لیے نئے نئے ہتھیار بنا رہا ہے۔ یہی بے احتیاطی دنیا کو عالمی جنگ کی طرف لے جا رہی ہے، دنیا کو جنگ سے بچانے کے لیے مکالمہ بین المذاہب کی بہت زیادہ ضرورت ہے، اسی مکالمہ کی بدولت اسلام کا پیغام امنِ عالم پوری دنیا تک پہنچایا جا سکتا ہے، اسلام تو یہاں تک امن کا پیغام دیتا ہے کہ اگر دوران جنگ بھی دشمن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصالحت کا خواہاں ہو تو ان سے مصالحت کر کے جنگ کی فضاء کو ختم کر دیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝﴾ (الانفال:61)

"اگر وہ صلح کے لیے جھکیں تو آپ بھی جھک جائیں اور اللہ پر بھروسہ کریں، بے شک وہ خوب سننے والا جاننے والا ہے۔"

معاشی وتہذیبی اہمیت:

کوئی بھی معاشرہ اور اہلِ تہذیب اپنی تمام ضروریات تنہا پوری نہیں کر سکتے، چنانچہ اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے دوسری تہذیب کے لوگوں سے تعلقات بنانا ضروری ہیں اور اس کام کے لیے مکالمہ بین المذاہب انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اسلام نے سماجی تعلقات کو عقائد ونظریات سے بالاتر رکھا ہے مثلاً: اہل کتاب کا ذبیحہ مسلمانوں کے لیے حلال ہے، ان کی عورتوں سے نکاح جائز ہے اور غیر مسلموں کو عبادت گاہوں میں آنے سے منع نہیں کیا جاتا۔ یہ تمام کام معاشی زندگی کا ایک خوشگوار تقاضہ ہے اس سے تعلقات بہتر ہوتے ہیں بلکہ بسا اوقات سیاسی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔

برصغیر میں مکالمہ بین المذاہب کی خصوصی اہمیت:

برصغیر میں مسلمانوں کی آمد 712 عیسوی میں ہوئی، اس سے پہلے یہاں شدید قسم کا مذہبی تعصب اور تنگ نظری پائی جاتی تھی۔ ہندومت جو یہاں کا قدیم ترین مذہب تھا، اس میں چھوت چھات عروج پر تھی۔ شودر کے لیے وید کا پڑھنا تو دور کی بات اسے سن لینا بھی ناقابل تلافی جرم تھا۔ مذہبی تعصب کس قدر عروج پر تھا، اس کے لیے اتنی گواہی ہی کافی ہے کہ بدھ مت مذہب نے اسی ہندوستان میں جنم لیا، لیکن اسے بھی یہاں سے جلاوطن کر دیا گیا۔ چنانچہ اسلام نے برصغیر میں مذہبی رواداری، احترام، برداشت اور مکالمہ بین المذاہب کی بنیاد رکھی۔ اب برصغیر کے موجودہ حالات کے تناظر میں اس مشن کو مزید آگے بڑھانے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضرورت ہے۔

مکالمہ بین المذاہب کا طریقہ کار

کسی بامقصد کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے کچھ بنیادی اصولوں اور بہترین طریقہ کار کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ مکالمہ بین المذاہب کے مقاصد حاصل کرنے کے لیے بھی کچھ بنیادی اصولوں اور طریقہ کار کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

مخاطب اہل مذہب کی زبان پر عبور:

نبی ﷺ جب مدینہ میں تشریف لائے تو آپ کا یہودیوں سے مکالمہ شروع ہوا۔ یہودیوں کی مذہبی زبان سریانی تھی، اس لیے "نبی ﷺ نے سیدنا زید بن ثابت ﷺ کو ان کی زبان سیکھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ان کی زبان سیکھنا شروع کی اور فرماتے ہیں کہ ابھی پندرہ دن بھی نہیں گزرے تھے کہ میں نے ان کی زبان میں مہارت حاصل کرلی، جب یہودی نبی ﷺ کو خط لکھتے تو میں آپ کو پڑھ کر سناتا اور اگر جوابی خط لکھنا ہوتا تو میں ہی لکھا کرتا تھا۔ ❶

اسی طرح سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایرانی عورت مسئلہ پوچھنے کے لیے آئی، اس نے اپنا مقدمہ فارسی زبان میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی فارسی زبان میں ہی اسے فتویٰ دیا۔ ❷

ان دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرام نے دوسری قوموں کی زبانیں صرف اسی لیے سیکھی تھیں کہ ان سے براہ راست تبادلہ خیال کر کے ان کے مسائل کو حل کیا جائے اور عربی زبان سے ناواقف لوگ اسلام کی حقیقی روح اور تعلیمات سے محروم نہ رہ سکیں۔

جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ نے مختلف قوموں کی طرف داعی اور مبلغ بنا کر

---

❶ حسن صحیح: جامع ترمذی، حدیث: 2715.

❷ صحیح: ابوداؤد: 2277.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روانہ فرمایا، انہیں بھیجتے وقت آپ ﷺ نے اسی حکمت عملی کو اپنایا تھا کہ وہ مبلغ اسی قوم سے تعلق رکھتے ہوں یا اس قوم کی زبان، رسوم ورواج اور کلچر سے آگاہ ہوں۔ بہر حال آپ ﷺ کے طرز عمل سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کی نظر میں مکالمہ بین المذاہب کی اس قدر اہمیت تھی کہ اس مقصد کے لیے آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی باقاعدہ تربیت فرمائی۔ ❶

امن پسندی:

رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوتی ہے کہ آپ کو جب بھی جنگ یا امن کے درمیان اختیار ملا تو آپ ﷺ نے ہمیشہ امن کا راستہ اپنایا۔ سن 6 ہجری میں جب آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کو کفار مکہ نے حدیبیہ کے مقام پر روک لیا تو نبی ﷺ نے جنگ کی بجائے صلح اور امن کا راستہ اپنایا اور صحابہ کرام کے احتجاج کے باجود آپ نے جنگ نہیں کی۔ یہی وہ چیز ہے جو ہمیشہ سے اسلام کیا طرۂ امتیاز رہی ہے اور یہی وہ چیز ہے جو مکالمہ بین المذاہب کے لیے بہت ضروری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان جب دلائل دینے سے قاصر ہو جائے اور ہارنے کے باوجود اپنی شکست تسلیم کرنے کو تیار نہ ہو تو اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آتا ہے۔

آج توہین آمیز خاکوں سمیت اہل مغرب کی اسلام کے خلاف خوف ناک سازشیں ان کی کم علمی کا واضح ثبوت ہیں۔ لہٰذا ان لوگوں کو اسلام کا پیغام یہی ہے وہ دنیا میں امن کے خواہاں ہیں تو پیغمبر امن کی سیرت کو پڑھتے اور اپناتے ہوئے امن پسندی کو فروغ دیں۔

مکالمہ بذریعہ اہل علم:

مکالمہ کو صحیح روح پر پرکھنے کے لیے ضروری ہے کہ مکالمہ صرف اہل علم و دانش ہی کریں جن کے پاس قرآن وسنت کا صحیح فہم ہو۔ نیز یہ مکالمہ اہل علم سے ہی ہونا چاہیے نہ کہ حکمرانوں اور سیاست دانوں سے، اور دوسری بات یہ ہے کہ ایجنڈہ یک طرفہ نہ ہو، بلکہ مشاورت سے طے کیا جائے؛ کیونکہ دنیا کو امن وانصاف اور انسان کو عزت واحترام دینا وران کے باہمی

❶ مطالعہ مذاہب عالم صفحہ 87/88۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعلقات کو حل کر کے معاشی خوش حالی، تعلیم اور صحت و روزگار کے مواقع فراہم کرنا ہر ایک کا حق ہے۔ ❶

احساس کمتری پر مبنی رویے سے اجتناب:

مغرب کے ساتھ مکالمہ میں ہمارا رویہ معذرت خواہانہ اور احساس کمتری پر مبنی نہیں ہونا چاہیے اور اسلام کے بنیادی عقائد و نظریات کی ایسی تاویل سے اجتناب کرنا چاہیے جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہ ہو۔

نبی کریم ﷺ نے قریش کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے بہت سی چیزیں پیش کیں، لیکن آپ نے ان کی کسی بھی پیش کش کو قبول نہ کیا، بلکہ دوٹوک الفاظ میں ان کی پیش کش کو ٹھکرا دیا اور اسلام کی صحیح دعوت دی۔ اسی طرح شاہ حبشہ نے جب مسلمانوں کو حضرت عیسیٰ اور عیسائیت کے بارے اپنا موقف پیش کرنے کے لیے اپنے دربار میں طلب کیا تو مسلمان بہت پریشان ہوئے، کیونکہ سچ کہنے کی صورت میں نجاشی اور درباریوں کے ناراض ہونے کا خطرہ تھا، لیکن مدرسہ نبوت سے تربیت پانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے باہمی مشاورت کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ اللہ کی قسم ہم وہی کہیں گے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیم ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی یہی چاہیے کہ مکالمہ بین المذاہب کے لیے ذہنی مرعوبیت کو ختم کر کے اور پورے وقار و اعتماد کے ساتھ مغرب کو اس بات پر قائل کرنے کی کوشش کریں کہ اسلام ہی مغرب کی تہذیب کو تمام نقائص سے پاک کر کے ایک مثالی تہذیب بنا سکتا ہے۔

مخاطب کی نفسیات کا خیال:

مکالمہ بین المذاہب میں جس بات کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ہم قرآن و سنت سے رہنمائی لے کر مغرب کی نفسیات کے مطابق سب سے پہلے اسلامی تعلیمات کے عقلی جواز پر بات کریں اور مغرب کے موجودہ سماجی علوم کے ساتھ تقابلی مطالعہ کے بعد

❶ مطالعہ مذاہب عالم از ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی۔ صفحہ 88۔89۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلامی احکام کی افادیت پر دلائل پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات کی سماجی اور معاشی اہمیت واضح کریں۔

اسی طرح انسانی حقوق کے حوالے سے اسلام کے بارے مغرب کے جو تحفظات ہیں، انہیں دور کرنا ہوگا اور بین الاقوامی قانون کا بھی لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اگرچہ انسانی حقوق کے عالمی منشور کی تمام شقوں کو قبول کرنا اہل اسلام کے لیے ممکن نہیں، تاہم باہمی مکالمہ میں کسی جگہ لچک کی گنجائش موجود ہو تو اس کا لحاظ کیا جانا چاہیے۔ مثلاً اسلام نے مرتد کی سزا قتل رکھی ہے، لیکن جب آپ کے پاس آنے والے دو آدمیوں نے نبی ﷺ کی رسالت و نبوت کا انکار کرتے ہوئے مسیلمہ کذاب کو نبی تسلیم کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر سفیروں کا قتل جائز ہوتا تو میں تمہیں قتل کروا دیتا۔'' ❶ آپ نے انہیں قتل اس لیے نہیں کروایا کیونکہ بین الاقوامی قانون تھا کہ سفیروں کو قتل نہیں کیا جاتا تھا۔

یاد رکھیے! مغرب کے ساتھ ہمارا مکالمہ اس وقت تک مفید ثابت نہیں ہو سکتا جب تک ہم ان کی نفسیات کو سمجھتے ہوئے کھلے ذہن اور مکمل تیاری کے ساتھ ان کے تمام تحفظات پر بات کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔ لہٰذا ایک داعی کے لیے نہ صرف عالمی قانون اور رسوم و رواج سے واقفیت ضروری ہے بلکہ اگر اسے دعوت و مکالمہ سے مثبت توقع ہو تو دیگر اقوام کے قوانین اور علاقائی رسوم و رواج کا ممکن حد تک احترام کرنا چاہیے۔

مکالمہ بین المذاہب کی حدود و شرائط

اسلام نے دیگر مذاہب کے ساتھ مکالمہ کرنے اور تعلقات بنانے کے حوالے سے کچھ حدود و شرائط متعین کی ہیں، جنہیں مکالمہ بین المذاہب کے دوران مدنظر رکھنا بہت ضروری ہے۔ وہ حدود و شرائط درج ذیل ہیں:

---

❶ صحیح: سنن ابوداؤد: 2761.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دلی دوست بنانے سے اجتناب:

اسلام نے غیر مسلموں کی خیر خواہی کے لیے انہیں اسلام کی حقانیت پر دلائل دینے کی تلقین کی ہے، لیکن مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ مکالمہ بین المذاہب کے عمل میں اس حد تک آگے نہ چلا جائے کہ اپنے سیاسی، سماجی، معاشرتی، عسکری اور قومی رازوں سے غیر مسلموں کو آگاہ کرتا رہے۔ کفار سے ایسی دوستی قطعاً جائز نہیں، جس کی وجہ سے اسلام اور اہل اسلام کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۖ وَ مَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴾

(آل عمران:118)

''اے ایمان والو! اپنے سوا کسی غیر مسلم کو اپنا راز دار نہ بناؤ، وہ تمہاری خرابی کے لیے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے، وہ تو چاہتے ہیں کہ تم مصیبت میں پڑ جاؤ، ان کی دشمنی ان کی زبانوں پر بے اختیار آ جاتی ہے اور جو کچھ وہ اپنے دلوں میں چھپائے بیٹھے ہیں، وہ اس سے شدید تر ہے، ہم نے تمہیں واضح ہدایات دے دی ہیں، اگر تم سوچو گے تو ان سے ضرور محتاط رہو گے۔''

نیز فرمایا:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ﴾ (الممتحنه:1)

''اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ، تم ان کی طرف محبت کی طرح ڈالتے ہو۔''

احسن انداز میں مجادلہ:

اسلام نے مسلمانوں کو اہل کتاب کے ساتھ مہذب طریقے سے بحث و مباحثہ کرنے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تلقین کی ہے، یعنی ان سے ایسے طریقے کے ساتھ مجادلہ کیا جائے، جس میں مضبوط دلائل اور پختہ براہین ہوں، اور اس کے ساتھ ساتھ شائستہ کلامی اور اعلیٰ درجے کے شریفانہ اخلاق ہوں۔ فرمایا:

﴿وَلَا تُجَادِلُوٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۚ﴾ (العنکبوت:46)

"(اے ایمان والو!) اہل کتاب سے جھگڑا نہ کرو مگر ایسے طریق سے جو بہتر ہو۔"

اسی طرح فرمایا:

﴿وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝﴾ (النحل:125)

"اور ان سے ایسے طریقے سے مباحثہ کریں جو بہترین ہو۔ بلاشبہ آپ کا پروردگار اُسے بھی جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹک چکا ہے اور وہ راہ راست پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے۔"

ان آیات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ کافروں کی بداخلاقی کے مقابلہ میں بھی نرمی سے کام لیا جائے، دوران مکالمہ ومباحثہ اگر وہ غضب ناک ہو بھی جائیں تو تم تحمل سے کام لو۔ اسی طرح مجادلہ خیر خواہی اور حسن خطاب کے ساتھ ہونا چاہیے، یعنی مکالمہ معقول دلائل کے ساتھ مہذب وشائستہ زبان میں اور افہام وتفہیم کے انداز میں ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝﴾ (حم السجدہ:34)

"آپ اس طریقے سے دفاع کریں، جس سے آپ اور آپ کے ساتھ عداوت کرنے والے کے درمیان دوستانہ تعلق بن جائے۔"

کمزوری دکھانے کی بجائے مفاہمت کا رویہ:

اسلام مداہنت (کمزوری) کی اجازت نہیں دیتا، بلکہ مصالحت و مفاہمت کی تلقین کرتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ مداہنت سے مراد یہ کہ انسان مکالمہ بین المذاہب کے درمیان دوران اس حد تک کمزوری دکھائے کہ اپنے بنیادی عقائد ونظریات اور اصولوں کی مخالفت پر خاموشی اختیار کیے رکھے، اس کے برعکس مفاہمت یہ کہ اختلافی امور کو چھیڑ کر مختلف امور کے ذریعے مخاطب کو اسلام کی حقانیت پر لانے کی کوشش کی جائے۔

روابط کی جائز حد:

مکالمہ بین المذاہب کی شرعی حد یہ ہے کہ جو لوگ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف برسر جنگ ہوں اور ان کے اموال اور جانور کو نقصان پہنچا رہے ہوں، اسلام ایسے لوگوں کے ساتھ دوستی اور تعلقات کی اجازت نہیں دیتا۔ جو لوگ مسلمانوں کے خلاف حالت جنگ میں نہ ہوں، بلکہ کسی حد تک مسلمانوں کے ہمدرد ہوں تو ایسے غیر مسلموں سے ایک خاص حدود کے دائرہ میں رہتے ہوئے تعلقات رکھنے کی اجازت دی گئی ہے۔

عیسائیوں کو دیگر لوگوں کی نسبت ترجیح دی جائے:

یہودیوں کی بہ نسبت عیسائی مسلمانوں کے خلاف ذرا کم دشمنی رکھتے ہیں۔ جس کا اشارہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے۔

﴿ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَ لَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ ﴾

(المائدہ:82)

''جو ایمان لائے ہیں آپ دیکھیں گے کہ ان سے عداوت رکھنے میں لوگوں میں سب سے بڑھ کر یہودی اور مشرکین ہیں اور ایمان والوں سے محبت میں قریب وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں۔''

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ عیسائی مسلمانوں کی دشمنی میں اس حد تک نہیں پہنچے، جہاں یہود پہنچ چکے ہیں، اس لیے ہمیں بھی عیسائیوں کے ساتھ ترجیحی برتاؤ کرنا چاہیے، چنانچہ نبی ﷺ نے نجاشی کو جب خط لکھا تو اپنے خط میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسالت وصداقت کی توثیق فرمائی، بلکہ آپ کی والدہ محترمہ مریم کی پاکدامنی کا اعلان فرما کر عیسائیت کی تائید میں زبردست اور کامیاب وکالت فرمائی۔ عیسائیت کے ساتھ اسلام کی خصوصی ہمدردی بلاوجہ نہیں تھی بلکہ اس مودت کا جواب تھا جس کا ذکر مذکورہ آیت میں کیا گیا ہے۔

مکالمہ بین المذاہب کے بارے غلط تصور سے اجتناب:

مکالمہ بین المذاہب کا ایک غلط مطلب یہ سمجھا جاتا ہے کہ تمام مذاہب میں جو چیزیں مشترک ہیں، ان سب کو یکجا کر کے ایک نیا مذہب تیار کر لیا جائے۔ یعنی اسلام، یہودیت، عیسائیت اور اسی طرح باقی مذاہب میں جتنی بھی مشترک چیزیں ہیں انہیں اکٹھا کر کے ایک نیا مذہب بنا لیا جائے، گویا مکالمہ بین المذاہب کا مطلب ہوا ''ایک نئے مذہب کی تیاری'' یہ تصور مغل بادشاہ اکبر کا تھا، جس نے دین الٰہی کے نام سے ایک نیا مذہب تیار کیا۔ یہ تصور اسلام کے اصولوں کے خلاف ہے اور جس نے بھی ایسا کیا اسے ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔

اسی طرح مکالمہ بین المذاہب کے بارے جو دوسرا غلط تصور پایا جاتا ہے۔ وہ ہے ''اتحاد مذاہب''، یعنی یہ تصور کہ دنیا کے تمام مذاہب صحیح اور برحق ہیں، لہٰذا انسان جس آسمانی مذہب کو بھی اختیار کر لے وہ ناجی (کامیاب) ہوگا، کیونکہ ہر مذہب ہی ہدایت و نجات کا رستہ ہے۔

یاد رکھیے! ہم ایسے اتحاد مذاہب کے قائل نہیں ہیں، بلکہ اتحاد دین کے قائل ہیں اور اتحاد دین کا مطلب ہے کہ آدم علیہ السلام سے لے کر نبی ﷺ تک دین ایک ہی آیا، دین شروع دن سے ہی اسلام تھا، جس کا آخری اور فائنل ایڈیشن محمد ﷺ لے کر آئے۔ اب یہی قطعی اور حتمی ہے اس کے علاوہ باقی علوم منسوخ ہیں، چنانچہ جو دین حضرت ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام لے کر آئے، اب اس کی قطعی، حتمی، دائمی اور ابدی شکل صرف اور صرف محمد ﷺ کا دین ہے۔ [1]

---

[1] ماہنامہ الخیر ملتان فروری 2008 صفحہ: 11۔ مطالعہ مذاہب عالم از محمد نعیم صدیقی، صفحہ: 93۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوالات

1- تقابل ادیان کا مفہوم، اہمیت اور فوائد بیان کریں۔
2- مذاہب عالم کے مطالعہ کے لیے کون کون سے قرآنی اصول ہیں؟ تفصیل سے لکھیں۔
3- مذہب کی تعریف کرتے ہوئے اس کے بنیادی عناصر واضح کریں۔
4- مذہب کے مقاصد، اقسام، ضرورت واہمیت اور اس کے اثرات پر نوٹ لکھیں۔
5- مکالمہ بین المذاہب کی ضرورت واہمیت بیان کریں۔
6- مکالمہ بین المذاہب کا طریقہ کار اور حدود بیان کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب 2

یہودیت

- یہود کی وجہ تسمیہ
- حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات زندگی
- یہود کا مذہبی لٹریچر
- یہودیوں کی مقدس کتابوں کا تعارف
- عہد نامہ عتیق کی کتب
- یہود کے عقائد
- یہود کے فرقے
- صہیونیت
- یہودیت اور اسلام کا تقابلی جائزہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہودیت

یہودیت ایک ایسا مذہب ہے جس پر ایک چھوٹی سی قوم اعتقاد رکھتی ہے۔ یہ لوگ اپنے آپ کو دین موسوی کے قائل کہتے ہیں، لیکن قرآن کریم میں انہیں بنی اسرائیل کہا گیا ہے۔ یہودیت کی کوئی معین اور معروف تعریف کرنا مشکل ہے کیونکہ اس ضمن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کم از کم اور قطعی طور پر کس چیز کا اقرار کرنا ضروری ہے۔ تاہم یہودیت دو اصولوں پر مبنی ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی واحدانیت اور بنی اسرائیل کا پسندیدہ اور محبوب امت ہونا۔

☆ یہودیت بت پرستی اور متعدد خداؤں کی پوجا یعنی شرک کو مسترد کرتی ہے۔ ❶

وجہ تسمیہ:

عہد نامہ عتیق کے مطابق حضرت ابراہیم کے دو بیٹے تھے۔ اسماعیل اور اسحاق (علیہما السلام)، آگے اسحاق علیہ السلام کے دو بیٹے تھے: ایک کا نام عیسو اور دوسرے کا نام یعقوب تھا۔ یعقوب کا دوسرا نام اسرائیل (عبداللہ) تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل بنو اسرائیل کہلاتی ہے۔ حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے تھے۔ جن میں سب سے بڑے بیٹے کا نام یہودا تھا اور یہودا کا خاندان خوب پھلا پھولا، چنانچہ یہود اور بنی اسرائیل کا اطلاق ایک ہی نسل پر ہونے لگا۔ بعد ازاں تمام اسرائیلی یہودی جبکہ اور ان کا مذہب یہودیت کہلانے لگا۔ ❷

---

❶ انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجنز اینڈ ایتھکس، صفحہ 581۔

❷ مطالعہ مذاہب عالم از پروفیسر محمد نواز چوہدری، صفحہ 156۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات زندگی

پیدائش:

موسیٰ علیہ السلام کی ولادت عمران کے گھر ایسے وقت میں ہوئی جب رعمسیس ثانی فرعون مصر بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کر رہا تھا۔ بنی اسرائیل پر مصیبت نازل کرنے کی وجہ کا تاریخ عصریات سے پتہ چلتا ہے کہ اسیو یہ قبائل اور فرعون مصر کے درمیان مسلسل نو سال تک جنگ جاری رہی، اس لیے رعمسیس ثانی کو یہ خوف لاحق ہوا کہ بنی اسرائیل کا یہ عظیم الشان قبیلہ جو لاکھوں نفوس پر مشتمل تھا اندرونی بغاوت پر نہ اتر آئے۔ اس لیے اس نے بنو اسرائیل کو ان مصائب میں مبتلا کرنا ضروری سمجھا جن کا ذکر تورات اور قرآن حکیم میں آیا ہے۔ ❶

نشوونما:

فرعون اور آل فرعون کی طرف سے بچوں کو قتل کرنے کے اعلان کے بعد جب موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تو ان کے والدین سخت پریشان ہوئے، اس پریشانی کے وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے دل میں القاء کیا کہ ایک تابوت بنا کر بچے کو اس میں رکھ کر دریا میں بہا دیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِذْ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰٓ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰٓ ﴿٣٨﴾ أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ لَّهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي ۚ وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي ﴿٣٩﴾﴾ (طٰہٰ:38-39)

"جب ہم نے تمہاری ماں کی طرف تیز اشارہ کیا، جو وحی کے ذریعے کیا جاتا ہے، تم اس بچے کو صندوق میں رکھ دو پھر اس کو دریا میں ڈال دو۔ دریا اس کو ساحل پر پھینک دے گا، جسے میرا اور اس کا دشمن اٹھا لے گا۔ پھر اے موسیٰ میں نے تم پر اپنی طرف سے محبت ڈال دی اور یہ اس لیے کیا کہ میری نگرانی میں

---

❶ قصص القرآن از مولا حفظ القرآن سیوہاروی، صفحہ: 363۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمہاری پرورش ہو۔"

چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق ایسے ہی کیا۔ صندوق تیرتا ہوا شاہی محل کے کنارے آ لگا تو فرعون کے سپاہیوں نے اس صندوق کو کنارے سے اٹھا اور بچے کو محل میں لے گئے، فرعون بچے کو قتل کرنا چاہتا تھا، لیکن فرعون کی بیوی آسیہ نے اسے قتل نہ کرنے دیا۔ اور کہنے لگی: یہ بچہ میرے اور تمہارے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک بن سکتا ہے۔

قرآن مجید اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

﴿ فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّ حَزَنًا ؕ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ ۝ وَ قَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَ لَكَ ؕ لَا تَقْتُلُوْهُ ۫ عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ ﴾

(القصص:8-9)

"چنانچہ فرعون کے گھر والوں نے اس بچے کو اٹھا لیا، تا کہ وہ ان کے لیے دشمن اور رنج کا باعث بنے، بلاشبہ فرعون، ہامان اور ان کے لشکر خطا کار لوگ تھے۔ اور فرعون کی بیوی سے کہنے لگی: یہ بچہ تو میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اسے قتل نہ کرو۔ کیا عجیب کہ یہ ہمارے لیے مفید ثابت ہو، یا ہم اسے بیٹا بنا لیں اور وہ بے خبر تھے۔"

بچہ کسی عورت کا دودھ نہیں پیتا تھا چنانچہ صندوق کے ساتھ ساتھ دریا کے کنارے چلنے والی موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے کہا: میں تم لوگوں کو ایک آیا کا بتاتی ہوں، جو اس بچے کی خدمت کے لیے نہایت ہی موزوں ہے، چنانچہ اس نے اپنی والدہ کی نشان دہی کی۔ اس طرح موسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ کی ہی آغوش تربیت میں آ گئے۔ اس طرح اللہ کا وہ وعدہ بھی پورا ہو گیا جو اس نے ام موسیٰ سے کیا تھا:

﴿ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَ جَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ ﴾ (القصص:7)

"ہم اس بچے کو تیری طرف ہی لوٹا دیں گے اور اسے اپنا رسول بنا دیں گے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دشمن کے گھر پرورش پائی اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کے گھرانے کے اخراجات بھی فرعون کے خزانوں سے پورے کروائے۔

جوانی اور قبطی کا قتل:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اگرچہ فرعون کے شاہی محل میں پرورش پائی تھی، لیکن ان کی بیدار آنکھیں بنی اسرائیل پر ہونے والے ظلم وستم کا مشاہدہ کر رہی تھیں، نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کے اسرائیلی اور غیر مصری ہونے کا علم ہو چکا تھا۔ چنانچہ بنی اسرائیل کو ذلت اور غلامی کے بندھنوں میں دیکھ کر ان کا خون کھولتا تھا، ایک دن شہر کی گشت کرتے ہوئے انہوں نے ایک مصری کو دیکھا کہ وہ اسرائیلی پر دست درازی کر رہا تھا۔ اسرائیلی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مدد کے لیے بلایا اس کی مظلومیت کو دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام فوراً آگے بڑھے اور اس مصری (قبطی) کو مکا رسید کیا، جس سے مصری کا کام تمام ہو گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ دیکھا تو بہت افسوس کیا، کیونکہ ان کا ارادہ قتل کرنے کا نہ تھا، پھر اپنے اس کام پر اللہ کے سامنے ندامت کے آنسو بہائے اور توبہ واستغفار کے پانی سے اپنی غلطی کے داغ کو دھو ڈالا اور اللہ نے بھی توبہ قبول فرما کر اپنی ردائے مغفرت میں لے لیا۔ حسن اتفاق سے اگلے روز بھی موسیٰ علیہ السلام اسی رستے پر جا رہے تھے کہ وہی اسرائیلی کسی قبطی سے جھگڑ رہا تھا اور وہ قبطی غالب تھا۔ اسرائیلی نے موسیٰ کو مدد کے لیے بلایا اور آپ آگے بڑھے تو وہ قبطی کہنے لگا: موسیٰ علیہ السلام آج بھی ویسے ہی قتل کرنا چاہتے ہو جیسے کل کیا تھا۔

جب حکام کو یہ خبر ہوئی کہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک اسرائیلی کی حمایت میں قبطی کو قتل کر دیا ہے تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کر کے قتل کرنے کا فیصلہ کیا۔ لہٰذا موسیٰ علیہ السلام کو ایک آدمی کے ذریعے خبر ہو گئی تو آپ مصر سے مدین کی طرف نکل گئے، اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ۚ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝﴾ (القصص:20)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''ایک شخص شہر کے آخری کنارے سے دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا: موسیٰ! اہل دربار تیرے متعلق مشورہ کر رہے ہیں تمہیں قتل کر ڈالیں گے، لہٰذا یہاں سے نکل جاؤ۔ میں یقیناً تمہارا خیر خواہ ہوں۔''

سفر مدین:

حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے نکل کر مدین کی طرف چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ لَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْۤ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴾

(القصص:22)

''جب موسیٰ علیہ السلام نے مدین کا رخ کیا تو کہنے لگے: امید ہے کہ میرا رب مجھے سیدھے راستے پر چلائے گا۔''

پھر مدین پہنچ کر موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جو واقعات پیش آئے ان کا خوب صورت تذکرہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان الفاظ میں کیا۔

﴿ وَ لَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۫ وَ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ؕ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ؕ وَ اَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ۝ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰۤى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ۝ فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ۫ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ؕ فَلَمَّا جَآءَهٗ وَ قَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ۟ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ﴾

(القصص:23-25)

''پھر جب وہ مدین کے کنویں پر پہنچے تو دیکھا کہ بہت سے لوگ پانی پلا رہے تھے، ان کے علاوہ دو عورتیں دیکھیں جو بکریاں ایک طرف ہٹا رہی تھیں، ان سے کہا: تمھیں کیا ہے؟ وہ کہنے لگیں: ہم اس وقت تک پانی نہیں پلا سکتیں، جب تک یہ چرواہے پانی پلا کر واپس نہ چلے جائیں اور ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے۔ چنانچہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

موسیٰ علیہ السلام نے ان عورتوں کی بکریوں کو پانی پلا دیا۔ پھر ایک سائے دار جگہ پر جا بیٹھے اور کہا: میرے پروردگار جو بھلائی بھی تو مجھ پر نازل کرے، میں اس کا محتاج ہوں۔ اتنے میں ان دونوں عورتوں میں سے ایک عورت شرم سے چلتی ہوئی ان کے پاس آئی اور کہنے لگی: آپ نے ہماری بکریوں کو پانی پلایا ہے، اس لیے میرا باپ آپ کو بلاتا ہے تا کہ آپ کو اس کا صلہ دے، پھر جب موسیٰ علیہ السلام اس شخص کے پاس آئے اور انہیں اپنا سارا حال سنایا تو اس نے کہا: ڈرو نہیں، تم نے ان ظالموں سے نجات پالی ہے۔"

شادی:

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اس شیخ کبیر کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی کہ اس کی بیٹی کہنے لگی: اباجان! اس قوی اور امانت دار شخص کو اپنے پاس مزدور رکھ لیں۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے آٹھ سال تک بطور حق مہر مزدوری کر کے شیخ کبیر کی بیٹی سے نکاح کرنے کا ارادہ کر لیا، کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کا وہاں کوئی عزیز یا قرابت دار نہیں تھا، اس لیے انہیں اس کی ضرورت تھی اس وجہ سے انہیں نے شیخ کبیر کی اس پیش کش کو قبول کیا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بکریاں چرانے کے معاہدے اور نکاح کے واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے الفاظ میں بیان کیا ہے:

﴿قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۫ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ۝ قَالَ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ۭ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝﴾ (القصص:26-27)

"ان میں سے ایک بولی: ابا جان! اسے اپنا مزدور رکھ لیں، بہترین آدمی جسے آپ نوکر رکھنا چاہیں وہی ہو سکتا ہے جو طاقتور اور امین ہو۔ اس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک کا تجھ سے اس شرط پر نکاح کر دوں کہ تم میرے ہاں آٹھ برس ملازمت کرو۔ اگر دس سال پورے کر دو تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمھاری مہربانی، میں اس معاملے میں سختی نہیں کرتا، ان شاء اللہ تم مجھے اچھا پاؤ گے۔"

مصر واپسی اور نبوت:

حضرت موسیٰ علیہ السلام مقررہ مدت ختم کرنے کے بعد اپنی بیوی کو ساتھ لے کر مصر کی طرف روانہ ہوئے۔ اس سفر کے دروان ہی وادی مقدس میں اللہ نے انہیں خلعت نبوت سے نوازا، نیز جو عصا ان کے ہاتھ میں تھا، اللہ تعالیٰ نے اس عصا کو معجزہ کے طور پر عطا کیا۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی مدین سے مصر کی طرف روانگی کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

﴿ فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَ سَارَ بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّيْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْۤ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰۤى اِنِّيْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَ اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّ لَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰۤى اَقْبِلْ وَ لَا تَخَفْ ۫ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ۝ اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ وَّ اضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ۝ وَ اَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْۤ ۫ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ۝ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَ نَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚ بِاٰيٰتِنَاۤ ۚ اَنْتُمَا وَ مَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ۝ ﴾ (القصص:29 تا 35)

"پھر جب موسیٰ نے وہ مدت پوری کر لی اور اپنے اہل خانہ کو لے کر چلے تو طور کے ایک طرف انہیں آگ نظر آئی۔ انہوں نے اپنے اہل خانہ سے کہا: تم یہاں ٹھہرو، میں نے ایک آگ سی دیکھی ہے، شاید میں وہاں سے تمہارے لیے کچھ خبر یا آگ کا انگارا ہی اٹھا لاؤں تا کہ تم تاپ سکو۔ پھر جب موسیٰ وہاں پہنچے تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وادی کے دائیں کنارے مبارک خطہ کے ایک درخت سے آواز آئی: اے موسیٰ! میں ہی اللہ ہوں، سارے جہانوں کا پروردگار۔ اور (اللہ نے حکم دیا کہ(اپنی لاٹھی پھینکو، پھر جب موسیٰ نے اس لاٹھی کو دیکھا تو وہ یوں حرکت کر رہی تھی جیسے کوئی سانپ ہے، موسیٰ پیٹھ پھیر کر پیچھے ہٹے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آگے بڑھو اور ڈرو نہیں، تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔ اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو وہ بغیر کسی تکلیف کے چمکتا ہوا نکلے گا اور اگر ڈر محسوس ہو تو اپنا بازو اپنے جسم سے لگالو، سو یہ تیرے پروردگار کی طرف سے دو معجزے ہیں، جنہیں تم فرعون اور اس کے درباریوں کے سامنے پیش کر سکتے ہو، وہ بڑے نافرمان لوگ ہیں۔ موسیٰ نے عرض کیا: پروردگار میں نے ان کے ایک آدمی کو مار ڈالا تھا، لہٰذا مجھے خطرہ ہے کہ وہ مجھے مار ڈالیں گے، اور میرے بھائی ہارون کی زبان مجھ سے زیادہ صاف ہے، اسے میرے ساتھ مددگار کے طور پر بھیج، تاکہ وہ میری تصدیق کرے، مجھے اندیشہ ہے کہ وہ لوگ مجھے جھٹلا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم تیرے بھائی سے تیرا بازو مضبوط کر دیں گے اور تم دونوں کو ایسا غلبہ عطا کریں گے کہ وہ تم پر دست درازی نہ کر سکیں گے۔ ہمارے معجزات کی وجہ سے تم دونوں اور تمہارے پیروکار ہی غالب رہیں گے۔"

فرعون کو دعوت:

موسیٰ علیہ السلام جب مصر پہنچے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنے بھائی ہارون کو ساتھ لے کر فرعون کے ایوان میں جا پہنچے، فرعون اور آل فرعون کو اللہ تعالیٰ کا تعارف کرایا اور بنی اسرائیل کو آزاد کرنے کا مطالبہ بھی کیا، نیز فرعون کو یہ بھی بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں نبی اور رسول بنا کر بھیجا ہے اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

﴿وَ قَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٤﴾ حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْٓ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِسْرَآءِیْلَ ﴿۱۰۵﴾﴾ (الاعراف:104، 105)

”اور موسیٰ نے کہا اے فرعون! بے شک میں جہانوں کے رب کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔ اس بات پر پوری طرح قائم ہوں کہ اللہ پر حق کے سوا کچھ نہ کہوں، بلا شبہ میں تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل لے کر آیا ہوں، سو میرے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے۔“

فرعون نے جب رب العالمین کا نام سنا تو آگ بگولہ ہوگیا اور اپنے سرداروں سے کہنے لگا: میں اپنے علاوہ کسی اور کو معبود نہیں سمجھتا اور موسیٰ سے کہنے لگا: تمہارا رب کون ہے؟ تو سید موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ کا تعارف کروایا۔

﴿قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا یٰمُوْسٰی ﴿۴۹﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی ﴿۵۰﴾ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰی ﴿۵۱﴾ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ فِیْ كِتٰبٍ ۚ لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَ لَا یَنْسَی ﴿۵۲﴾ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّ سَلَكَ لَكُمْ فِیْهَا سُبُلًا وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰی ﴿۵۳﴾ كُلُوْا وَ ارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰی ﴿۵۴﴾ؑ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِیْهَا نُعِیْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی ﴿۵۵﴾﴾ (طٰهٰ:49 تا 55)

”فرعون نے کہا: موسیٰ! تمہارا پروردگار ہے کون؟ موسیٰ نے کہا: ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی صورت عطا کی پھر اس کی رہنمائی کی۔ فرعون نے کہا: تو پھر جو نسلیں گزر چکی ہیں وہ کس حال میں ہیں؟ موسیٰ نے جواب دیا: ان کا علم میرے پروردگار کے پاس ایک کتاب میں ہے، میرا رب نہ چوکتا ہے اور نہ بھولتا ہے۔ اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو فرش بنایا اور تمہارے لیے اس میں راستے چلائے اور آسمان سے پانی اتارا اور پھر ہم نے اس کے ساتھ مختلف سبزیوں کے جوڑے پیدا کیے۔ کھاؤ اور اپنے جانوروں کو بھی چراؤ، اس میں عقل والوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔ اسی (زمین) سے ہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں تمہیں واپس لے جائیں گے اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔"

معجزات موسیٰ علیہ السلام:

موسیٰ علیہ السلام نے جب فرعون کو دعوت حق پیش کی اور بنو اسرائیل کو آزاد کرنے کا مطالبہ کیا تو فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے معجزے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا:

﴿اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝﴾

(الاعراف:106)

"اگر تم کوئی نشانی لائے ہو تو دکھاؤ، اگر تم سچے ہو۔"

تو موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے فرعون اور اس کے درباریوں کو عصا اور ید بیضاء کا معجزہ دکھایا، جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں کیا ہے:

﴿فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ۝﴾ (الاعراف:107-108)

"چنانچہ موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا تو فوراً وہ ہو بہو ایک اژدہا بن گیا۔ اور اپنا ہاتھ نکالا تو وہ دیکھنے والوں کو چمکدار دکھائی دینے لگا۔"

جب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے معجزات دکھا دیئے تو فرعون پھر بھی نہ مانا، بلکہ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے جادوگروں کو دھمکیاں دینے لگا اور پھر انہیں قتل کروا دیا۔

آل فرعون پر عذاب الٰہی:

اللہ کی سنت رہی ہے کہ جب بھی کسی قوم نے انبیاء علیہم السلام کی دعوت کو ٹھکرایا تو اس قوم پر اللہ کی طرف سے عذاب کے کوڑے برسے۔ اسی طرح فرعون اور اس کی قوم پر جب موسیٰ علیہ السلام کے پیغام رشد و ہدایت کا کوئی اثر نہ ہوا اور چند مصریوں کے سوا کوئی قبطی ایمان نہ لایا، بلکہ آل فرعون، فرعون کے کہنے پر موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم بنی اسرائیل کی پہلے سے زیادہ توہین و تذلیل کرنے لگے، تو اللہ نے اپنی سنت کے مطابق آل فرعون پر یکے بعد دیگرے مختلف عذاب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھیجے، ان پر طاری ہونے والے عذابوں کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں کرتے ہیں:

﴿وَ لَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَ نَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝﴾ (الاعراف:130)

''یقیناً ہم نے آل فرعون کو قحط سالی اور پھلوں کی کمی (جیسے عذابوں) سے دوچار کیا تاکہ وہ نصیحت لے لیں۔''

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان پر نازل ہونے والے مزید عذابوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَ الْجَرَادَ وَ الْقُمَّلَ وَ الضَّفَادِعَ وَ الدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝﴾ (الاعراف:133)

''آخر ہم نے ان پر طوفان، ٹڈیاں، جوئیں، مینڈک اور خون کا عذاب ایک ایک کر کے مختلف وقتوں میں نشانیوں کے طور پر بھیجا، پھر بھی وہ اکڑے ہی رہے، کیونکہ وہ تھے ہی مجرم لوگ۔''

جب کبھی عذاب نازل ہوتا تو فرعون اور آل فرعون موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کرتے کہ وہ عذاب کے ہٹ جانے کی دعا کریں اور وعدہ کرتے کہ عذاب کے ہٹ جانے پر وہ ضرور ایمان لے آئیں گے، لیکن جب عذاب ہٹ جاتا تو وہ اپنی اسی روش پر چل پڑتے۔ قرآن مجید نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

﴿وَ لَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَ لَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝﴾ (الاعراف:134)

''اور جب ان پر عذاب پڑتا تو کہتے! اے موسیٰ ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کر، جیسا کہ اس نے تجھ سے عہد کیا ہے، اگر تو ہم سے عذاب دور کر دے تو ہم ضرور تجھ پر ایمان لے آئیں گے اور ضرور تیرے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دیں گے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنی اسرائیل کا مصر سے خروج اور فرعون کی ہلاکت:

جب مصریوں کا ظلم وتشدد اپنے عروج پر پہنچ گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بنو اسرائیل کو مصر سے نکال کر فلسطین لے جائیں۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام رات کی تاریکی میں بنو اسرائیل کو لے کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے۔ مصر سے فلسطین جانے کے لیے دو راستے تھے، ایک خشکی کا رستہ جو قریب تھا، ۔ دوسرا بحیرہ احمر (قلزم) جسے عبور کر کے بیابان سینا کی راہ تھی۔ موسیٰ علیہ السلام حالات سے اچھی طرح واقف تھے کہ اگر خشکی کا رستہ اختیار کیا تو بنو اسرائیل کو مصریوں کے ساتھ جنگ کرنا پڑے گی، جبکہ بنو اسرائیل مدتوں اہل مصر کی غلامی میں رہ چکے تھے، لہٰذا وہ دلیری اور جواں مردی کے ساتھ مصریوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ اس لیے آپ نے خشکی کے راستے کی بجائے بحیرہ احمر کا راستہ اختیار کیا۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ اللہ نے فرعون اور آل فرعون کو سمندر میں غرق کرنا تھا، اس لیے موسیٰ علیہ السلام کی اس رستے کی طرف رہنمائی فرمائی، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام جب بنو اسرائیل کو لے کر سمندر پر پہنچے تو دیکھا کہ فرعون بھی تعاقب کرتا ہوا ان کے قریب آ پہنچا ہے، اس موقع پر بنی اسرائیل کی گھبراہٹ تورات میں ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے:

> ''جب بنی اسرائیل نے لشکر کو دیکھا تو گھبرا کر کہنے لگے: کیا مصر میں قبریں نہ تھیں، جو تو ہم کو مرنے کے لیے بیابان میں لے آیا؟ تو نے ہم سے یہ کیا کیا کہ ہمیں مصر سے نکال لایا، کیا ہم تجھ سے مصر میں یہ بات نہ کہتے تھے کہ ہم کو رہنے دو مصریوں کی خدمت کریں گے، ہمارے لیے مصریوں کی خدمت کرنا بیابان میں مرنے سے بہتر ہے؟''[1]

حضرت موسیٰ علیہ السلام بنو اسرائیل کو لے کر سمندر کے کنارے پہنچے تو اللہ نے سمندر کو حکم دیا کہ وہ بنو اسرائیل کو رستہ دے دے اور موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا:

---

[1] تورات: خروج آیت 11۔ 12۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ۝﴾

(طه:77)

''یعنی دریا میں انھیں خشک راستہ پر لے جاؤ، تمہیں نہ تو تعاقب کا خوف ہو اور نہ ڈر ہو۔''

فرعون نے جب دیکھا کہ بنو اسرائیل سمندر کے خشک راستہ سے پار ہو رہے ہیں تو وہ بھی اپنے لاؤ لشکر سمیت اس رستے پر چل دیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس کا کیا حشر کیا، اس کی بربادی اور ہلاکت کی گواہی قرآن ان الفاظ میں دیتا ہے:

﴿وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۝﴾ (یونس:90 تا 92)

''اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے پار گزار دیا تو فرعون اور اس کے لشکروں نے ازراہ ظلم و سرکشی ان کا تعاقب کیا، حتیٰ کہ جب فرعون ڈوبنے لگا تو بولا: میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ الٰہ صرف وہی ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں اس کا فرمانبردار ہوتا ہوں۔ کیا اب تو ایمان لاتا ہے اور پہلے تو نے نافرمانی کی اور فساد کرنے والوں میں سے تھا۔ آج تو ہم تیری لاش کو بچا لیں گے تاکہ تو بعد میں آنے والوں کے لیے نشان عبرت بنے اگرچہ اکثر لوگ ہماری آیتوں پر غفلت ہی برتتے ہیں۔''

فلسطین کی طرف جانے کا حکم:

موسیٰ علیہ السلام اللہ کی مدد اور اس کی توفیق سے بنی اسرائیل کو سمندر سے نکال کر سینا کی طرف لے گئے، جہاں پر پانی اور سبزہ کا کوئی نشان نہ تھا۔ موسیٰ علیہ السلام بہت پریشان ہوئے، اللہ کے حکم

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سے پتھر پر عصا مارا تو ان کے لیے پانی کا انتظام ہو گیا۔ اسی طرح کھانے کی ضرورت پیش آئی تو ان کے لیے من اور سلویٰ کا انتظام کر دیا گیا۔ سائے کے لیے ان کے پاس کوئی چیز نہ تھی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بادلوں کا سایہ کر دیا۔ لیکن ان لوگوں نے تمام نعمتیں مل جانے کے بعد بھی اللہ کی ناشکری کی اور اس پر مستزاد یہ کہ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے طور پر جانے کے بعد بچھڑے کی پوجا شروع کر دی۔ یہ سب کچھ ہو جانے کے بعد بھی اللہ نے ان کی توبہ کو قبول کیا اور موسیٰ نے انھیں حکم دیا کہ تم اپنا علاقہ لینے کے لیے ارض مقدس میں بحیثیت فاتح داخل ہو جاؤ اور کہا: ارض مقدس تمہیں ضرور ملے گی، لیکن اس کے لیے جدو جہد کرنا پڑے گی اس بات کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

﴿ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴾ (المائدہ:21)

"اے میری قوم! اس ارض مقدس میں داخل ہو جاؤ، جو اللہ نے تمہارے مقدر میں کر دی ہے، اس کام سے پیٹھ نہ پھیرنا وگرنہ نقصان اٹھانے والے ہو جاؤ گے۔"

قوم کا رویہ:

موسیٰ علیہ السلام نے جب انہیں فلسطین میں داخل ہونے کا حکم دیا تو قوم نے جو جواب دیا، اللہ تعالیٰ اس کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

﴿ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَ اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ۝ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۗ وَ عَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝ ﴾

(المائدہ:22 تا 24)

"وہ کہنے لگے: موسیٰ! وہاں تو بڑے زور آور لوگ رہتے ہیں، جب تک وہ وہاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے نکل نہ جائیں ہم تو وہاں کبھی نہ جائیں گے۔ ہاں اگر وہ نکل جائیں تو ہم داخل ہونے کو تیار ہیں۔ اور وہ لوگ جو اللہ سے ڈرتے تھے ان میں سے دو آدمیوں نے، جن کو اللہ نے اپنی نعمت سے نوازا تھا کہا: ان کے مقابلہ کے لیے دروازے میں داخل ہو جاؤ۔ جب تم اس میں داخل ہو گئے تو پھر تم ہی غالب رہو گے۔ اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ پر بھروسہ کرو۔'' قوم کے لوگ کہنے لگے: اے موسیٰ! جب تک وہ لوگ وہاں موجود ہیں ہم تو کبھی بھی داخل نہ ہوں گے، لہٰذا تم اور تمہارا رب دونوں جاؤ اور ان سے جنگ کرو، ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔''

قوم کی یہ بزدلی دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی بیزاری کا اظہار کرنے لگے۔

﴿قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَ اَخِیْ فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ۝﴾ (المائدہ:25)

''موسیٰ نے کہا: اے میرے رب! میرا اختیار تو صرف اپنے آپ پر اور اپنے بھائی پر ہے، لہٰذا ہمارے اور نافرمان لوگوں کے درمیان میں جدائی ڈال دے۔''

تو اللہ تعالیٰ نے بھی اعلان فرما دیا:

﴿قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَیْهِمْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً ۚ یَتِیْهُوْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ۝﴾ (المائدہ:26)

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اب وہ زمین، ان پر چالیس برس کے لیے حرام کر دی گئی ہے۔ اتنی مدت یہ لوگ زمین میں مارے مارے پھریں گے، لہٰذا آپ فاسقوں پر پریشان نہ ہوں۔''

چنانچہ 40 سال بیابان میں سرگرداں پھرنے کے بعد آخر 1250 ق م میں یہ لوگ کنعان پہنچے۔ حضرت ہارون علیہ السلام وفات پا چکے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حکم سے یوشع علیہ السلام نے حملہ کیا اور پہلا حملہ ''جیرکو'' پر کیا، اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی انتقال کر گئے۔ حضرت یوشع علیہ السلام فاتحانہ شہر میں داخل ہوئے اور سات سال کے عرصہ میں پورا کنعان فتح کر لیا اور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وہاں قانون موسوی نافذ کیا۔

یہود کا مذہبی لٹریچر

یہودی کسی ایک کتاب کو نہیں مانتے بلکہ ان کا مذہبی لٹریچر مختلف ادوار میں مختلف شخصیات کے ذریعے مرتب کی جانے والی کتابیں ہیں۔

یہود کے دینی ادب کو بنیادی طور پر تین کتابوں پر مشتمل سمجھا جاتا ہے۔

❁ تورات ❁ تالمود ❁ عہد نامہ قدیم

تورات

لغوی تعریف:

تورات عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ''شریعت'' ہے۔ یہود کی اصطلاح میں تورات پانچ کتابوں کا مجموعہ ہے۔ یہودی سمجھتے ہیں کہ موسیٰ نے انہیں اپنے ہاتھ سے لکھا ہے، لیکن مسلمانوں کے نزدیک ''تورات وہ کتاب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر لوگوں کے لیے ہدایت اور نور بنا کر نازل فرمایا اور تختیوں پر مکتوب کی صورت میں عطا کی۔'' یہودی تورات کو شریعت بھی کہتے ہیں۔ تورات میں پانچ کتابیں شامل ہیں۔

① پیدائش ② خروج ③ احبار ④ گنتی ⑤ استثناء

ان پانچ کتابوں کے مجموعہ کو تورات یا خمسہ موسوی یا اسفار موسیٰ علیہ السلام کہا جاتا ہے۔

بعض لوگوں نے یسوع کی کتابوں کو بھی تورات میں شامل کیا ہے۔ لیکن معروف و مقبول تقسیم کی رو سے مذکورہ بالا پانچ کتابیں ہی تورات کہلاتی ہیں۔

تورات کی تدوین:

مسیحی علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تورات 1500 برس قبل مسیح میں لکھی گئی، پہلے وہ ایک جلد میں مدون ہوئی، لیکن (مسیحی علماء کے نزدیک) جب 284 ق م میں تورات کو عبرانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زبان سے یونانی زبان میں منتقل کیا تو اس کتاب کو پانچ مختلف کتابوں (پیدائش، خروج، اخبار، گنتی، استثناء) میں تقسیم کر دیا گیا، جبکہ آیات کی تفصیل حضرت مسیح کے 1240 سال بعد کارنلڈ ہوگو نے بیان کی۔ ❶

مسیحی علماء کے نزدیک:

تورات کی پہلی گمشدگی 698 ق م یہودی نامی بادشاہ کے عہد میں ہوئی۔ ❷

تورات کی بربادی کے ادوار

تورات پر مختلف ادوار میں بربادی کے مختلف ادوار آتے رہے۔ تاریخ میں تورات کی بربادی کے سات ادوار کا تذکرہ ملتا ہے۔

پہلی تباہی:

مسیحی علماء کے نزدیک تورات کی پہلی گمشدگی 698 قبل مسیح میں ہوئی۔ پھر تقریباً 75 برس بعد بادشاہ بوسیاہ کے عہد میں کاہنوں کے سردار خلقیاہ نے اعلان کیا کہ اس نے ہیکل یروشلم میں تورات پائی ہے، یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ 75 سال بعد خلقیاہ کو ملنے والی تورات اصل تورات ہی تھی اور یہودی علماء آج تک اس بات کا جواب دینے سے قاصر ہیں۔

دوسری تباہی:

تورات کی دوسری تباہی اس وقت ہوئی جب 600 ق م میں بابل کے بادشاہ بخت نصر نے یہودیوں کی سلطنت پر قبضہ کیا اور بڑی بے رحمی سے یہودیوں کا قتل عام کیا اور جو لوگ قتل سے بچ گئے انہیں قیدی بنا کر بابل لے گیا۔ یہ لوگ 70 سال تک قیدی رہے اور جب وہاں سے آزاد ہوئے تو اپنی زبان تک بھول چکے تھے۔ سردار خلقیاہ کی پیش کردہ تورات کا نسخہ ہیکل

---

❶ مطالعہ مذاہب عالم از پروفیسر محمد نعیم صدیقی، صفحہ: 341۔

❷ احوال کتاب مقدس حصہ اول باب 48 صفحہ: 117۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں رکھا گیا تھا، بخت نصر نے ہیکل کو جلا کر پیوند خاک کر دیا، لہٰذا تورات کا نسخہ بھی جل گیا۔

یہودی روایات کے مطابق قید سے واپس آنے والے بنی اسرائیلی کچھ اطمینان میں آئے تو انہوں نے تورات کی از سر نو ترتیب کی طرف توجہ دی۔ چنانچہ عزرا نبی (عزیر علیہ السلام) نے یہ کام سرانجام دیا، اس بارے یہودی کتب میں لکھا ہے: شریعت بھلا دی گئی تھی مگر عزرا نے پھر اسے دوبارہ قائم کیا۔ ❶

تیسری تباہی:

تورات کی تیسری تباہی 170 ق م مسیح میں ہوئی، جب یونانی بادشاہ اینٹونیس نے یہودیوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیے یروشلم پر پے در پے حملے کیے۔ ہیکل کی بے حرمتی کی اور تورات کے بھی جو نسخے ملے انہیں جلا دیا۔ اس تباہی کے بعد 165 ق م میں یہودا مقابیں نے ہیکل کی مرمت شروع کی، اس وقت اس نے تورات کی نقل کہیں سے مہیا کر کے ہیکل میں رکھی۔

چوتھی تباہی:

70 عیسوی میں روم کے شہزادے طیطس (Tites) نے یروشلم پر حملہ کر کے ہر طرف آگ لگادی، ہیکل کو مکمل مسمار کیا اور 11 لاکھ یہودیوں کو تہہ تیغ کیا اور ہزاروں کو قیدی بنا کر فروخت کیا، شہر اور ہیکل کی اس قیامت خیز تباہی میں تورات بھی نذرِ آتش ہوگئی۔

پانچویں تباہی:

تورات کی پانچویں تباہی طیطس کے 65 سال بعد 135 عیسوی میں روم کے قیصر ہڈرین کے عہد میں ہوئی، جب یہودیوں نے رومیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے یہودیوں کو جمع کیا، لیکن عبرت ناک شکست سے دوچار ہوئے، اس جنگ کے بعد بیت المقدس کو پیوند خاک کر دیا گیا اور اس کی جگہ "جیوپیٹر" دیوتا کا ایک مینار بنا دیا گیا اور کلوری پہاڑ پر وینس دیوی کی مورتی رکھ کر شہر کا نام ایلیاء رکھ دیا گیا۔

---

❶ مطالعہ مذاہب عالم باب 6 صفحہ 346۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھٹی تباہی:

تورات پر چھٹی بربادی وحشی اقوام کی طرف سے برپا ہوئی، جب 400 عیسوی کے قریب رومیوں پر شمال کی طرف سے حملہ آور وحشی قوموں نے غلبہ حاصل کرلیا تو موسویت اور مسیحیت کو تباہ و برباد کر دیا۔ چونکہ یہ اقوام بت پرست تھیں اس وجہ سے جہاں جہاں ان کا غلبہ ہوتا گیا، وہاں مکتوبات، صحائف، مدارس اور کتب خانے نذرِ آتش ہو گئے اور دونوں مذاہب کا مذہبی لٹریچر تباہ ہو کر رہ گیا۔

ساتویں تباہی:

613 عیسوی میں شاہ ایران خسرو پرویز نے یروشلم پر چڑھائی کر کے 90 ہزار آدمی قتل کیے اور تمام گرجوں اور متبرک مقامات کو مسمار کر دیا۔ ❶

تالمود

لغوی معنی:

''عبرانی زبان میں اس کا معنی نظام اور قانون ہے۔''

اصطلاحی مفہوم:

''یہودیوں کی کتاب فقہ ہے اور ان تعلیمات کے مجموعہ سے مرکب ہے جنہیں علماء یہود نے تورات کی شرح اور اس کے اصولوں سے استنباط کے طور پر مقرر کیا ہے۔''

تالمود کی حقیقت:

تالمود یہودیوں کی ایک مقدس کتاب کا نام ہے۔ اسے عہد نامہ عتیق کی تشریعی کتاب کی حیثیت حاصل ہے۔ تالمود ان روایات کا مجموعہ ہے جو یہود کے ہاں انبیاء اکابر سے سینہ بہ سینہ علماء، کاتبین، احبار اور ربیوں تک پہنچیں۔ بعض یہودی تورات کو تالمود پر حیثیت دیتے ہیں۔ مگر بعض علماء یہود تالمود کو تورات سے افضل سمجھتے ہیں اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ جو تالمود کو

---

❶ تفصیلات کے لیے دیکھیں، مطالعہ مذاہب عالم، صفحہ: 343 تا 345۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نہیں مانتا وہ نجات کا مستحق نہیں ہوسکتا اور وہ کہتے ہیں: جو تورات کو تالمود کے بغیر پڑھتا ہے وہ کافر ہے۔

تالمود کی جمع وتدوین:

یہودی روایات کے مطابق جب ہیکل کو مسمار کر دیا گیا اور تورات کے نسخہ جات جل کر راکھ میں تبدیل ہو گئے تو 100 عیسوی کے قریب یہودیوں کے مذہبی رہنماؤں نے ایک مجلس منعقد کی، جس میں مذہبی شیرازہ بندی کا اہتمام کیا گیا کہ یہود کی جو مذہبی چیزیں سینہ بہ سینہ نقل ہوتی آرہی تھیں، ان تمام دینی روایات کو جمع کر کے ایک مسودہ تیار کیا جائے، چنانچہ اس مسودے کی تیاری میں یہودی احبار اور ان کے شاگردوں نے بڑے جوش وخروش سے حصہ لیا اور اس مسودے کا نام ''تالمود'' رکھا گیا۔

عہد نامہ قدیم

موجودہ بائبل دو حصوں پر مشتمل ہے۔

1- عہد نامہ عتیق: اس پر یہودی عمل پیرا ہیں۔

2- عہد نامہ جدید: اس پر عیسائی عمل پیرا ہیں۔

موجودہ بائبل میں عہد نامہ قدیم یا عتیق یہودیون کی کتاب ہے۔

بعض حضرات عہد نامہ قدیم کو تورات کہہ دیتے ہیں، جو کہ واضح غلطی ہے۔ کیونکہ تورات عہد نامہ قدیم کا ایک جز ہے، جو پانچ کتابوں پر مشتمل ہے، جنہیں خمسہ موسوی کہا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ عہد نامہ قدیم میں مزید 34 کتابیں ہیں اور خمسہ موسوی کو ملا کر 39 کتابیں بن جاتی ہیں۔ عہد قائم کی کتابوں کو بآسانی تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

- تورات
- انبیاء کی کتابیں
- متفرق کتابیں

تورات:

اس میں درج ذیل پانچ کتابیں ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(1) پیدائش (2) خروج (3) احبار (4) گنتی (5) استثناء

انبیاء کی کتابیں:

اس کی دو قسمیں ہیں۔

☆ متقدمین انبیاء کی کتابیں ☆ متاخرین انبیاء کی کتابیں

متقدمین انبیاء کی کتابیں:

اس میں چھ کتابیں شامل ہیں۔

❁ یسوع ❁ قاضیوں ❁ سموئیل اول

❁ سموئیل ثانی ❁ سلاطین اول ❁ سلاطین ثانی

متاخرین انبیاء کی کتابیں:

اس میں پندرہ کتب شامل ہیں، جو کہ دو حصوں پر مشتمل ہیں۔

1- انبیاء اکبر کی کتابیں:

❁ یسعیاہ ❁ یرمیاہ ❁ حزقی ایل

2- انبیاء اصغر کی کتابیں:

❁ ہوسیاہ ❁ یوایل ❁ آموس ❁ عبیدیاہ

❁ یونس ❁ میکاہ ❁ ناحوم ❁ حبقوق

❁ ہگائی ❁ زکریاہ ❁ ملاکی کتب ❁ صفنیہ

متفرق کتابیں:

اس میں دو قسم کی کتب شامل ہیں۔

❁ عظیم کتب ❁ پانچ مجلّات یا مضامین

عظیم کتب:

اس میں آٹھ کتابیں ہیں۔

❁ زبور ❁ امثال ❁ ایوب ❁ دانیال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٭ نحمیاہ ٭ تواریخ اول ٭ تواریخ ثانی ٭ عزرا

پانچ مجلات یا مضامین:

٭ غزل الغزلات ٭ روتھ ٭ یرمیاہ کا نوحہ

٭ الجامعہ ٭ آستر

(39) کتب پر مشتمل یہ مجموعہ عہد نامہ قدیم کہلاتا ہے یہ تقسیم پروٹسٹنٹ چرچ میں مروج ہے، جبکہ رومن کیتھولک چرچ والے اس میں ایک کتاب اور شامل کرتے ہیں۔

اس طرح رومن کیتھولک کے مطابق کل کتب کی تعداد 39 کی بجائے 40 ہے۔

یہود کی مقدس کتابوں کا تعارف

پیدائش:

''کتاب پیدائش کو ''السفر التکوین'' بھی کہا جاتا ہے۔''

یہودی علماء کے مطابق یہ کتاب آٹھویں صدی ق م میں تحریری شکل میں آئی، اس میں کائنات اور آدم علیہ السلام کی تخلیق، اسی طرح آدم علیہ السلام کے بیٹوں کا جھگڑا، طوفان نوح اور نشاۃ ثانیہ نیز سیدنا ابراہیم، اسحاق، یعقوب اور یونس علیہم السلام کے حالات زندگی، بنو اسرائیل کی مصر میں آمد اور وہاں پر ان کی آبادکاری کا تذکرہ موجود ہے۔

خروج:

اسے ''السفر الخروج'' بھی کہا جاتا ہے۔

خروج کا معنی ''باہر نکلنا'' اس کتاب میں بنو اسرائیل کے اجتماعی خروج کے واقعات درج ہونے کی وجہ سے اسے خروج کا نام دیا گیا۔

اس کتاب میں درج ہے کہ عبرانی لوگ کس طرح مصر سے روانہ ہوئے اور صحرائے سینا میں بھٹکتے رہے، نیز اس کتاب میں صحرائے سینا میں شریعت کے عطا کیے جانے کے واقعات میں بیان کیے گئے ہیں۔ اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کے احکام عشرہ اور قانون موسوی کا بھی ذکر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احبار:

اسے "السفر اللاوئین" بھی کہا جاتا ہے۔

اس کتاب میں مناسک قربانی، عبادات کی تفصیلات اور فقہی احکام موجود ہیں۔ اس میں بنو اسرائیل کے لیے قانون و احکام، مثلاً گناہوں کے کفارے، حرام اشیاء کی تفصیل، شادی بیاہ، خوشی اور غمی کے مواقع پر مذہبی رسومات کی ادائیگی اور اسی طرح طہارت و پاکیزگی، نیکی کی تفاصیل اور قوانین وضوابط کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

گنتی:

اسے "السفر العدد" بھی کہا جاتا ہے۔"

اس میں بنو اسرائیل کے خاندان کے شجرہ ہائے نسب بیان کیے گئے ہیں تاریخ اور حالات کا تذکرہ بھی موجود ہے، لیکن اس کتاب کا اصل موضوع بنی اسرائیل کے اعداد وشمار اور ان کا شجرہ نسب ہے۔ نیز تاریخی حالات کے ضمن میں اس موضوع پر تبصرے موجود ہیں کہ بنو اسرائیل نے صحرائے سیناء سے نکل کر اردن اور اس سے آگے کا علاقہ فتح کیا۔

استثناء:

اسے "السفر التثنیه" بھی کہا جاتا ہے۔

اس کا مطلب ہے کسی چیز کو دہرانا یا اس کا اعادہ کرنا۔ اس کتاب میں دوسری اور تیسری کتاب (خروج واحبار) کے قوانین کی دہرائی اور وضاحت موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قوانین کی دہرائی اور وضاحت موجود ہے۔ حضرت موسیٰ کے احکام عشرہ بھی دوبارہ بیان کیے گئے ہیں۔ اس کتاب میں موسی علیہ السلام کے خطبات بھی شامل ہیں، نیز کتاب کے آخر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا تذکرہ بھی موجود ہے۔

بائبل کی تعلیمات اور اعتقادات

ہر مذہب کے پیروکار اپنے لیے اسی کتاب کو مقدس مانتے ہیں جو ان کے مذہبی پیشوا یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی کی طرف منسوب ہو، ان کی مذہبی رسومات کے بارے میں حاصل ہونے والی تعلیمات اور اعتقادات کا دارومدار اسی کتاب پر ہوتا ہے۔

موجودہ بائبل کی تاریخی اعتبار سے کیا حقیقت ہے اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ بہرحال یہاں بائبل کے حوالے سے دو چیزوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

- تعلیمات
- اعتقادات

تعلیمات:

بائبل کی تعلیمات میں وہ دس احکام ہیں جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو تختیوں پر لکھے ہوئے عطا کیے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

- توحید باری تعالیٰ
- رد شرک
- اللہ کے نام کا تقدس
- یوم السبت کی فضیلت
- والدین کا ادب واحترام
- قتل نفس کی ممانعت
- زنا کی حرمت
- پڑوسی کے خلاف جھوٹی گواہی نہ دینا
- چوری کی ممانعت
- پڑوسی کی کسی چیز میں لالچ نہ کرنے کا حکم

ان دس احکام کے علاوہ بائبل میں اخلاقی تعلیمات بھی موجود ہیں، جن کا خلاصہ ذیل کی سطور میں لکھا جاتا ہے۔

- پردیسیوں اور مسافروں سے ہمدردی کی جائے۔
- نافرمان اور فاحشہ بیوی کو طلاق دے دی جائے۔
- غلام کی اولاد کو کسی اور کا غلام بنانے کی بجائے اپنا غلام بنالیا جائے۔
- نکاح میں عورتوں کا حق مہر انہیں بخوشی دیا جائے۔
- عورت اپنے خاوند کی فرمانبردار بن کر رہے۔
- عورتوں کو مال وراثت سے حق دیا جائے۔
- اولاد کی بہترین تعلیم وتربیت کی جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- شراب سے اجتناب کیا جائے۔
- اللہ کے لیے قربانی کرنے کا جذبہ رکھا جائے۔
- تمام لوگوں سے عدل و انصاف کیا جائے۔
- یتیموں اور بیواؤں کی مدد کی جائے۔
- صلح نہ کرنے والے دشمنوں کے تمام مردوں کو قتل کر دیا جائے، جبکہ ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا جائے۔
- یوم آخرت پر ایمان لایا جائے۔

اعتقادات:

عہد نامہ عتیق کے مطابق دین کی اساس توحید پر ہی ہے کہ خداوند تعالیٰ مہذب ہے اور تمام زمین پر بادشاہ عظیم ہے۔ ذیل کی سطور میں یہودیوں کے اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تخلیق عالم کے بارے نظریات وعقائد بیان کیے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے متعلق عقائد:

بائبل میں اللہ تعالیٰ کی صفات اس کے قوی خدا اور غضب ناک خدا ہونے کا تصور موجود ہے، یہاں بائبل کے چند اقتباسات درج ذیل کیے جاتے ہیں۔

- میں نے خداوند کو اس کی کرسی پر بیٹھے دیکھا اور سارا آسمانی لشکر اس کے داہنے ہاتھ اور بائیں ہاتھ کھڑا تھا۔ ❶
- خداوند تعالیٰ کا تخت اس کے آسمان پر ہے اس کی آنکھیں دیکھتی ہیں اس کی پلکیں بنی آدم کو آزماتی ہیں۔ ❷
- خداوند تعالیٰ مہذب ہے وہ تمام زمین کے اوپر بادشاہ عظیم ہے۔ ❸
- تیرے سوا جہاں تک ہم نے اپنے کانوں سے سنا کوئی خدا نہیں، اور دنیا میں تیری قوم اسرائیل کی مانند کوئی قوم نہیں کہ جس کے بچانے کو خدا آپ آ گیا، تاکہ اسے اپنی قوم

---

❶ سلاطین، باب 22، آیت: 19۔ ❷ زبور، باب 11، آیت: 4۔ ❸ زبور، باب 27، آیت: 01۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے آپ بچائے۔ ❶

خداوند آسمان پر سے دیکھتا ہے۔ وہ سارے بنی آدم پر نگاہ کرتا ہے۔ وہ اپنی سکونت کے مقام سے زمین کے سب باشندوں کو تاکتا ہے۔ ❷

خدا انسان کی بدی کو دیکھ کر اس کے پیدا کرنے پر پریشان ہوتا ہے اور دل گیر ہوتا ہے۔ ❸

فرشتوں کے متعلق نظریہ:

عہد نامہ عتیق میں فرشتوں کا دو طرح سے ذکر کیا گیا ہے۔

بنی علیم: جس کا مطلب ہے فرشتے انسانوں سے افضل ہیں۔

بنی ایلوھیم: یعنی فرشتے خداوند کے بیٹے، قدوسی اور پاک ہیں۔

فرشتوں کے بارے عہد نامہ عتیق میں جو لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

- فرشتے لشکر خداوند ہیں۔ ❹
- خدا کے مشاور تی ہیں۔ ❺
- خدا کی مرضی انسان پر ظاہر کرتے ہیں۔ ❻
- خدا کے حکم کا نفاذ کرتے ہیں۔ ❼

ان دونوں اقسام کے فرشتوں کے علاوہ دوسروں کو انتہائی ہی برے رنگ میں پیش کیا ہے۔ چنانچہ پیدائش میں ہے۔

مگر فرشتوں کی ایک جماعت گناہ گار ہوگئی اور انسان سے ادنیٰ ہو گئے۔ ❽

تخلیق عالم کے بارے نظریہ:

کائنات کی تخلیق کے بارے یہودیوں کا یہی عقیدہ ہے کہ عالم کی پیدائش خدا کے حکم

---

❶ سموئیل، باب 7، آیت: 22 تا 23۔

❷ زبور 23، آیت: 13 تا 14۔

❸ پیدائش، باب 6، آیت 7 تا 8۔

❹ زبور، باب 153، آیت: 21۔

❺ پیدائش، باب: 3، آیت: 22۔

❻ دانیال، باب 18، آیت: 16 تا 17۔

❼ گنتی، باب 22، آیت: 22۔

❽ پیدائش، باب: 6، آیت: 2 تا 3۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ہوئی۔ چنانچہ بائبل کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:

☆ خدا نے کہا تو اجالا ہو گیا۔ ❶

☆ خداوند کے کلام سے آسمان بنے اور سارے لشکر اس کے منہ کے دم سے، اس نے کہا کہ ہو جا، وہ ہو گیا، جو اس نے فرمایا برپا ہو گیا۔ ❷

☆ سو آسمان و زمین اور ان کی ساری آبادی تیار ہوئی اور خدا نے ساتویں دن جو کام کرنا تھا پورا کیا، اور ساتویں دن سارے کام سے فراغت پائی اور خدا نے ساتویں دن کو مبارک کیا اور مقدس بنایا، اس لیے کہ اس نے سب کاموں سے اسی دن فراغت پائی۔ ❸

یہود کے عقائد

دنیا کی ہر قوم اور مذہب کی طرح یہودیوں نے بھی بہت سے عقائد ایسے بنا لیے جو سنت الٰہی اور موسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کے منافی ہیں۔ ذیل کی سطور میں مختصراً ان کے عقائد کو بیان کیا جاتا ہے۔

عقیدہ ابنیتِ عزیر علیہ السلام:

قرآن کریم نے یہودیوں کے بارے خبر دی ہے کہ یہ عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ﴾ (التوبہ:30)

''یہودیوں نے کہا: عزیر اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے۔''

حالانکہ اللہ تعالیٰ، وحدہ لاشریک لہ ذات ہے۔ اس کی اولاد ہے نہ ماں باپ، اس لیے اللہ تعالیٰ نے شرک کو ناقابل معافی جرم قرار دیا ہے۔ جبکہ یہودیوں کا عقیدہ ابنیتِ عزیر شرک پر مبنی ہے۔

---

❶ پیدائش، باب:1۔ ❷ زبور، باب:33، آیت:6 تا 9۔

❸ پیدائش، آیت:1 تا 3۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناموس انبیاء کے بارے میں عقیدہ:

انبیاء علیہم السلام کائنات کی بہترین اور مقدس ہستیاں ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن میں انبیاء علیہم السلام کو معصوم عن الخطاء بتایا ہے، لیکن یہودی وہ قوم ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی پاکدامنی کے بارے انتہائی گستاخانہ نظریہ رکھتے ہیں، مثلاً لوط علیہ السلام کے بارے الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیٹیوں سے زنا کیا۔

سیدنا داؤد علیہ السلام پر بھی ایسے الزامات لگاتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ عہد نامہ عتیق میں انبیاء پر اس قسم کے بے ہودہ اور فحش الزام لگائے ہیں، جن کا مطالعہ عقل سلیم رکھنے والوں پر گراں گزرتا ہے۔ اس قسم کی اخلاق سوز باتیں پڑھ کر ایک عام آدمی بھی اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ ایسی باتیں اللہ تعالیٰ کی نہیں ہوسکتیں، بلکہ یہ انسانی دماغوں کی اختراع ہے۔

جنت میں صرف یہودی جائیں گے:

یہودیوں کا عقیدہ تھا کہ جنت میں صرف یہودی ہی جائیں گے اور اس کی وجہ یہ بتلاتے ہیں کہ ہم اگر جہنم میں چلے بھی گئے تو تھوڑا عرصہ رہیں گے اور پھر ہماری جگہ تم لوگ آجاؤ گے، لہٰذا جنت میں ہم ہی ہوں گے۔

یہود کا عروج وزوال

یہودیت کا آغاز وعروج:

بنی اسرائیل کے جد امجد بائبل کے ایک شہر ''اُر'' کے رہنے والے تھے، پھر شام اور فلسطین کے علاقوں میں چلے گئے۔ وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹے تھے جن میں ایک کا نام اسحاق علیہ السلام ہے، ان کے گھر یعقوب علیہ السلام پیدا ہوئے، یعقوب کے بارہ بیٹے تھے جو سب کے سب فلسطین میں ہی رہتے تھے۔

حضرت یعقوب کے ایک بیٹے کا نام یہودا تھا، جس کی طرف منسوب ہوکر بنی اسرائیل یہود کے نام سے مشہور ہوئے۔ پھر یہ اصطلاحی طور پر ایک مذہب کا نام بن گیا۔ حضرت عیسیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علیہ السلام کے پیروکاروں اور عرب کے علاوہ تمام لوگ اپنے آپ کو بنی اسرائیل یا یہودی کہنے لگے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے ایک بیٹے کا نام یوسف تھا، جنہیں اللہ تعالیٰ نے خلعت نبوت، رسالت عطاء کی، جو مختلف حالات سے گزرتے ہوئے مصر کی جیل میں پہنچے پھر اللہ کے فضل، کرم سے مصر کے حاکم بن گئے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے تقریباً 80 سال مصر پر حکومت کی۔ اس دوران یعقوب علیہ السلام اور خاندان اسرائیل مصر آ گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے عدل و انصاف اور عوام دوستی کی وجہ سے بنو اسرائیل کو مصر میں عروج ملا اور تقریباً ڈیڑھ سو سال تک حکومت کی چلتے چلتے سامیوں کے خاندان ہائیکوس نے بھی حکومت کی۔

زوال اور غلامی:

ہائیکوس کی حکومت کے بعد ایک سخت متعصب اور قبطی النسل آدمی مصر پر برسر اقتدار آ گیا اور تین صدیوں تک اسی خاندان کے پاس حکومت رہی اور اس خاندان سے آنے والے ہر بادشاہ کو فرعون کہا جانے لگا۔ ان فراعنہ کے دور میں بنو اسرائیل پر ظلم و ستم کی بہت داستانیں رقم کی گئیں۔ انہوں نے بنی اسرائیل کو غلام بنا لیا، ان سے ہر طرح کا کام لیتے اور ظلم و ستم بھی کرتے۔ ان کی زیادتیاں اس قدر بڑھ گئیں کہ بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کر دیا جاتا اور بچیوں کو زندہ چھوڑ دیا جاتا۔ عورتوں کی کثرت کی وجہ سے قبطیوں کے گھروں میں بنی اسرائیل کی عورتوں کو بطور رکھیل رکھا جانے لگا۔

بنو اسرائیل پر ہونے والی زیادتی کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کئی مقامات پر کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ۝﴾

(الاعراف:127)

”وہ کہنے لگا: میں ان کے بیٹوں کو مروا ڈالوں گا، ان کی عورتوں کو زندہ رہنے دوں گا اور ہمیں ان پر پوری قدرت حاصل ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بنی اسرائیل کا دوسرا دور عروج:

تقریباً تین صدیاں گزر جانے کے بعد 1391 ق م میں موسیٰ علیہ السلام چھ لاکھ بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نکال کر سمندر کے پار لے گئے اور اگلا ہدف اپنا آبائی علاقہ فلسطین حاصل کرنا تھا۔ کچھ عرصہ موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے یہ قوم اپنا علاقہ حاصل نہ کر سکی۔

بالآخر چالیس سال بعد ان کی نسل موسیٰ علیہ السلام کے جانشین حضرت یوشع علیہ السلام کی قیادت میں فلسطین کے علاقے میں داخل ہوئی اور فلسطین پر قبضہ کر لیا۔ یہاں سے ان کی سیاسی زندگی کا آغاز ہوتا ہے، لیکن شروع میں ان کی حکومت بہت ہی مختصر علاقے پر تھی، پھر تقریباً 1050 ق م میں طالوت بادشاہ کی قیادت میں انہوں نے جالوت کا مقابلہ کیا۔ اس جنگ میں جالوت حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھوں سے قتل ہو گیا اور کافی علاقوں پر قبضہ کر لیا گیا۔ طالوت نے اپنی بیٹی کا نکاح داؤد علیہ السلام سے کر دیا اور طالوت کے بعد بادشاہت داؤد علیہ السلام کے پاس آ گئی۔ سیدنا داؤد علیہ السلام اور ان کے بیٹے سلیمان علیہ السلام کے دور حکومت میں بنی اسرائیل کا خوب ڈنکا بجتا رہا۔ ان انبیاء نے خوب اتفاق و اتحاد کے ساتھ بنو اسرائیل کو متحد کیے رکھا۔ داؤد علیہ السلام کے عہد میں انہی کی حکومت میں فتح ہونے والے شہر یروشلم میں بیت المقدس کی بنیاد رکھی گئی، جس کی تکمیل حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور میں ہوئی، یہ دور بنو اسرائیل کے لیے بڑا سنہری دور تھا جس میں انہوں نے خوب ترقی کی۔ سلیمان علیہ السلام کا عہد تقریباً 937 ق م تک بیان کیا جاتا ہے۔

دوسرا زوال:

حضرت سلیمان علیہ السلام کے انتقال کے بعد بنی اسرائیل کے اتفاق و اتحاد کا شیرازہ بکھر گیا۔ دو حکومتیں بن گئیں ایک اسرائیلی کہلائی، اس کا دارالحکومت سامریہ تھا، دوسری یہودا کے نام سے معرض وجود میں آئی جس کا پایہ تخت یروشلم تھا۔

اول کو 722 ق م میں اس طرح ختم کر دیا کہ آج تک اس کا نام و نشان نہیں ملتا۔ جبکہ یروشلم کی حکومت تقریباً 150 سال تک چلتی رہی اسے بابل کے مشہور بادشاہ بخت نصر نے تباہ کر دیا، ان کی مقدس کتابیں بھی تباہ ہو گئیں، بخت نصر یہودیوں کو اپنے ساتھ بابل لے گیا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس زمانے میں اسرائیلی مظالم کا تختہ مشق بنے رہے۔

بعد کے ادوار میں یہودیوں پر آنے والے عروج وزوال کی داستان:

یروشلم کی تباہی کے 47 سال بعد بابل پر ایرانیوں نے اقتدار حاصل کرلیا، جن کا یہودیوں کے ساتھ رویہ قدرے بہتر تھا۔ ایرانیوں نے انہیں یروشلم جانے کی اجازت دے دی۔ یونان میں الیگزینڈر (سکندر اعظم) کے زمانے تک ایرانی اقتدار قائم رہا۔ یونانی حکومتوں نے یہودی مذہب کو ختم کرنے کی کوشش کی تو یہودیوں نے علم بغاوت بلند کر کے چھوٹی سی یہودی حکومت قائم کرلی۔ یہ حکومت چونکہ مذہب کے ساتھ دلچسپی نہیں رکھتی تھی اس لیے عوام نے اس کی مخالف شروع کر دی، حکومت نے عوامی بغاوت کچلنے کے لیے رومیوں سے مدد مانگی اور رومی اس بہانے فلسطین پر قابض ہو گئے۔ بالاخر 70ء میں رومی حکمران ٹائٹس نے یروشلم کو مسمار کر کے یہودیوں کو اپنا غلام بنالیا۔ یہودی تقریباً 15 ویں عیسوی تک رومی عیسائیوں کی غلامی میں رہے اور صورت حال یہاں تک پہنچ گئی کہ اسپین اور پرتگال میں بے شمار یہودیوں کو زندہ جلا دیا گیا۔

1492ء میں یہودیوں کو عیسائیت قبول کرنے کا حکم دیا گیا اور انکار کی صورت میں تمام مال ضبط اور ملک بدر کا اعلامیہ جاری کیا گیا۔ پرتگال میں یہودیوں نے اس کا زبردست مقابلہ کیا، ماؤں نے اپنے بچوں کو کنوؤں میں پھینکنا گوارا کر لیا مگر انہیں عیسائی نہ بننے دیا۔ عیسائیت کے علمبرداروں اور اسلام کو بطور تلوار پھیلنے والا مذہب کہنے والوں نے یہودیوں کے ساتھ جو سلوک کیا، تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس سے یہودیوں کو ایک فائدہ ضرور ہوا کہ ان کی جداگانہ حیثیت باقی رہی۔ 20 ویں صدی میں پہلی جنگ عظیم کے بعد یہودی ایک مرتبہ پھر ظلم وستم کا نشانہ بنائے گئے۔ ہٹلر نے خوب قتل عام کیا، ان کے لیے زمین تنگ ہوگئی، سمندروں میں بحری جہازوں کے اندر زندگی گزارنے پر مجبور ہو گئے۔

1948ء میں یہودی طاقتوں نے عرب ملک پر اپنا اقتدار قائم رکھنے کے لیے ایک خوفناک سازش کے ذریعے فلسطین پر اسرائیلی حکومت قائم کر دی اور اب اسرائیل یعنی یہودی،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عیسائیوں کی زیادتیوں کا بدلہ فلسطینی مسلمانوں سے لے رہے ہیں۔ ❶

یہودی فرقے

پروفیسر ڈاکٹر نعیم صدیقی اپنی کتاب مطالعہ مذاہب عالم میں لکھتے ہیں: تمام دیگر مذاہب کی طرح یہودیت میں بھی فرقہ بندی کا رجحان پایا جاتا ہے۔ یہودیوں کے مندرجہ ذیل فرقے خاص طور پر مشہور ہیں۔

☆ سمارٹنی فرقہ ☆ السیفی فرقہ ☆ ناستک فرقہ
☆ کاراتی فرقہ ☆ فریسی فرقہ ☆ صدوقی فرقہ

سمارٹنی فرقہ:

اس فرقے کے لوگ دوسروں سے الگ رہتے ہیں، خود کو عوام میں خلط ملط نہیں کرتے اس لیے دوسرے بھی ان سے دور رہتے ہیں۔

السیفی فرقہ:

اس فرقہ کے لوگوں کو سوشلسٹ کہا جاتا ہے۔ گوشہ نشینی کی زندگی گزارتے، نہ شادی کرتے نہ ہی کسی قسم کی مال و جدائیداد اکٹھی کرتے، ان کے پاس جو کچھ ہوتا، اسے اس سب کی مشترکہ جائیداد خیال کرتے۔

ناستک فرقہ:

یہ لوگ علم کو ایمان پر مقدم سمجھتے ہیں، ان کے ہاں نجات کا ذریعہ ایمان کی بجائے علم ہے۔

کاراتی فرقہ:

اس فرقے کو آپ یہودیوں کا فرقہ ظاہرہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہ معانی کی بجائے الفاظ اور ظواہر تورات پر سختی سے عمل کرتے ہیں، انہی لوگوں کو ''کاتب'' کہا جاتا تھا۔

---

❶ مطالعہ مذاہب عالم از پروفیسر محمد نواز چوہدری، صفحہ: 166 تا 168۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فریسی فرقہ:

اس فرقے میں یہود کے فقیہ اور قانون دان شامل ہوتے تھے۔ مقدس کتب کے علاوہ زبانی روایات کے بھی معتقد تھے۔ عابد، زاہد اور متقی مشہور تھے، نیز آخرت کی زندگی اور جزا و سزا کے بھی قائل تھے۔

صدوقی فرقہ:

یہ فرقہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رب الیہود ہے۔ ان کے عقیدے کے مطابق جنت، جہنم، قیامت اور فرشتے کوئی چیز نہیں ہیں، اجتہاد کو باطل قرار دیتے ہیں اور مذاہب کے قانون کی لفظی پیروی ضروری سمجھتے ہیں، جبکہ اس میں ترمیم یا اضافہ ناجائز گردانتے ہیں۔

یہود کی عبادات واخلاقیات

یہودیوں کی عبادات اور اخلاقیات کی بنیاد احکام عشرہ پر ہے۔ موسیٰ علیہ السلام جب بنی اسرائیل کو بحر قلزم سے پار لے گئے، پھر اللہ کے حکم سے قوم کو اسی جگہ چھوڑ کر خود کوہ طور پر چلے گئے۔ موسیٰ علیہ السلام کی غیر موجودگی میں ان لوگوں نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی، جب آپ تورات لے کر واپس آئے تو قوم کی حالت کو دیکھ کر غصے سے تختیاں پھینک دیں، ان تختیوں پر حقوق اللہ اور حقوق العباد درج تھے۔ یہودیوں کی اصطلاح میں ان احکام کو "احکام عشرہ" کہا جاتا ہے۔

احکام عشرہ میں پہلے چار احکام کا تعلق حقوق اللہ (عبادات) سے ہے۔ جبکہ باقی احکام کا تعلق حقوق العباد (اخلاقیات) سے ہے۔

یہودیت کی تعلیم میں ان دس احکامات کو زبانی یاد کرنا ہر یہودی پر فرض تھا۔ اب ہم ان دس احکام کو بالتفصیل ذکر کرتے ہیں:

1 توحید:

دنیا کی ہر قوم کی طرح یہودیوں کو بھی پہلا اور بنیادی سبق توحید ہی کا دیا گیا تھا۔ ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا اولین سبق یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہیں کرنی، چنانچہ استثناء میں لکھا ہے:

''سن اے اسرائیل! خداوند تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے، تو اپنے سارے دل اپنی ساری جان اور اپنی ساری طاقت سے خداوند کے ساتھ محبت رکھ اور یہ باتیں جن کا حکم میں آج تمہیں دیتا ہوں، تیرے دل پر نقش رہیں اور تو اپنی اولاد کے ذہن نشین کرنا، گھر بیٹھے راہ چلتے اور اٹھتے ان کا ذکر کرنا۔''

اسی طرح ایک اور جگہ لکھا ہے:

''میں خداوند تمہارا خدا ہوں، میں تمہیں مصر سے نکال رہا ہوں، غلامی کی سرزمین سے، تم میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔''

نیز قرآن کریم نے بیان کیا ہے کہ اسرائیل علیہ السلام نے اپنی اولاد سے عہد لیا تھا کہ وہ صرف ایک معبود کی عبادت کریں گے اور اس اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴾ (البقرہ:133)

''یا تم موجود تھے جب یعقوب کو موت پیش آئی، جب اس نے اپنے بیٹوں سے کہا: میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ انہوں نے کہا: ہم تیرے معبود اور تیرے باپ دادا ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق کے معبود کی عبادت کریں گے، جو ایک ہی معبود ہے، ہم اسی کے لیے فرماں بردار ہیں۔''

2 بت پرستی کی ممانعت:

بنی اسرائیل کو دیئے جانے والا دوسرا حکم یہ تھا کہ وہ اللہ کی مورتی اور صورت نہ بنائیں، درخت، پتھر، سمندر یا آسمانوں و زمین میں سے کسی بھی چیز میں اللہ تعالیٰ کی شبیہ کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عقیدہ نہ رکھیں۔

کتاب ''الخروج'' میں ہے:

''تم اپنے لیے کسی قسم کا جھوٹا خدا نہ بنانا، اور نہ ہی آسمانوں اور نہ ہی زمین کے اوپر نہ سمندر کی کسی چیز کی شبیہ بنانا، نہ ان کے سامنے جھکنا اور نہ ان کی پوجا کرنا۔''

اسی طرح ایک اور جگہ پر لکھا ہے:

''خدا کی کوئی شبیہ مت بنانا۔''

3 جھوٹی قسم کی ممانعت:

احکام عشرہ کا تیسرا حکم جھوٹی قسم اور جھوٹی گواہی کی ممانعت ہے۔

کتاب الخروج میں لکھا ہے:

''تم خدا کے نام پر جھوٹی قسم مت کھانا۔''

اسی طرح استثناء میں ہے:

''تم خداوند اپنے خدا کے نام کا برا استعمال نہیں کرو گے۔ کیونکہ خدا کسی کو جو اس کے نام کا غلط استعمال کرے اسے نہیں چھوڑے گا۔''

4 حرمت یوم السبت:

یہود کے ہاں ہفتے کا دن مقدس دن تھا اسی کے پیش نظر انہیں ہفتے کے دن عبادت کرنے اور مچھلی کا شکار نہ کرنے کا حکم دیا گیا۔

استثناء میں ہے:

''السبت کے دن کو قائم رکھنا اور اسے مقدس جاننا، کیونکہ خداوند نے تمہیں حکم دیا ہے کہ چھ دن تم محنت مزدوری کرو گے اور اپنے سارے کام کرو گے، مگر ساتواں دن جو سبت کا ہے خداوند تمہارے خدا کا ہے، اس دن تم کوئی کام نہیں کرو گے۔ یاد رکھو تم سرزمین مصر میں غلام تھے اور خداوند تمہارا خدا تمہیں وہاں سے نکال لایا، مضبوط ہاتھ اور پھیلے ہوئے بازوؤں کے ساتھ اسی لیے خداوند تمہارا خدا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمہیں سبت کو قائم رکھنے کا حکم دیتا ہے۔''

5 احترام والدین:

دنیا کا ہر مذہب والدین کی خدمت اور احترام کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اسی طرح یہودیوں کو ملنے والے احکام عشرہ میں ایک حکم والدین کا احترام کرنا بھی تھا۔ استثناء میں لکھا ہے:

''اپنے ماں باپ کو عزت دے، جیسا کہ خداوند تیرا خدا تجھے حکم دیتا ہے تاکہ تیری عمر دراز ہو، زمین پر خداوند تیرا خدا جو زندگی دیتا ہے وہ اچھی گزارے۔''

6 ممانعتِ قتل:

اللہ تعالیٰ کی سنت گزر چکی ہے کہ اس نے ہر قوم میں قتل کو گناہ کبیرہ رکھا ہے، اس لیے یہودیوں کو بھی اس گھناؤنے جرم کا ارتکاب کرنے سے منع کیا کہ عمداً کسی کو بھی ناحق قتل نہ کیا جائے۔ استثناء اور خروج کے الفاظ ہیں:

''تم ہرگز قتل نہ کرنا۔''

7 ممانعت زنا:

زنا ایک ایسی برائی ہے جسے ہر مذہب نے حرام کیا ہے، کیونکہ یہ برائی معاشرتی بگاڑ اور برائی کا سبب بنتی ہے اور نوبت قتل تک جا پہنچتی ہے۔ اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کو دیئے جانے والے احکام عشرہ میں زنا کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ استثناء میں لکھا ہے:

''تم ہرگز زنا نہ کرنا۔''

نیز بائبل سے بھی یہ پتہ چلتا ہے کہ ان کے ہاں یہ تعلیم تھی کہ اگر کوئی شخص کسی غیر شادی شدہ لڑکی سے زنا کرتا تو اس آدمی کو حکم دیا جاتا کہ اس لڑکی کے باپ کو پچاس مثقال چاندی دے اور اس لڑکی سے نکاح کرے اور پھر زندگی بھر اسے طلاق نہیں دے سکتا۔

8 چوری کی ممانعت:

تورات کے احکام عشرہ میں آٹھواں حکم چوری نہ کرنا ہے۔ دیگر احکام کی طرح یہ حکم بھی تقریباً ہر مذہب میں پایا جاتا ہے۔ استثناء میں ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''تم ہرگز چوری نہ کرنا۔''

9 پڑوسی کے خلاف جھوٹی گواہی نہ دینا:

جھوٹی گواہی دینا کبیرہ گناہ ہے، کیونکہ جھوٹی گواہی کی وجہ سے کسی آدمی کو کوئی بھی بڑی یا چھوٹی سزا ہو سکتی ہے۔ اسلام نے بھی اس جرم کی سخت الفاظ میں مذمت کی ہے۔ بائبل کی کتاب ''الخروج'' میں ہے:

''اپنے پڑوسی کے خلاف جھوٹی گواہی نہ دینا۔''

10 پڑوسی کی اشیاء میں لالچ کرنے کی ممانعت:

اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب نے بھی پڑوسی کے بہت سے حقوق بیان کیے ہیں۔ ان کے مال اور عزت وعصمت کا خیال رکھا جائے، اس لیے بنو اسرائیل کو دیئے جانے والے احکام عشرہ میں دسواں اور آخری حکم ہمسائے کے حقوق کے بارے میں تھا۔ چنانچہ خروج میں لکھا ہے:

''تو اپنے پڑوسی کے گھر، پڑوسی کی بیوی، غلام، لونڈی، بیل، گدھے یا اس کی کسی بھی چیز کا لالچ مت کر۔''

یہود کا مذہبی دستور

یہود کا اصل دستور بائبل ہی ہے، جس کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ اس پر بربادی کے بہت سے ادوار آئے جن کے نتیجہ میں تورات کی اصل تعلیمات آہستہ آہستہ ختم ہوگئیں۔ یہودی روایات کے مطابق ہیکل کی مسماری تورات کے مسودات کی آتشزدگی سے پہلے ہوئی تھی۔ یہودیوں کے مذہبی رہنماؤں نے پہلی صدی عیسوی کے آخر میں یہودیوں کی مجالس منعقد کی۔ ان مجالس میں یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ لوگوں سے سینہ بہ سینہ منتقل ہونے والی روایات کو جمع کر کے اپنے لیے ایک مذہبی دستور بنائیں گے۔ اس کام میں یہودی احبار اور ان کے شاگردوں نے مذہبی جوش وخروش سے حصہ لیا اور اس کام کا آغاز کر دیا، جس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نتیجہ میں ان کا مذہبی دستور بنا اور اس دستور کو دو حصوں میں جمع کیا گیا۔

① مشنا ② گمارا

①مشنا:

مشنا میں یہودیوں نے ان روایات کو جمع کیا ہے جن کے بارے میں وہ یہ جانتے تھے کہ عزرا نبی کے دور میں یہ تفسیریں لکھی جاتی رہیں۔ اس میں زراعت، تہوار، خاندانی قوانین، نذر، قربانی اور فوج داری جیسے قوانین جمع کیے گئے۔ مشنا میں 63 صحائف اور 524 ابواب ہیں۔ اسے چھ حصوں میں تقسیم کیا گیا اور ہر حصہ ایک خاص عنوان اور بحث پر مشتمل ہے۔

مشنا کے درج ذیل چھ حصے ہیں:

☆ زراعیم ☆ ناشیم ☆ نزیقین

☆ موعد ☆ توہوروتھ ☆ کوداشیم

زراعیم:

اس میں زراعت اور پیداوار کے احکامات کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

ناشیم:

اس کا معنی ہے عورتیں، اس میں عورتوں کے متعلقہ مسائل نکاح اور عدت کے احکام کا تذکرہ کیا گیا ہے

نزیقین:

اس میں کفارہ، قصاص اور تاوان کے احکام و مسائل موجود ہیں۔

موعد:

اس میں مذہبی تہواروں اور رسومات کا ذکر کیا گیا ہے۔

توہوروتھ:

اس میں طہارت اور صفائی سے متعلقہ احکام بیان کیے گئے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوداشیم:

اس کا معنی ہے ''مقدس اشیاء'' اس میں مقدس اشیاء اور مقدس مقامات کا تذکرہ ملتا ہے۔

② گمارا:

گمارہ کا معنی ''تکمیل'' ہے۔ مشنا کی تدوین کے بعد ان کے مذہبی پیشواؤں نے مش کے احکامات میں کچھ تبدیلیاں کیں اور کچھ احکامات کو تفصیل کے ساتھ لکھا اور اسی طرح قانون کی تشریحات کیں اور اسے مشنا کی تکمیل سمجھتے ہوئے ''گمارا'' کا نام دیا گیا۔

اس طرح مشنا اور گمارہ مطالعاتی لحاظ سے کئی جلدوں پر مشتمل ایک جامع ترین کتاب بن گئی اور اس کتاب کو ''تالمود'' کا نام دے دیا گیا اور یہ کتاب بہت دلچسپ ہے۔

تالمود بھی دو ہیں:

☆ فلسطینی تالمود ☆ بابلی تالمود

فلسطینی تالمود:

یہ تالمود تقریباً 425 عیسوی میں مکمل کی گئی۔ یہ تالمود بابلی تالمود سے تقریباً تین گنا بڑا ہے، اس میں دین و اخلاق اور قانون پر بہت تفصیلی ابحاث ذکر کی گئیں ہیں۔

بابلی تالمود:

یہ بہت مختصر کتاب ہے، مکمل طور پر رومی زبان میں لکھی گئی۔ 500 عیسوی میں اس کی تکمیل ہوئی اور اس میں تقریباً 25 لاکھ الفاظ ہیں۔ یہودیوں کا اپنے مذہبی دستور تالمود پر اس قدر اعتقاد ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جس نے تورات کو تالمود کے بغیر پڑھا، اس کا کوئی خدا نہیں نیز وہ تورات کو خبز (روٹی) اور تالمود کو دائم (سالن) کہتے ہیں۔

صیہونیت

گزشتہ اوراق میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ یہودیوں کو کئی دفعہ فلسطین سے نکالا گیا، مختلف ادوار میں انہیں تہہ تیغ کیا جاتا رہا اور بات یہاں تک پہنچ گئی کہ رومیوں نے یہودیوں کو پورے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح فلسطین سے نکال باہر کیا، جس کی وجہ سے یہودی مختلف علاقوں میں منتشر ہو گئے۔

پھر بیسویں صدی تک یہودی یہی دعائیں کرتے رہے کہ بیت المقدس ہمارے ہاتھوں میں دوبارہ آجائے تاکہ ہیکل سلیمانی کی دوبارہ تعمیر کر سکیں۔ چنانچہ ماضی قریب میں ایک وہ وقت بھی آیا کہ تجارت، بینک، اخبارات، ریڈیو اور جرمنی کے تمام ذرائع دولت پر یہودیوں کا ہی تسلط تھا۔ پھر ہٹلر کے ہاتھوں یہودیوں کا قتل عام ہوا، جس کے نتیجہ میں لاتعداد یہودی مارے گئے اس قتل عام کے بعد ''تحریک صیہونیت'' کا آغاز ہوا، اس کے بارے میں احمد شبلی نے مقارنۃ الادیان میں لکھا ہے۔

اس شدید قتل کے بعد انہیں یقین ہوگیا کہ ان کے آباء کی زمین (ارض موعد) کے علاوہ کہیں اور امن وچین نہیں ہے۔ اس تحریک کا بانی ایک کٹر یہودی تھا جس نے ایک جماعت تشکیل دی جس کا نام جمعیت عشاق صیہون رکھا۔ ❶

اس تحریک کو یہ نام دینے کی وجہ ''جبل صیہون'' تھا جو یروشلم کے قریب واقع تھا۔ داؤد علیہ السلام نے اس پہاڑ پر قلعہ اور چھاؤنی تعمیر کی جو کہ یہود کے لیے ایک عظمت کا نشان تھی، کیونکہ وہ وقت یہودیوں کی عظمت اور عروج کا زمانہ تھا۔ اس تحریک کو یہ نام اس لیے دیا گیا تاکہ یہودیوں میں اپنا وطن اور اپنی عظمت دوبارہ حاصل کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔ تحریک صیہونیت کے کارکن بنو اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کی محبوب اور پیاری امت نہیں مانتے۔ اس تحریک پر فائز یہودی وعد الٰہی، احکام شرعیہ کی اطاعت اور پریشانیوں میں رضائے الٰہی کی جستجو کو صرف خیال سمجھتے ہیں۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ تحریک صیہونیت اور یہودیوں کا موجودہ عروج ترکیوں کی خلافت عثمانیہ کہ انحطاط کی وجہ سے ہی ممکن ہوا۔

سلطان عبد الحمید ثانی کو یہودیوں نے اپنے تمام تر وسائل اور اموال کے عوض فلسطین دینے کا مطالبہ کیا تو سلطان عبد الحمید ثانی نے یہ کہہ کر اس مطالبہ کو ٹھکرا دیا کہ ''جب تک

---

❶ مقارنۃ الادیان جلد اول صفحہ: 97۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبدالحمید زندہ ہے فلسطین کا ایک انچ بھی تمہیں نہیں دے گا۔"

خلافت عثمانیہ کے سقوط کے بعد ترکی کی بے دین قیادت کے تعاون کی وجہ سے تحریک صیہونیت اور یہودیت اپنے مقاصد حاصل کرتی رہی اور آج یہ سازشی یہود دنیا کے امن کو تباہ کرنے کی پالیسی پر کام کر رہے ہیں۔

صیہونیت کے عزائم

صیہونیت ایک جدید تحریک کا نام ہے۔ جس کا پروگرام باقاعدہ طور پر سوئٹزرلینڈ کے شہر (بال) میں 29 سے 31 اگست 1891ء میں ایک بین الاقوامی کانفرنس میں طے کیا گیا۔

اس نئی شروع ہونے والی تحریک کے عزائم درج ذیل ہیں۔

- یہودیوں کے لیے ایک عام تسلیم شدہ قانونی طور پر تحفظ والا فلسطین۔
- یہودی صنعت کاروں، تاجروں، اور زراعت پیشہ افراد کو مطلوبہ مقاصد کے حصول تک فلسطین میں آباد کرنا۔
- تمام یہودی لوگوں کو قوانین کے مطابق عوامی اور عام جماعتوں کی صورت میں بین الاقوامی پیمانہ پر منتخب اور منظم کرنا۔
- یہودیوں کے قومی احساسات اور خودی کے جذبات کو تقویت دینا۔
- مذکورہ عزائم کو عملی جامہ پہنانا اور ریاست اسرائیل کو تسلیم کروانا۔ ❶

عصر حاضر میں یہودیوں کی اجتماعی حالت

کئی صدیوں پر محیط دور ابتلاء اور عروج و زوال سے گزرتے ہوئے بالآخر بیسویں صدی کے وسط میں مسلمانوں کے خلاف عیسائیوں کی مدد کرنے اور عیسائیوں کی منت سماجت کرنے کے بعد یہودی "اسرائیل" کے نام سے اپنی ایک ریاست قائم کرنے میں

---

❶ مطالعہ مذاہب عالم پروفیسر محمد نواز، صفحہ: 184۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کامیاب ہو گئے۔

اور آج ان کی اجتماعی صورت حال یہ ہے کہ پوری دنیا کا 98 فی صد میڈیا یہودیوں کے کنٹرول میں ہے۔ آج بڑے بڑے مغربی ممالک میں صیہونیت اپنا اثر ونفوذ رکھتی ہے اور اس کا دارومدار ان کی تعداد پر نہیں، بلکہ اس بات پر ہے کہ ان ممالک میں یہودی سیاسی و اقتصادی اہمیت کی حامل ایسی جگہوں پر فائز ہیں جہاں سے وہ ان ممالک کے سیاسی رویہ پر پوری طرح اثر انداز ہوتے ہیں۔ دنیا کے تقریباً 60 ممالک میں یہودی پائے جاتے ہیں اور ان تمام ممالک میں ان کی تعداد تقریباً ڈیڑھ کروڑ بنتی ہے۔ نظریہ یہودیت پر بننے والے یہودی ملک اسرائیل میں ان کی تعداد 30 لاکھ ہے۔

روس میں 26 لاکھ اور امریکہ میں تقریباً ساڑھے اٹھاون لاکھ، صرف نیویارک شہر میں یہودیوں کی تعداد 8 لاکھ 36 ہزار ہے۔ عصر حاضر میں یہودی اپنے عقائد و وظائف کے لحاظ سے متعدد حصوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ جن میں سے تین قسم کے یہودی موجودہ دور میں زیادہ معروف ہیں۔

① اصلاحی ② بنیاد پرست ③ رجعت پسند

① اصلاحی:

اصلاحی یہودی امریکہ و یورپ میں مقبول ہیں۔ عقائد و وظائف میں یہ یہودی ہر ممکن حد تک جدت لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی عبادت گاہوں میں مرد اور عورتیں سر ڈھانپے بغیر بیٹھ کر عبادت کرتے ہیں۔

② بنیاد پرست:

یہ لوگ اپنے مذہبی دستور تالمود اور بائبل کے مطابق زندگی بسر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

③ رجعت پسند:

بنیاد پرست اور اصلاحی یہود کے درمیان رجعت پسند یہودی ہیں۔ اس تحریک کا آغاز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

1835ء میں جرمنی سے ہوا۔ یہ دونوں فرقوں کے درمیان میں ملتے جلتے ہیں اور یہودی رجعت پسندی کا مرکز "یہودی دینی درسگاہ" کے نام سے امریکہ میں موجود ہے۔ اس وقت سب سے زیادہ یہودی امریکہ میں موجود ہیں، جبکہ سب سے کم یہودی اشتراکی چین میں ہیں، جہاں ان کی تعداد دو درجن نفوس سے زیادہ نہیں۔ پاکستان میں ان کی تعداد تقریباً 750 نفوس ہے۔

یہودیت اور اسلام کا تقابلی جائزہ

یہودیت	اسلام
❁ یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں جو کہ صریح شرک ہے۔	❁ اسلام کی تعلیمات کے مطابق اللہ اکیلے ہیں، ان کا نہ باپ ہے نہ اولاد، جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝﴾ (الاخلاص:3-4)
❁ یہودی اپنی حرام چیزوں کو حلال کرنے کے لیے انبیاء کی مقدس ہستیوں پر زنا اور اس جیسے دیگر جرائم کی تہمت لگاتے ہیں۔	❁ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو مقدس و مطہر اور پاکیزہ ہستیاں قرار دیا، اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء اور رسل کو پاکیزہ قرار دیا ہے۔
❁ یہودیوں کے نزدیک حضرت سلیمان علیہ السلام ایک نبی نہیں، بلکہ جادوگر تھے۔	❁ اسلام نے اس بات کی تردید کی اور واضح الفاظ میں قرآن مجید میں فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جادوگر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔
❁ یہودیوں کی مذہبی کتب تحریف شدہ ہیں۔	❁ مسلمانوں کی کتاب قرآن مجید ہر قسم کی تحریف سے پاک ہے۔ چودہ صدیاں گزر جانے کے باوجود کسی حکم یا وصف کو نہیں بدلا جا سکا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ یہودیوں کے عقائد کے مطابق آخرت میں نجات کا دارومدار نسل اور ذات پر ہے۔ ان کے مطابق جنت میں صرف یہودی ہی جائیں گے۔	❁ اسلام نے نجات اخروی کا دارومدار عقیدہ توحید اور اعمال صالحہ پر رکھا ہے۔ اسلام کی تعلیمات کے مطابق رنگ ونسل کا تفوق کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتا۔
❁ یہودیت میں عورت وراثت کی حق دار نہیں ہے۔ نیز شادی سے پہلے اس کی کمائی والدین اور شادی کے بعد شوہر کی ہوگی۔	❁ اسلام نے عورت کو وراثت بھی دی اور معاشی آزادی بھی دی، اس کا ذاتی مال اپنا ہے جہاں چاہیے اسے صرف کرسکتی ہے۔
❁ یہودی ایک نسلی مذہب ہے، اس لیے وہی شخص یہودی ہوسکتا ہے، جس کی ماں یہودیہ ہو۔	❁ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے، کسی بھی رنگ ونسل اور مذہب سے آنے والے شخص کو اسلام اپنی آغوش رحمت میں لے لیتا ہے۔
❁ یہودیوں کی خود ساختہ تعلیمات میں جگہ جگہ عدم مساوات پایا جاتا ہے۔	❁ اسلام انصاف، مساوات اور عدل کرنے کا حکم دیتا ہے اور اس کے قوانین تمام لوگوں پر یکساں صادر ہوتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوالات

1- یہود کی وجہ تسمیہ بیان کریں۔
2- حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات زندگی قلمبند کریں۔
3- یہود کا مذہبی لٹریچر کیا ہے؟
4- تورات کی لغوی تعریف کرتے ہوئے اس پر آنے والے بربادی کے ادوار بالتفصیل ذکر کریں۔
5- تالمود اور عہد نامہ قدیم کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
6- بائبل کی تعلیمات اور اعتقادات پر نوٹ لکھیں۔
7- یہود کے عروج وزوال کی داستان بیان کریں۔
8- یہودیوں کے کتنے اور کون کون سے فرقے ہیں؟
9- احکامِ عشر پر نوٹ لکھیں۔
10- تحریک صہیونیت اور اس کے عزائم پر نوٹ لکھیں۔
11- یہودیت اور اسلام کا تقابلی جائزہ پیش کریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب 3

عیسائیت

- عیسائیت کا تعارف اور تاریخ
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے وقت یہود کی مذہبی حالت
- بنی اسرائیل کی تاریخ
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالاتِ زندگی، دعوت واصلاح اور تعلیمات
- عیسائیت کا دور ابتلاء اور عقائد
- اناجیل اربعہ کا مکمل تعارف
- عیسائیوں کے عقائد
- عیسائیت اور تحریک اصلاحِ کلیسا
- مسیحی فرقے
- عیسائیت اور اسلام کا موازنہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عیسائیت کا تعارف

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں سے جو دین اتارا وہ اسلام ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ﴾ (آل عمران:19)

''بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہے۔''

انبیاء بنی اسرائیل کے دین سے نسبت رکھنے والے لوگ اپنے آپ کو یہودی کہنے لگے اس طرح ان کا دین یہودیت کے نام سے معروف ہوا۔

اسی طرح عیسائیت آسمان سے نازل ہونے والے دین کا نام نہیں تھا۔ بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے صدیاں بعد بھی یہ لوگ اپنے آپ کو بنی اسرائیل ہی کہا کرتے تھے۔ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی یہی کہا تھا:

﴿ وَ رَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﴾ (آل عمران:49)

کچھ عرصے بعد یہ لوگ نصاریٰ کہلانے لگے اور اپنے دین کو نصرانیت کا نام دے دیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ مِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّا نَصٰرٰۤی ﴾ (المائدہ:14)

''اور ان لوگوں میں سے جنہوں نے کہا ہم نصاریٰ ہیں۔''

اس نام کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ جس بستی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ کے ہاں مقیم تھے اسے ناصریہ، نصرانہ یا نصوریہ کہا جاتا تھا۔ نصرانی کی جمع نصاریٰ آتی ہے۔

حدیث رسول ﷺ کا مطالعہ کیا جائے تو وہاں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں کے لیے نصرانی یا نصاریٰ کا لفظ ہی استعمال ہوا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت سے دینِ مسیحیت کے پیروکاروں کو لفظ عیسائیت سے موسوم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا گیا ہے۔

لفظ عیسائیت کے استعمال کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ کچھ یونانی النسل لوگ، جن کا تعلق نصرانیت سے تھا، یہودی تہذیب سے بچنے کی خاطر فلسطین سے بھاگ کر ایک ساحلی مقام "انطاکیہ" جا پہنچے۔ یہاں "پولوس" رہتا تھا جسے انگریزی میں "سینٹ پال" کہتے ہیں۔ یہ یونانی نسل کا یہودی تھا، جو مسیح کے پیروکاروں کو سزائیں دلوایا کرتا تھا۔ پھر اچانک مسیحی بن گیا اور اس نے دین عیسوی کو نصرانیت کی بجائے عیسائیت کا نام دے دیا۔

سینٹ پال ہی وہ شخص تھا جس نے دین عیسوی میں کفارہ اور ابنیت مسیح جیسے عقائد شامل کر دیئے۔ اس وقت سے آج تک عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت و شریعت پر ایمان رکھنے والے لوگوں کو عیسائی اور ان کے مذہب کو "عیسائیت" کہا جاتا ہے۔

عیسائیت کی تاریخ:

عیسائیت کی تاریخ کے حوالے سے پروفیسر محمد نواز اپنی کتاب مطالعہ مذاہب عالم میں لکھتے ہیں:

یہودیت کی طرح عیسائیت بھی دراصل ابراہیمی مذہب کی ایک شاخ ہے۔ یہودیت سے اس کا تعلق نہایت گہرا ہے، یہاں تک کہ ابتداء میں عیسائیت یہودیت کا ایک حصہ تھی۔ اس لیے عیسائیت کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم یہودیت کی تاریخ سے پوری طرح باخبر ہوں۔ یہودی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کو کچھ عرصہ کے لیے فلسطین کی حکومت نصیب ہوئی، لیکن ان کی گمراہیوں نے انہیں اس قابل نہ چھوڑا کہ وہ نظامِ حکومت چلا سکیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہدایت کے لیے یکے بعد دیگرے انبیاء بھیجتا رہا، لیکن یہودیوں نے ان نصائح پر توجہ نہ دی۔ ان انبیاء کے ساتھ ان کا رویہ شرم ناک تھا، کچھ کو قتل کر ڈالا، کچھ کو یہودیوں کے ہاتھوں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں، کچھ کو سنگسار کر دیا اور بعض کو آروں کے ساتھ چیر دیا گیا۔

گویا یہودیوں کی گمراہی ان میں اس حد تک پیوست ہو چکی تھی کہ وہ جاہلیت و توہمات کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرقع بن گئے تھے۔ ان کے علماء وفقہاء ضروری مسائل کی توجیہات میں معروف ہو گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دین اصل حالت میں موجود نہ رہا اور یہود علماء نے اس میں اپنی مرضی سے ترمیم وتحریف کر لی۔ عیسائیت کا ظہور اس وقت ہوا جب یہودی قوم منتشر ہو چکی تھی، ان کی آبادیاں اب بحیرۂ روم کے آس پاس کے علاقوں میں قائم ہو چکی تھیں۔ نیز مشرق وسطیٰ کے دیگر علاقوں میں بھی ان کی آبادی بڑھ چکی تھی۔

فلسطین پر آریاؤں کی حکومت تھی جو رومیوں کے تابع تھے، یروشلم بھی رومیوں کے ماتحت ایک صوبہ تھا اور روم ہی کی طرف سے یہاں پر ایک حاکم تعینات تھا، جو ظلم وستم میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا۔ گویا انسانیت ظلم واستبداد کی چکی میں پس رہی تھی اور انہیں ان مصائب سے نجات دلانے والا کوئی نہ تھا۔

بدھ، جین اور کنفیوشس نے زخمی انسانیت کو مطمئن کرنے کی کوشش کی، لیکن وہ بھی اس انسانیت کو صحیح طور پر مطمئن نہ کر سکے؛ کیونکہ ان کی تعلیمات میں مثبت پہلوؤں کی کمی اور منفی پہلوؤں کی بھرمار تھی۔ حالات اس حد تک گر چکے تھے کہ لوگ اجتماعی زندگی میں انسان کی کوئی مدد نہ کرتے تھے، بلکہ جو اندھیر نگری مچی ہوئی تھی، اس سے دامن بچا کر گزر جانا سکھاتے تھے۔ مادی اسباب وحالات کی بناء پر اس بات کا کوئی امکان نہ تھا کہ بنی اسرائیل پھر کبھی آزادی کا منہ دیکھ سکیں اور نہ ہی انہیں یہ امید تھی کہ وہ رومی حکمرانوں کے ظلم وستم سے نجات حاصل کر لیں گے۔ اس لیے فطرتی بات تھی کہ بنی اسرائیل نے اپنی امیدیں مستقبل سے وابستہ کر لیں اور ہر وقت اس انتظار میں رہتے کہ ان کے معاملات کو سدھارنے کے لیے خدا ضرور مداخلت کرے گا۔ وہ اپنی سیاسی محرومی کو ایک عارضی حادثہ قرار دیتے تھے، ان کے خیال میں وہ وقت قریب تھا، جب ظالم وجابر حکمران رخصت ہو جائیں گے اور خداوند بنی اسرائیل کو ایک بار پھر آزادی کی نعمت سے سرفراز کر کے انہیں ایک ایسی عالمگیر قوت وحکومت عطا کرے گا جو ابدی ہوگی۔

یہ خیالات اس دور کے یہودیوں میں عام تھے اور ان کتابوں کا مشترک موضوع تھے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنہیں حضرت موسیٰ، ابراہیم، دانیال اور عزرا (عزیر) علیہم السلام کی جانب منسوب کیا جاتا تھا۔ ان کتابوں نے یہودیوں کو آسمانی بادشاہت اور مسیح نجات دہندہ (عیسیٰ علیہ السلام) کے تخیل سے آشنا کر دیا تھا۔ ❶

آمد عیسیٰ علیہ السلام کے وقت یہود کی مذہبی حالت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے وقت یہودیوں کی مذہبی حالت کے بارے پروفیسر ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی اپنی کتاب مطالعہ مذہب عالم میں لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے قبل یہود عقائد کے لحاظ سے کئی جماعتوں میں بٹے ہوئے تھے۔ جن کا مختصر تعارف ذیل کی سطور میں پیش کیا جاتا ہے۔

❁ صدوقی ❁ فریسی ❁ کاہن ❁ احبار و رہبان

صدوقی:

ایک جماعت صدوقی تھی جس کا عقیدہ یہ تھا کہ انسان کے اعمال نیک و بد کی سزا اسی دنیا میں مل جاتی ہے۔ قیامت، آخرت میں جزاء و سزا اور حشر و نشر سب باتیں غلط اور بے بنیاد ہیں۔

فریسی:

دوسری جماعت فریسی کہلاتی تھی۔ اس جماعت کے لوگ قیامت، آخرت میں جزاء و سزا اور حشر و نشر کو حق سمجھتے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے یہ ضروری سمجھتے تھے کہ دنیاوی لذات سے کنارہ کشی اختیار کی جائے۔

چنانچہ انہوں نے آبادی سے دور الگ خانقاہیں اور جھونپڑیاں قائم کر لیں، جو بدکاری کے اڈے بن گئیں اور وہاں ہر طرح کی بدکاری کا ارتکاب ہوتا۔

کاہن:

تیسری جماعت کاہن کے نام سے موسوم تھی۔ یہ لوگ مذہبی رسوم اور ہیکل کی خدمت

❶ مطالعہ مذاہب عالم، صفحہ 193، 194۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بجالاتے تھے، جبکہ ان کی حالت یہ ہوگئی تھی کہ انہوں نے مذہبی رسوم اور خدمت ہیکل کو تجارتی کاروبار بنالیا تھا۔ یہ رسومات کی ادائیگی کے لیے نذرانے وغیرہ لیا کرتے، انہوں نے اپنے ذاتی مقاصد کی تکمیل کے لیے کتاب الٰہی میں بہت زیادہ تحریف کی۔

احبار ورہبان:

چوتھی جماعت احبار اور رہبان کی تھی، جو مذہب کے اجارہ دار سمجھے جاتے تھے اور عوام میں بہت مقبول تھے۔ لوگوں کو جنت کے پروانے لکھ کر دیتے اور ان کے عوض بھاری رقوم وصول کرتے، یہی لوگ حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دیتے اور پھر عوام میں وہی بات رائج ہوتی۔ اس بات کی طرف اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿ إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ﴾

(التوبہ : 34)

''بے شک بہت سے احبار اور رہبان عوام کا مال ناحق کھاتے رہے۔''

دائرۃ المعارف میں یہود سے متعلق جو مقالہ ہے، اس کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام کی بعثت سے پہلے یہود کے اعمال وعقائد کا یہ حال تھا کہ وہ مشرکانہ رسوم وعقائد کو مذہب کا حصہ بنا چکے تھے۔ نیز جھوٹ فریب اور بغض وحسد جیسی بداخلاقیوں کو عملاً اخلاق کریمانہ کی حیثیت دے رکھی تھی، اور ایسے کاموں پر شرمندہ ہونے کی بجائے ان پر اظہار فخر کیا کرتے تھے۔ ان کے علماء واحبار نے دنیا کے لالچ میں کتاب اللہ (تورات) تک کو تحریف کیے بغیر نہ چھوڑا اور احکام الٰہیہ کو درہم ودینار کے بدلے بیچ دیا۔ یہود کی اعتقادی وعملی زندگی کا مختصر اور مکمل نقشہ ہمیں شعیاہ علیہ السلام کی زبانی تورات نے اس طرح دکھائی دیتا ہے:

''خداوند فرماتا ہے کہ یہ امت بنی اسرائیل زبان سے تو میری عزت کرتی ہے، مگر ان کا دل مجھ سے دور ہے اور یہ بے فائدہ میری پرستش کرتے ہیں، کیونکہ یہ میرے حکموں کو پیچھے ڈال کر آدمیوں کے حکموں کی تعلیم دیتے ہیں۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بنی اسرائیل کی تاریخ

اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام ہے۔ان کے بارہ صاحبزادے تھے، انہی کی اولاد کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے۔عہد قدیم میں اللہ تعالیٰ نے اسی خانوادے کو نبوت کے لیے چنا تھا۔

بنی اسرائیل کا اصل وطن فلسطین کے علاقے تھے، لیکن عمالقہ نے اس خطے پر غاصبانہ قبضہ کر کے اسرائیلیوں کو فراعنہ کی غلامی پر مجبور کر دیا تھا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں انہیں اس غلامی سے نجات ملی، لیکن ابھی یہ فلسطین کو دوبارہ حاصل نہ کر سکے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے۔آپ علیہ السلام کے بعد یوشع علیہ السلام، ان کے بعد حضرت کالب علیہ السلام نبی ہوئے، ان کے بعد بنو اسرائیل کو مختلف یورشوں کا سامنا کرنا پڑا اور اس زمانے تک بنی اسرائیل عربوں کی طرح نیم خانہ بدوش ہو گئے تھے اور ان کی زندگی تمدنی سے زیادہ قبائلی انداز کی تھی۔ جو شخص ان کے قبائلی قوانین کے مطابق ان کے جھگڑوں کا فیصلہ کرتا اسے بنی اسرائیل تقدس کی نظر سے دیکھتے تھے اور اگر اس میں کچھ عسکری صلاحیتیں بھی ہوتیں تو اسے اپنا سپہ سالار بنا لیتے تھے۔اس قسم کے لیڈروں کو بنی اسرائیل ''قاضی'' کہہ کر پکارتے تھے۔

انہی لوگوں کی نسبت سے اس زمانہ کو قاضیوں کا زمانہ کہتے تھے۔قاضیوں کے زمانہ میں بنی اسرائیل کنعانیوں کے ہاتھوں مغلوب ہوئے اور فلسطین کے بہت بڑے علاقے پر کنعانیوں کی سیادت قائم ہو گئی۔

پھر ایک وقت آیا کہ ان میں سموئیل نامی پیغمبر بھیجے گئے، ادھر بنی اسرائیل خانہ بدوشی کی زندگی سے تنگ آ چکے تھے۔انہوں نے نبی سے درخواست کی کہ ایک بادشاہ مقرر کر دیجیے، تاکہ ہم فلسطین کو دوبارہ حاصل کر سکیں۔اس کے آگے کے واقعات اللہ تعالیٰ قرآن میں بیان کرتا ہے:

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَ مَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ قَدْ
اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَ اَبْنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا
مِّنْهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۴۶﴾ وَ قَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ
لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَ نَحْنُ اَحَقُّ
بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَ لَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَ
زَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِ ؕ وَ اللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ
وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۷﴾ وَ قَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ
فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ
الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۴۸﴾ فَلَمَّا فَصَلَ
طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ
مِنِّيْ ۚ وَ مَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً ۢ بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا
مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ
لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَ جُنُوْدِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ
مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۲۴۹﴾ وَ
لَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَ جُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ
اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۵۰﴾ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ وَ قَتَلَ
دَاوٗدُ جَالُوْتَ ﴾ (البقرہ:246 تا 251)

''کیا آپ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے سرداروں کے معاملہ پر بھی غور کیا؟ جب انہوں نے اپنے نبی سے کہا: ہمارے لیے ایک بادشاہ مقرر کر دو تا کہ ہم اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔ نبی نے ان سے کہا: کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پر جہاد فرض کر دیا جائے اور تم لڑنے سے انکار کر دو۔ وہ کہنے لگے: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم اللہ کی راہ میں جہاد نہ کریں، جبکہ ہمیں ہمارے گھروں سے نکال کر بال

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بچوں سے جدا کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ جب ان پر جہاد فرض کیا گیا تو ما سوائے چند آدمیوں کے سب ہی پھر گئے اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔ ان کے نبی نے ان سے کہا کہ: اللہ نے تمہارے لیے طالوت کو بادشاہ مقرر کیا ہے۔ وہ کہنے لگے: بھلا ہم پر حکومت کا حقدار وہ کیسے بن گیا؟ اس سے زیادہ تو ہم خود حکومت کے حقدار ہیں اور اس کے پاس تو کچھ مال و دولت بھی نہیں۔ نبی نے کہا: اللہ نے تم پر حکومت کے لیے اسے ہی منتخب کیا ہے اور ذہنی و جسمانی اہلیتیں اسے تم سے زیادہ دی ہیں اور اللہ جسے چاہے اپنی حکومت دے دے وہ بڑی وسعت والا اور جاننے والا ہے۔ نیز ان کے نبی نے ان سے کہا: طالوت کی بادشاہی کی علامت یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجائے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے سکونِ قلب کا سامان ہے اور باقی ماندہ اشیاء بھی ہیں جو آل موسیٰ اور آل ہارون نے چھوڑی تھیں، اس صندوق کو فرشتے اٹھا کر لائیں گے۔ اگر تم ایمان لانے والے ہو تو اس واقعہ میں بھی تمہارے لیے کافی نشانی ہے۔ پھر جب طالوت اپنے لشکروں سمیت چل کھڑا ہوا تو اس نے ان سے کہا کہ ایک نہر ہے جس سے اللہ تمہارے آزمائش کرنے والا ہے، جس نے اس نہر سے پانی پی لیا وہ میرا ساتھی نہیں، میرا ساتھی وہ ہے جو اسے نہ چکھے اِلّا یہ کہ چلو بھر پانی لے لے، پھر چند آدمیوں کے سوا سب نے اس نہر سے پانی پی لیا۔ چنانچہ جب طالوت اور اس کے لشکری اس نہر سے آگے گئے تو طالوت کے لشکری کہنے لگے: آج ہمیں جالوت اور اس کے لشکروں سے لڑنے کی طاقت نہیں، البتہ ان میں سے وہ لوگ جو یہ یقین رکھتے تھے کہ وہ اللہ سے ملنے والے ہیں، کہنے لگے: کئی دفعہ ایسا ہوا کہ تھوڑی سی جماعت اللہ کے حکم سے بڑی جماعت پر غالب رہی اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور جب ان کا جالوت اور اس کے لشکروں سے مقابلہ ہوا تو کہنے لگے: اے ہمارے رب! ہم پر صبر کا فیضان کر اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمیں ثابت قدم رکھ اور ان کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما چنانچہ اللہ کے حکم سے ان لوگوں نے

حضرت داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کیا تو طالوت کے بعد بادشاہت انہیں مل گئی اور پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں نبوت و رسالت بھی عطاء کر دی۔ داؤد علیہ السلام کے عہد میں فلسطین پر بنی اسرائیل کا قبضہ تقریباً مکمل ہو گیا۔ ان کی وفات (400 ق م) کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سلطنت کو اور مستحکم کر کے عروج کی بلندیوں تک پہنچا دیا، انہوں نے بیت المقدس کی تعمیر نو کی، یہ دور بنی اسرائیل کے لیے بڑا سنہری دور تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کا بیٹا تخت نشین ہوا جس نے اپنی نااہلیت کی وجہ سے سلطنت کی دینی فضاء کو خراب کر دیا اور سیاسی استحکام کو بہت نقصان پہنچایا۔ اسی دور میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک سابق خادم نے بغاوت کر کے اسرائیل کے نام سے ایک الگ سلطنت قائم کر لی۔ یہاں سے بنو اسرائیل دو ملکوں میں تقسیم ہو گئے۔

شمال میں اسرائیلی سلطنت تھی جس کا پایہ تخت سامریہ تھا۔ جبکہ جنوت میں یہودیہ کی سلطنت تھی جس کا مرکز یروشلم تھا۔ ان دونوں ملکوں کا سیاسی و مذہبی اختلاف بخت نصر کے حملے تک جاری رہا اور ان کی بداعمالیوں کی بناء پر ہی ان پر بادشاہ بابل بخت نصر کو مسلط کر دیا گیا تھا۔ اس حملے کے بعد یروشلم تباہ ہو گیا اور بخت نصر یہودیوں کو گرفتار کر کے بابل لے گیا۔

536 ق م میں ایرانی بادشاہ سائرس نے بابل فتح کر لیا اس نے دوبارہ یہودیوں کو وشلم پہنچا کر بیت المقدس تعمیر کرنے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ 515 ق م میں بیت المقدس یر کیا گیا اور یروشلم دوبارہ آباد ہو گیا۔ اگر چہ ان دونوں فرقوں میں مذہبی اختلافات کافی حد ل کم ہو گئے تھے، لیکن انہیں کوئی سلطنت نصیب نہ ہو سکی۔

400 ق م سے تمام اسرائیلی مختلف بادشاہوں کے زیر تسلط رہ کر زندگی گزارتے رہے۔

33 ق م میں ان پر سکندر اعظم کا تسلط ہو گیا اور اسی زمانہ میں انہوں نے تورات کا ترجمہ کیا۔

165 ق م میں یسوریا کے بادشاہ ''انتیوکس اپی فینس'' نے ان کا بری طرح قتل عام کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور تورات کے تمام نسخے جلا دیئے، اسی دوران یہودا مکابی نے، جو بنی اسرائیل کا ایک صاحب ہمت انسان تھا، ایک جماعت بنائی اور اس کے ذریعہ فلسطین کے ایک بڑے علاقے پر قبضہ کر کے یسوری حکمرانوں کو مار بھگایا۔ اب اس ایک چھوٹی سی سلطنت کے علاوہ پوری یہودی قوم منتشر ہو چکی تھی۔ یہودیوں پر مجموعی لحاظ سے رومی حکمران تھے اور ان کے آزادی کی فضا میں سانس لینے کا کوئی امکان نہ تھا۔ اس لیے قدرتی طور پر ان کی نگاہیں مستقبل پر لگی تھیں۔ یہ سب ایک نجات دہندہ کے منتظر تھے جو انہیں اس غلامی کی زندگی سے نجات دلا کر بادشاہت دے، نیز مکابیوں کی یہ سلطنت 70ء تک قائم رہی۔ ❶

تعارف حضرت عیسیٰ علیہ السلام

ولادت ونسب:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش معجزانہ طور پر بغیر باپ کے ہوئی۔ قرآن کریم نے اس علاقہ کے بارے جہاں ان کی ولادت ہوئی کچھ ذکر نہیں کیا۔ اناجیل سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ''ناصرہ'' میں پیدا ہوئے۔ بعض کے مطابق آپ علیہ السلام کی ولادت ''بیت اللحم'' میں ہوئی۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بھی کسی معتبر طریق سے ثابت نہیں ہوتی، جبکہ 25 دسمبر ان کی ولادت کا دن بیان کیا جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے حوالے سے اناجیل اربعہ میں بہت کچھ لکھا گیا ہے، جن میں سے بعض باتیں من گھڑت ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ عیسیٰ کا نام ''یسوع'' تھا جس کا معنی ہے سید اور مبارک۔

یسوع عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کا عربی میں معنی عیسیٰ بنتا ہے۔ آپ کا دوسرا نام مسیح علیہ السلام ہے اور کنیت ابن مریم ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو عیسیٰ بن مریم اور مسیح ابن مریم (علیہ السلام) کہا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور حالات زندگی کے سلسلہ میں ہم اناجیل اربعہ کی کمزور

---

❶ پروفیسر محمد نعیم صدیقی، کتاب مطالعہ مذاہب عالم، صفحہ: 401 تا 403۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور غیر معتبر روایات کی بجائے قرآن کریم کی آیات سے استدلال کرتے ہیں۔

قرآن کریم کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ بنی اسرائیل کے ایک معتبر و معزز شخص عمران کی بیٹی تھی۔ جنہیں ان کی ماں نے بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف کیا تھا۔ اپنی بلوغت کے بعد وہ اللہ کے گھر کی خدمت کرتی رہیں، پھر جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو ایک فرشتہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹے کی خوشخبری سنائی، جو مریم علیہا السلام کے لیے ایک پریشان کن خبر تھی، اللہ تعالیٰ اس واقعہ کی تفصیل قرآن مجید میں بیان کرتے ہیں:

﴿وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۙ﴿۱۶﴾ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ۚ فَاَرْسَلْنَاۤ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۷﴾ قَالَتْ اِنِّيْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖۗ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ لَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿۲۰﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَ لِنَجْعَلَهٗۤ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿۲۱﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿۲۲﴾ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَ كُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۳﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَاۤ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿۲۴﴾ وَ هُزِّيْۤ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿۲۵﴾ فَكُلِيْ وَ اشْرَبِيْ وَ قَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْۤ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿۲۶﴾﴾

(مریم:16- 26)

”اس کتاب میں مریم کا حال بھی ذکر کریں، جب وہ اپنے گھر والوں سے الگ ہو کر مشرقی جانب گوشہ نشین ہو گئی تھی۔ اور پردہ ڈال کر ان سے چھپ گئی تھی، اس وقت ہم نے اس کی طرف اپنی روح (فرشتہ) کو بھیجا جو ایک تندرست انسان کی شکل میں مریم کے سامنے آ گیا، وہ بولی: اگر تمہیں کچھ اللہ کا خوف ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں، وہ بولے: میں تو تمہارے رب کا بھیجا ہوا ہوں اور اس لیے آیا ہوں کہ تمہیں ایک پاک سیرت لڑکا دوں۔ وہ بولیں میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا؟ جبکہ مجھے کسی انسان نے چھوا تک نہیں اور میں بدکار بھی نہیں۔ وہ بولے: ہاں ایسا ہی ہوگا تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ میرے لیے آسان سی بات ہے اور اس لیے بھی ایسا ہوگا کہ ہم اس لڑکے کو لوگوں کے لیے ایک نشانی بنائیں اور وہ ہماری طرف سے رحمت ہوگا اور یہ کام ہو کر رہے گا۔ چنانچہ مریم کو اس بچے کا حمل ٹھہر گیا اور وہ اس حالت میں ایک دور کے مکان میں علیحدہ جا بیٹھیں۔ پھر زچگی کی درد انہیں ایک کھجور کے تنے تک لے کر آئی تو کہنے لگیں: کاش میں اس سے پہلے مر چکی ہوتی اور میرا نام ونشان بھی باقی نہ رہتا۔ اس وقت درخت کے نیچے سے انہیں پکار کر کہا کہ غمزدہ نہ ہو، تمہارے رب نے تمہارے نیچے ایک چشمہ بہا دیا ہے اور اس کھجور کے تنے کو زور سے ہلاؤ وہ آپ پر تازہ پکی ہوئی کھجوریں گرائے گا۔ پس کھاؤ، پیو اپنی آنکھ ٹھنڈی کرو پھر اگر تو کسی آدمی کو دیکھے تو کہہ دینا کہ: میں نے اللہ کے لیے روزہ کی نذر مانی ہے، لہٰذا آج کسی انسان سے بات نہ کروں گی۔"

محمد بن اسحاق صاحب مغازی نے ان کا نسب نامہ یوں بیان کیا ہے۔

عیسیٰ بن مریم بنت عمران بن یاشم بن میشا بن حزقیاہ بن ابرہیم بن عزریا بن ناوش بن اجریہو بن نازم بن مقاسط بن ایشا بن ایار بن رجعام بن سلیمان بن داؤد۔ [1]

شجرہ نسب 19 پشتوں میں حضرت داؤد سے جا ملتا ہے۔

ابتدائی حالات:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے بعد ان کی والدہ مریم علیہا السلام کے لیے سب سے مشکل مرحلہ بیٹے کو لے کر قوم کا سامنا کرنا تھا۔ کیونکہ آپ غیر شادی شدہ خاتون تھی، اس لیے قوم کا

[1] دیکھیے: قصص القرآن، از مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، جلد 4، ص 15۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کی عفت وعصمت پر انگلی اٹھانا یقینی تھا، اسی لیے تو آپ نے کہا تھا:

﴿ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴾ (مریم:23)

''کاش! میں اس سے پہلے مر چکی ہوتی اور لوگوں کو بھول چکی ہوتی۔''

پھر وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔ حضرت مریم علیہا السلام اپنے بیٹے کو لے کر قوم کے پاس آئیں تو انہوں نے حضرت مریم علیہا السلام پر طعن وتشنیع کی اور اشارتاً بدکاری کی تہمت لگائی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان حالات کی منظر کشی ان الفاظ میں کی:

﴿ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ؕ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا ۝ يٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ۝ ﴾ (مریم:27-28)

''پھر وہ اس بچے کو اٹھائے اپنی قوم میں آئیں تو وہ کہنے لگے: مریم تو بہتان والی چیز لائی ہے۔ اے ہارون کی بہن! نہ تو تیرا باپ کوئی برا آدمی تھا اور نہ ہی تیری ماں بدکار تھی۔''

اس حقیقت حال کو مریم جانتی تھیں یا ان کا رب، کہ اللہ تعالیٰ نے اس بچے کو معجزاتی طور پر بغیر باپ کے پیدا کر کے اپنی قدرت کو آشکار کیا ہے۔ لیکن ان حالات میں مریم علیہا السلام کی تصدیق کرنے والا کون تھا؟ سب ہی انہیں جھوٹا اور بدکار کہہ رہے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مریم کے دل میں القاء فرمایا کہ آپ خود جواب دینے کی بجائے اس بچے کی طرف اشارہ کریں۔ مریم علیہا السلام نے قوم کی باتیں سن کر اپنے بیٹے کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہی جواب دے گا۔ وہ حیرانگی کے عالم میں کہتے ہیں کہ گود میں یہ بچہ بات کیسے کر سکتا ہے؟ لیکن یہ لوگ اس حقیقت حال سے نابلد تھے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں وہ کرتے ہیں۔

چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی ماں کی پاکدامنی ثابت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو ان الفاظ میں ذکر کیا ہے:

﴿ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ؕ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۝ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۫ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ۝ ﴾ (مریم:29-30)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"مریم نے اس بچے کی طرف اشارہ کر دیا تو وہ کہنے لگے: ہم اس سے کیسے کلام کریں جو ابھی گود کا بچہ ہے؟ بچہ بول اٹھا: میں اللہ کا بندہ ہوں، اللہ نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے۔"

بعض مؤرخین کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام جب آٹھ دن کے ہوئے تو ان کا نام رکھا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بچپن اور جوانی کے حالات پردہ اخفاء میں ہیں۔ جبکہ بعض مصنفین نے جوانی کے زمانہ کے بعض مضحکہ خیز اور عجیب وغریب افسانے وضع کیے ہیں، جن کی کوئی تاریخی سند نہیں ہے۔ لیکن بعض حقیقت پسند مؤرخین اعتراف کرتے ہیں کہ بچپن کے ان حالات کے بعد آپ کی بقیہ زندگی بالکل نجی حیثیت سے گوشہ ظلمت میں گزری، حتی کہ آپ کی عمر 30 سال ہوگئی۔ عیسائی مؤرخ موشین لکھتا ہے کہ بہت سے مصنفین نے اپنے تصورات و خیالات کی دنیا میں مست ہو کر یا عام لوگوں کی توجہ کا مرکز بننے کے لیے ہمارے نبی کی زندگی کے گم نام گوشوں کے متعلق عجیب وغریب اور مضحکہ خیز افسانے وضع کر رکھے ہیں۔

عیسائی روایات کے مطابق ابتدائی تعلیم وتربیت:

عیسائی روایات کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ابتدائی تعلیم وتربیت کے حوالے سے جو کچھ ملتا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام چونکہ یہودی خاندان سے تعلق رکھتے تھے لہٰذا آپ کی تعلیم وتربیت ایک اچھے یہودی کی طرح کی گئی۔ چونکہ آپ کا گھرانہ مذہب سے وابستہ تھا، اس لیے باقاعدہ طور پر آپ کی تعلیم کا بندوبست کیا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے معمولی تعلیم گھر سے حاصل کی اور صبح وشام کی عبادات کے طریقے بھی اپنی والدہ محترمہ سے سیکھے تھے۔

مسیحی روایات سے عیسیٰ علیہ السلام کے بچپن کے چند واقعات یہاں بیان کیے جاتے ہیں۔

عید فصح وہ موقعہ ہوتا تھا جب تمام یہود یروشلم کے مرکزی عبادت خانے میں جمع ہوتے تھے۔ مذہبی رسوم اور قربانیاں ادا کی جاتی تھیں۔ یہاں انہوں (مسیح علیہ السلام) نے علماء سے ایسی باتیں کیں جہاں سے ان کی ذہانت کا اندازہ ہوتا ہے۔ سینٹ لوقا اپنی انجیل میں یہ واقعہ بیان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ: جب مسیح یروشلم گئے تو تقریبات کے ختم ہونے کے بعد یروشلم میں ہی ٹھہرے رہے۔ والدہ اور ان کا شوہر لاعلمی میں ایک دن کا سفر کر چکے تو تلاش کرنے لگے اور مسیح قافلہ والوں میں نہ ملے۔ اس پر واپس یروشلم آئے اور تین دنوں کی تلاش کے بعد انہوں نے مسیح کو ہیکل میں ڈھونڈ لیا، جہاں وہ یہودی عالموں سے باتیں سن رہے تھے اور ان سے سوال کر رہے تھے۔ وجہ دریافت کرنے پر مسیح نے بڑا معنی خیز جواب دیا: آپ مجھے کیوں ڈھونڈ رہے تھے؟ میرے لیے اپنے باپ کے گھر میں رہنا لازمی ہے۔ عیسائی روایات کے مطابق یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب ان کی عمر 13 سال تھی۔ ❶

ان واقعات کے متعلق احمد شبلی لکھتے ہیں:

امکان غالب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پرورش اور تعلیم و تربیت اسی طرح ہوئی جس طرح اس زمانے کے بچوں کی ہوتی تھی۔ وہ اپنی والدہ کے ساتھ ناصرہ اور بیت المقدس کے درمیان آتے جاتے تھے، وہ ذکاوت اور عمیق نگاہ کی وجہ سے ممتاز تھے۔ اشیاء کی ظاہر کی بجائے ان کی حقیقت اور گہرائی کا مطالعہ کرتے، وہ استادوں اور حکماء سے جو کچھ سنتے محض اسے ہی تسلیم نہ کرتے بلکہ بحث و تمحیص سے ان کے کلام کا مکمل مفہوم سمجھتے تھے۔

جوانی و پیشہ بمطابق عیسائی روایات:

حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جوانی کے حالات پردۂ اخفاء ہیں، جس کا اعتراف خود عیسائی مؤرخین بھی کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی آپ کی جوانی کے حوالے سے کچھ عیسائی روایات ملتی ہیں جن میں جوانی کے کچھ حالات بیان کیے جاتے ہیں۔

پروفیسر محمد نواز اپنی کتاب مطالعہ مذاہب عالم میں لکھتے ہیں:

13 سال کی عمر کے بعد اگلے 18 سال کا دور حیات مخفی زندگی کہلاتا ہے، 30 سال کی عمر میں ان کی نبوت شروع ہو جاتی ہے۔ غالب گمان یہی ہے کہ آپ اپنے خاندان کے ہمراہ اپنے علاقہ ہی میں رہے۔ یہودیوں کی بے عملی اور فحاشی دیکھ کر ان کے دل میں مذہبی جوش اور

❶ مطالعہ مذاہب عالم پروفیسر محمد نواز، صفحہ: 197۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ولولہ تازہ ہوتا رہا۔ ان کے اس دور کے بارے چند روایات یہ ہیں:

- ایک روایت یہ بیان کی جاتی ہے کہ کوہستان ہمالیہ میں تبت میں Convent of himals کے مقام پر ایک خانقاہ بنا کر بیٹھے تو ان کے گھر بہت سے لوگ آئے جو اپنی بیٹیوں کی شادی ان سے کرنا چاہتے تھے۔ لیکن مسیح علیہ السلام بھاگ کر سندھ آ گئے۔ تا کہ روحانی علم کو مکمل کریں اور بدھوں کے مذہب کا مطالعہ کریں۔
- دوسری روایت کے مطابق آپ نے یہ عرصہ مصر میں گزارا تھا۔ وہاں طبابت اور علاج معالجہ کا فن اپنے عروج پر تھا۔ انہوں نے ایک طبیہ کالج میں داخلہ لیا اور اس فن میں اتنے ماہر ہوئے کہ اپنے اساتذہ کو بھی حیرت میں ڈال دیا۔
- تیسری روایت یہ بیان کی جاتی ہے کہ اس زمانہ میں مصر میں جادو اور طلسم کا بہت چرچا تھا، شعبدہ بازی عام تھی، انہوں نے یہ علم اسی علاقہ سے سیکھا۔ احیائے موتی اور دیگر معجزات اسی علم کا نتیجہ تھے۔ ❶

ملاحظہ:

یہ عیسائی روایات ہیں، جن کا شائد حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے، کیونکہ نبی کی تربیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور ایک نبی کی طرف جادو یا شعبدہ بازی کی نسبت کرنا سوائے حماقت کے اور کچھ نہیں۔ قرآن نے یہی بیان کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام یا کسی بھی نبی سے صادر ہونے والے معجزات محض اللہ کے حکم اور اس کی منشاء کے مطابق ہوتے تھے۔ اس لیے کسی کے لیے روا نہیں ہے کہ وہ نبی کے بارے یہ عقیدہ رکھے کہ اس نے جادو، طلسم یا شعبدہ بازی جیسے فنون سیکھے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیشہ کے حوالے سے انجیل میں ملتا ہے کہ انہوں نے اپنی گزر بسر کے لیے بڑھئی کا پیشہ اختیار کیا تھا۔

---

❶ مطالعہ مذاہب عالم، صفحہ: 198۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعثت ورسالت:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے قبل بنی اسرائیل ہر قسم کی برائیوں میں مبتلا تھے انفرادی واجتماعی عیوب ونقائص کا کوئی پہلو ایسا نہیں تھا جو ان سے بچ رہا ہو، وہ اعتقاد واعمال دونوں ہی قسم کے برائیوں کا مرکز ومحور بن گئے تھے۔ حتیٰ کہ اپنی قوم کے ہادیوں اور پیغمبروں کو قتل کرنے پر بھی جری اور دلیر ہو گئے۔

یہودیوں کے بادشاہ نے یحییٰ علیہ السلام کو اپنی آشنا عورت کے اشارہ پر قتل کروادیا اور یہ واقعہ عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہی ان کی بعثت سے قبل پیش آچکا تھا۔ چنانچہ انہی حالات میں وہ وقت سعید آ پہنچا کہ جس مبارک بچے نے مریم کی آغوش میں یہ پیغام سنایا تھا:

﴿قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ۛ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا ۙ﴿۳۰﴾ وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ ۪ وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا ﴿۳۱﴾﴾

(مریم: 30 تا 31)

''انہوں نے کہا: میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے نبی بنایا اور مجھے کتاب عطا کی ہے اور جہاں بھی ہوں مجھے بابرکت بنایا ہے اور مجھے نماز اور زکوٰۃ کا مرتے دم تک حکم دیا ہے اور مجھے والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا بنایا ہے مجھے سخت دل نہیں بنایا۔ جس دن میں پیدا ہوا، جس دن مجھے موت آئے گی اور جس دن مجھے زندہ کر کے اٹھایا جائے گا مجھ پر سلامتی ہی سلامتی ہے۔''

اسی بچے نے سن رشد کو پہنچ کر یہ اعلان کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور پیغمبر ہیں اور رشد وہدایت خلق ان کا فرض منصبی ہے۔ اس بات نے قوم میں ہلچل مچا دی کہ وہ شرف رسالت سے مشرف ہو کر اور حق کی آواز بن کر آیا اور اپنی صداقت وحقانیت کی رو سے تمام اسرائیلی دنیا پر چھا گیا۔

اس مقدس ہستی نے قوم کو للکارا اور احبار کی علمی مجلسوں، راہبوں کے خلوت کدوں، بادشاہوں اور امراء کے درباروں اور عوام وخواص کی محفلوں میں، حتیٰ کہ ہر گلی اور بازار میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شب روز پیغام حق سنایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی رسالت کے بارے میں فرمایا:

﴿وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِیْ وَ قَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ ؕ فَلَمَّا زَاغُوْۤا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝ وَ اِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝﴾

(الصف:5-6)

"اور جب عیسیٰ بن مریم نے کہا: اے بنی اسرائیل! بلاشبہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اُس کی تصدیق کرنے والا ہوں جو مجھ سے پہلے تورات کی صورت میں ہے اور ایک رسول کی بشارت دینے والا ہوں، جو میرے بعد آئے گا، اس کا نام احمد ہے۔ پھر جب وہ ان کے پاس واضح نشانیاں لے کر آیا تو انہوں نے کہا یہ کھلا جادو ہے۔"

قوم کا رویہ اور حواریوں کی حمایت:

انبیاء علیہم السلام نے جب بھی قوموں کے سامنے آیات اللہ (معجزات) کا مظاہرہ کیا تو منکرین نے ہمیشہ ان کے متعلق یہ بات ضرور کہی یہ تو واضح جادو ہے۔ چنانچہ ایک غیر متعصب اور حق کے متلاشی شخص کے لیے یہ جواب اس جانب اشارہ کرتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے اس قسم کے مظاہرے عام قوانین سے ہٹ کر خرق عادت ہوتے تھے، اسی لیے لوگ انبیاء کے معجزات کو سحر و جادو قرار دیتے تھے۔

عیسیٰ علیہ السلام نے معجزات کے ساتھ ساتھ دعوت توحید پیش کی، جس کی وجہ سے دو گروہ بن گئے، ایک نے حق قبول کیا اور دوسرے گروہ نے انکار کر دیا۔ بنی اسرائیل کا معاملہ تو ویسے بھی انبیاء کے خلاف تعصبات سے بھرپور تھا، یہ بدبخت یہودی اپنی فطرت سیئہ، صدیوں کی مسلسل سرکشی اور تعلیم الٰہی سے بغاوت کی وجہ سے بہت متشدد ہو گئے اور انبیاء و رسل کے قتل نے ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے دلوں کو حق وصداقت کے قبول کرنے میں اس درجہ سخت بنا دیا تھا کہ ایک مختصر سی جماعت کے علاوہ ان کی اکثریت نے عیسیٰ علیہ السلام کی مخالفت اور ان کے ساتھ حسد وبغض کو اپنا شعار اور اجتماعی زندگی کا معیار بنا لیا اور عیسیٰ علیہ السلام پر انبیاء کی سنت راشدہ کے مطابق جاہ وجلال کے لحاظ سے کمزور و ناتواں اور مزدور طبقہ ایمان لایا، جنہیں حواری کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت اور قوم کے رویے کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

﴿وَ لَمَّا جَآءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَ لِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ۝﴾ (الزخرف:63-65)

''اور جب عیسیٰ (علیہ السلام) واضح دلیلیں لے کر آئے تو انہوں نے کہا: بے شک میں تمہارے پاس حکمت لے کر آیا ہوں اور تاکہ میں تمہارے لیے بعض وہ باتیں واضح کر دوں، جن میں تم اختلاف کرتے ہو۔ سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو، بے شک اللہ ہی میرا رب اور تمہارا رب ہے۔ پس اس کی عبادت کرو، یہ سیدھا راستہ ہے۔ پھر کئی گروہوں نے آپس میں اختلاف کیا، سو ان لوگوں کے لیے جنہوں نے ظلم کیا، ایک دردناک دن کے عذاب سے بڑی ہلاکت ہے۔''

اسی طرح حواریوں کے بارے میں فرمایا:

﴿فَلَمَّاۤ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَ اشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا بِمَاۤ اَنْزَلْتَ وَ اتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝﴾

(آل عمران:52-53)

''پھر جب عیسیٰ (علیہ السلام) نے ان سے کفر محسوس کیا تو انہوں نے کہا: کون ہیں جو اللہ کی طرف میرے مددگار ہیں؟ حواریوں نے کہا: ہم اللہ کے مددگار ہیں، ہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ پر ایمان لائے اور گواہ ہو جائیں کہ بے شک ہم فرماں بردار ہیں۔ اے ہمارے رب! ہم اس پر ایمان لائے جو تو نے نازل فرمایا اور ہم رسول کے پیروکار بن گئے، سو تو ہمیں شہادت دینے والوں کے ساتھ لکھ لے۔''

حواری کا مطلب ہے، ساتھی یا رفیق، قرآن کریم نے انہیں انصار اللہ کے مقدس لقب سے سرفراز فرمایا ہے۔ یہ مزدوروں، دھوبیوں اور ان جیسے دیگر غریب لوگوں کا طبقہ تھا۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی عیسیٰ علیہ السلام کی نصرت و تائید اور ساتھ کے لیے منتخب فرمایا۔ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے سب سے پہلے نحن انصار اللہ کا نعرہ لگایا۔ ان لوگوں نے غیر معمولی ہمت و جرأت کا مظاہرہ کیا اور انتہائی نازک حالات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ساتھ دیا اور ان کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد عیسوی تعلیمات کی اشاعت کا کام بھی کیا۔ حواریوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ۝﴾ (المائدہ: 111)

''اور جب میں نے حواریوں کی طرف وحی کی مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ، انہوں نے کہا: ہم ایمان لائے اور گواہ رہ کہ بے شک ہم فرماں بردار ہیں۔''

پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان لوگوں کو، ان کے دشمنوں پر غالب بھی کیا، جس طرح اللہ تعالیٰ کی سنت اور طریقہ عام قوموں میں جاری رہا ہے، قرآن کہتا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰي عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ۝﴾ (الصف: 14)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کے مددگار بن جاؤ، جس طرح عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا: اللہ کی طرف میرے مددگار کون ہیں؟ حواریوں نے کہا:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہم اللہ کے مددگار ہیں، چنانچہ بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ ایمان لے آیا اور ایک گروہ نے کفر کیا، پھر ہم نے ان لوگوں کی جو ایمان لائے تھے ان کے دشمنوں کے خلاف مدد کی تو وہ غالب ہو گئے۔"

معجزات:

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو ویسا ہی معجزہ عطا کیا جس طرح کا رجحان اس قوم میں پایا جاتا تھا۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے دور میں مصری علوم وفنون میں جادو کو ایک نمایاں حیثیت حاصل تھی، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو ایسا معجزہ دیا جس کے سامنے جادوگر بھی بے بس ہو گئے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں علم طب (Medical Science) اور علم طبیعات (Physics) کا بہت چرچا تھا تو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو ایسے معجزات عطا کیے جن کے سامنے ان علوم وفنون کے ماہر بھی لاجواب ہو گئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ رَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۙ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّيْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَ اُحْيِ الْمَوْتٰى وَ اُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ﴾ (آل عمران:49)

"اور (میں) بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوں کہ بے شک میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نشانی لے کر آیا ہوں، کہ بے شک میں تمہارے لیے مٹی سے پرندے کی شکل کی مانند بناتا ہوں، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتی ہے اور میں اللہ کے حکم سے پیدائشی اندھے اور برص والے کو تندرست کرتا ہوں اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں اور تمہیں بتا دیتا ہوں جو کچھ تم اپنے گھروں میں کھاتے ہو اور ذخیرہ کرتے ہو۔ بے شک اس میں تمہارے لیے ایک نشانی ہے اگر تم مومن ہو۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

داستان مصلوبیت کی حقیقت:

عیسائیوں کی روایات کے مطابق یہود کو عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت حق کے ساتھ حد درجہ بغض و عناد تھا اور ان کی اس بڑھتی ہوئی مقبولیت کو انتہائی حسد اور سخت خطرہ کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ وہ اس کام کو روکنا چاہتے تھے، لیکن خود یہ کام سرانجام نہیں دے سکتے تھے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت و مقبولیت کو روکنے کے لیے انہوں نے یہودیہ کے بادشاہ ''پیلاطس'' جو کہ قیصر روم کی نیابت کرتا تھا، اس بات پر اکسایا کہ اگر اس آدمی کی مقبولیت یونہی بڑھتی رہی تو تمہاری حکومت کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کر کے پیش کرنے کا حکم دیا۔ عیسائی روایات بتاتی ہیں کہ عیسیٰ کو گرفتار کر کے کاہنوں، فقیہوں اور سرداروں کی عدالت میں پیش کیے جانے کے بعد ہیروڈیس اور پھر پیلاطس کے سامنے پیش کیا گیا، پھر وہ وقت آیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو دو ڈاکوں کے ساتھ صلیب پر چڑھا دیا گیا۔

نیز ان روایات میں عیسیٰ علیہ السلام کی بے صبری اور چیخ و پکار کا بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ ظنون و اوہامِ فاسدہ حقیقت کے خلاف ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝﴾ (آل عمران:54)

''اور انہوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ نے بھی خفیہ تدبیر کی اور اللہ سب خفیہ تدبیر کرنے والوں سے بہتر ہے۔''

یعنی یہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کے لیے سازشوں کا جال بن رہے تھے، جبکہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کے دفاع کے لیے تدابیر فرما رہے تھے اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی پوشیدہ تدابیر کے مقابلہ میں کسی کا بس نہیں چل سکتا۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام کی مصلوبیت کے خود ساختہ واقعہ کو سچ مان لیا جائے تو اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ (معاذ اللہ) ان یہودیوں کی تدبیر اللہ کی تدبیر پر غالب آ گئی، جبکہ یہ ناممکن ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب بنی اسرائیل کے سرداروں، کاہنوں، فقیہوں، صدوقیوں اور فریسیوں نے اس مکان کا محاصرہ کیا جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کے ساتھ موجود

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تھے، تو اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی جانب اٹھا لیا اور جب یہ اندر گئے تو ان معاملہ مشتبہ ہو گیا اور ان کی حیرانگی کا عالم نہ رہا، لیکن قادر مطلق کی تدبیر کامل تھی جس میں نقص و خامی کا امکان نہیں ہوتا اور ان کی تدبیریں تارِ عنکبوت ہو کر رہ گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں اور عیسائیوں کے عقیدہ مصلوبیت مسیح رد کرنے کے لیے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام سے وعدہ کر لیا تھا کہ وہ انہیں اپنی طرف اٹھا لیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَيَّ وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴾

(آل عمران:55)

''جب اللہ نے فرمایا، اے عیسیٰ! بے شک میں تجھے قبض کرنے والا ہوں اور تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تجھے ان لوگوں سے پاک کرنے والا ہوں جنہوں نے کفر کیا، اور ان لوگوں کو جنہوں نے تیری پیروی کی قیامت کے دن تک ان لوگوں کے اوپر کرنے والا ہوں، جنہوں نے کفر کیا، پھر میری ہی طرف تمہارا لوٹ کر آنا ہے تو میں تمہارے درمیان اس چیز کے بارے میں فیصلہ کروں گا جس میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔''

ان کے عقیدہ کا رد کرتے ہوئے مزید فرمایا:

﴿ وَّ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَ مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَ مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۞ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۞ وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۞ ﴾

(النساء:157-159)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

"اور ان کے یہ کہنے کی وجہ سے کہ بلاشبہ ہم نے ہی مسیح عیسیٰ ابن مریم کو قتل کیا، جو اللہ کا رسول تھا۔ حالانکہ نہ انہوں نے اسے قتل کیا اور نہ اسے سولی پر چڑھایا اور لیکن ان کے لیے اس (مسیح) کا شبہ بنا دیا گیا، اور بے شک وہ لوگ جنہوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے یقیناً اس کے متعلق برے شک میں ہیں، انہیں اس کے متعلق گمان کی پیروی کے سوا کچھ علم نہیں اور انہوں نے اسے یقیناً قتل نہیں کیا، بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ ہمیشہ سے ہر چیز پر غالب، کمال حکمت والا ہے اور اہل کتاب میں کوئی نہیں مگر اس کی موت سے پہلے اس پر ضرور ایمان لائے گا اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا۔"

قرآنی آیات اور احادیث کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی حیثیت سے آئیں گے اور عدل وانصاف کی حکومت قائم کریں گے نیز خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب کو توڑ دیں گے۔ ❶

دعوت واصلاح

اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل عطا کی جو کہ تورات کا تکملہ تھی۔ یعنی حضرت مسیح کی تعلیمی اساس اگرچہ تورات پر ہی قائم تھی مگر یہود کی گمراہیوں، مذہبی برائیوں اور سرکشی کی وجہ سے جن اصلاحات کی ضرورت تھی، اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی معرفت انجیل کی شکل میں ان کے سامنے پیش کر دیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی بعثت سے پہلے یہود کی عملی و اعتقادی گمراہیاں اگرچہ آخری حد تک جا پہنچی تھیں، لیکن مسیح علیہ السلام نے انہیں اسی حال پر نہیں چھوڑا، بلکہ ان کی اصلاح کے لیے قدم اٹھایا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے اصلاح کے لیے ان چار جماعتوں کی طرف رخ کیا جن کا تذکرہ آپ یہود کی مذہبی حالت کے بیان میں پڑھ چکے ہیں، یعنی صدوقی، فریسی، کاہن اور احبار و رہبان کی جماعتیں۔ حقیقت میں یہی وہ چار جماعتیں تھیں جن کے عقائد و

❶ دیکھیے: صحیح بخاری، حدیث: 2222، صحیح مسلم: 155.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعمال کی اصلاح کے لیے عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت ہوئی تھی۔

چنانچہ انہوں نے ہر ایک جماعت کے فاسد عقائد و اعمال کا جائزہ لیا اور محبت و شفقت کے ساتھ ان کے عیوب و نقائص پر نکتہ چینی کی اور انہیں اصلاحِ حال کے لیے ترغیب دی نیز ان کے عقائد و افکار اور اعمال و کردار کی نجاستوں کو دور کر کے ان کا رشتہ خالق کائنات کے ساتھ قائم کرنے کی دوبارہ سعی کی، مگر ان بدبختوں نے اپنے سیاہ اعمال کی اصلاح سے یکسر انکار کر دیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ انہیں مسیح ضلالت کہہ کر ان کی دعوتِ حق و ارشاد کے دشمن بن گئے اور ان کے خلاف سازشیں کر کے ان کی جان کے درپے ہو گئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو حجت و برہان اور آیات اللہ کے ذریعے دین حق کی تعلیم دیتے رہے، عیسیٰ کی اصل تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے،

1 توحید و رسالت:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے آپ کو اللہ کا بندہ کہا اور صرف ایک اللہ کی عبادت کرنے کا حکم دیا، چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۝ ﴾

(مریم:36)

"اور بے شک اللہ ہی میرا رب اور تمہارا رب ہے، سو اس کی عبادت کرو یہ سیدھا راستہ ہے۔"

اور اپنی رسالت کے بارے میں فرمایا:

﴿ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ ﴾ (الصف:6)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"بلاشبہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اس کی تصدیق کرنے والا ہوں جو مجھ سے پہلے تورات کی صورت میں ہے اور ایک رسول کی بشارت دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا، اس کا نام احمد ہے، پھر جب وہ ان (یہودیوں) کے پاس واضح نشانیاں لے کر آیا تو انہوں نے کہا یہ کھلا جادو ہے۔"

عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت توحید و رسالت کے بارے انجیل یوحنا میں ہے:

"یسوع نے پکار کر کہا کہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے، وہ مجھ پر نہیں بلکہ میرے بھیجنے والے پر ایمان لاتا ہے۔"[1]

[1] یوحنا، باب 12، فقرہ: 22۔

2 نجات کا دارومدار اعمال پر ہے:

ہر نبی نے اللہ اور رسول پر ایمان لانے کے بعد نیک اعمال کی دعوت دی، لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اسی اصول کے تحت لوگوں کو بتایا کہ نجات اخروی کا دارومدار اعمال صالحہ پر ہے۔ انجیل لوقا میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

"جب تم میرے کہنے پر عمل نہیں کرتے تو کیوں مجھے خداوند کہتے ہو؟ ○ جو کوئی میرے پاس آتا اور میری باتیں سن کر ان پر عمل کرتا ہے میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کس کی مانند ہے ○ وہ اس آدمی کی مانند ہے جس نے گھر بناتے وقت زمین گہری کھود کر چٹان پر بنیاد ڈالی۔ جب طوفان آیا اور سیلاب اس گھر سے ٹکرایا تو اسے ہلا نہ سکا کیونکہ وہ مضبوط بنا ہوا تھا ○ لیکن جو سن کر عمل نہیں کرتا وہ اس آدمی کی مانند ہے جس نے زمین پر گھر کو بے بنیاد بنایا، جب سیلاب اس پر زور سے آیا تو وہ فی الفور گر پڑا اور وہ گھر بالکل برباد ہو گیا۔"[1]

3 تلقین توبہ:

مسیح علیہ السلام نے اپنی قوم کو توبہ و استغفار کرنے کی تلقین فرمائی اور بتایا کہ توبہ ہی وہ چیز ہے

[1] لوقا، باب 6، فقرہ: 46 تا 49۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس کی بدولت انسان اپنے گناہوں کی میل کو اتار سکتا ہے چنانچہ انجیل لوقا میں ہے:

جس طرح گڈریا گمشدہ بھیڑ کو پا کر خوش ہوتا ہے، اس طرح ننانوے راست بازوں کی نسبت جو توبہ کی حاجت نہیں رکھتے ایک توبہ کرنے والے گناہ گار کے باعث خداوند آسمان پر زیادہ خوش ہوتا ہے○ ❶

4 گناہ باعث ہلاکت:

حضرت مسیح علیہ السلام نے گناہ کو ہلاکت اور جہنم میں جانے کا باعث قرار دیتے ہوئے کہا:

فرشتے بدکاروں کو اس کی بادشاہی میں جمع کریں گے اور ان کو اس کی بھٹی میں ڈال دیں گے وہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا○ اس وقت راست باز لوگ، اپنے باپ کی بادشاہی میں آفتاب کی مانند چمکیں گے۔ ❷

5 اخلاقی تعلیمات:

تمام انبیاء کی طرح مسیح علیہ السلام نے بھی اخلاقیات پر بہت زور دیا چنانچہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا:

''مبارک ہیں وہ جو دل کے غنی ہیں جو حلیم ہیں جو راست بازی کے بھوکے اور پیاسے ہیں جو رحم دل ہیں جو پاک دل ہیں جو صلح کراتے ہیں۔'' ❸

اسی طرح غیر محرم عورت کے متعلق یہ تعلیم فرمائی کہ آپ اگلے لوگوں سے سن چکے ہیں کہ زنا ناپاک ہے، لیکن میں کہتا ہوں جو شخص پرائی عورت کو بری نظر سے دیکھتا ہے، وہ دل میں زنا کا مرتکب ہو چکا ہے اس لیے تمہاری آنکھ یا ہاتھ ایسی حرکت کریں تو اسے کاٹ کر پھینک دیں۔ ❹

والدین کا احترام اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کا حکم دیتے ہوئے مسیح علیہ السلام نے فرمایا:

''تم لوگ خدا کے حکم کو باطل کرتے ہو اپنے گھڑے ہوئے قوانین برقرار رکھتے

---

❶ لوقا، باب:15، آیت:7۔
❷ انجیل متی، 41 تا 43۔
❸ متی:1 تا 15۔
❹ متی، باب:5۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو۔ خدا نے تو تورات میں حکم دیا تھا کہ ماں باپ کی عزت کرو اور جو کوئی ماں باپ کو برا کہے، اسے جان سے مارا جائے، مگر تم کہتے ہو جو شخص اپنے ماں باپ کو یہ کہہ دے کہ میری جو خدمت تمہارے کام آسکتی تھی، انہیں میں خدا کی نظر کر چکا ہوں۔ اس کے لیے بالکل جائز نہیں کہ وہ اپنے ماں باپ کی خدمت نہ کرے۔" ❶

پڑوسی کی عزت اور اس کے حقوق کے بارے میں مسیح نے فرمایا:

"تم سن چکے ہو! کہا گیا تھا کہ پڑوسی سے محبت کرو اور دشمن سے عداوت، لیکن میں کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اسے ستانے والوں کے لیے دعا کرو، تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان میں ہے بیٹے ٹھہرو۔" ❷

طریقۂ تعلیم

انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کا طریقہ وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ انہیں سمجھا کر مبعوث فرماتا ہے۔ انداز تعلیم میں سادگی اور مضبوط دلائل ہوں تو مرجھائے ہوئے غنچے بھی گل لالہ کا منظر پیش کرتے ہیں۔ مسیح علیہ السلام نے ارسطو، افلاطون یا شنکر آچاریہ کی مانند فلسفیانہ کتابیں لکھیں اور نہ ہی اپنی تعلیم کو تصنع کا لبادہ اوڑھایا، اسی طرح آپ کی تعلیم کی بنیاد منطقی قضایا پر بھی نہیں تھی۔ بلکہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق اپنی نشست و برخاست، رفتار، انداز گفتگو، اخلاق و عادات اور طرز زندگی سے ہی بنی اسرائیل کو دعوت پیش کی جس کا اثر سماج کے تمام طبقات پر ہوا۔ یہاں تک کہ ماہی گیروں اور گناہ گار عورتوں تک کے اذہان کھول دیئے۔ یہ امر بھی بڑا دلچسپ ہے کہ آپ نے کبھی اپنی تعلیم کا ایک لفظ بھی اپنے دست مبارک سے نہ لکھا، آپ کا کلام گو زبانی تھا لیکن لازوال تھا۔ متی کی انجیل میں یہ الفاظ موجود ہیں:

"آسمان اور زمین ٹل جائیں گے لیکن میری باتیں ہرگز نہ ٹلیں گی۔" ❸

---

❶ متی، باب: 16، آیت: 3 تا 9۔
❷ متی، 43، 44۔
❸ متی: باب 24، فقرہ: 35۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسیح علیہ السلام کا طریقہ تعلیم دنیا بھر سے نرالا تھا، آپ نے تقریباً 30 چھوٹی چھوٹی کہانیوں یا تمثیلوں کے ذریعے لوگوں کو تعلیم دی۔ یہ تمثیلیں نہایت خوبصورتی سے سیدنا مسیح علیہ السلام کی تعلیم کو پتھر کی لکیر کی طرح سادہ لوگوں کے ذہن نشین کر دیتیں۔

آپ نے ان تمثیلوں کو اس خوبصورت انداز میں بیان کیا وہ اپنی نظیر آپ ہیں، ہر ملک و زمانہ کے لوگوں کو اپنی طرف کھینچتی ہیں اور ہر جاہل و عالم اور ادنی و اعلیٰ ہر طبقہ کے لوگوں کو اپیل کرتی ہیں۔

گو آپ سے پہلے یہود تمثیلوں سے واقف تھے، لیکن آپ اس دنیا میں پہلے شخص تھے جنہوں نے تمثیلوں کو اپنی تعلیم کا ذریعہ بنایا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات بائبل (اناجیل) کی روشنی میں

گزشتہ صفحات میں آپ نے جو تعلیمات پڑھی ہیں وہ بھی بائبل کی روشنی میں ہی بیان کی گئیں ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ کچھ مزید تعلیمات بائبل کی روشنی میں ملاحظہ ہوں۔

1 حاکمیت الٰہی:

حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا: پس تم اس طرح مانگو کہ اے ہمارے باپ تو جو آسمان پر ہے، تیرا نام پاک مانا جائے تیری بادشاہت تیری مرضی جیسے آسمان پر ہوتی ہے ویسے زمین پر بھی ہو۔ ❶

یعنی اس میں مسیح علیہ السلام نے اپنے نصب العین کو واضح کرتے ہوئے لوگوں کی غلط فہمی کو دور کیا اور بتایا کہ زمین پر حکومت اللہ تعالیٰ کی ہی ہے۔

2 صفات الٰہیہ:

حضرت مسیح علیہ السلام نے لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کی صفات کو ثابت کیا۔

چنانچہ بائبل میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

---

❶ انجیل متی، باب:2 فقرہ:18۔19۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"جس کی ان دیکھی صفتیں یعنی اس کی ازلی قدرت اور الوہیت دنیا کی چیزوں کے ذریعہ سے صاف نظر آتی ہیں۔" ❶

اسی طرح آپ نے یہ بھی فرمایا:

"خدا رحمدل ہے۔ خدا کی حمد ہو جو رحمتوں کا باپ ہے۔" ❷

آخرت پر ایمان:

ایمانیات میں یہ بات شامل ہے کہ اللہ، اس کے رسولوں، اس کی کتابوں اور فرشتوں کے ساتھ ساتھ یوم آخرت پر بھی ایمان رکھا جائے اور یہ چیز گزشتہ تمام امتوں کو دی گئی تھی۔ قرآن کریم نے آخرت کے دن کو "یوم الدین" کہا ہے جبکہ بائبل نے اسے "انصاف کا دن" کہا ہے۔ چنانچہ بائبل میں ہے:

"لیکن خداوند ابد تک تخت نشین ہے، اس نے انصاف کے لیے اپنا تخت تیار کیا اور وہی صداقت سے جہان کی عدالت کرے گا اور راستی سے قوموں کا انصاف کرے گا۔" ❸

اسی طرح ایک جگہ آتا ہے:

"اب سب کچھ سنایا گیا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ خدا سے ڈرو اور اس کے حکموں کو مانو کہ انسان کا فرض کلی یہی ہے۔ کیونکہ خدا ہر ایک فعل کو ہر ایک پوشیدہ چیز کے ساتھ خواہ اچھی ہو یا بری عدالت میں حاضر کرے گا۔" ❹

اسی طرح فرمایا:

"پس ہم میں سے ہر ایک خدا کو حساب دے گا۔" ❺

ابتلاء و آزمائش ضرور ہوگی:

بائبل کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں یہ بات ملتی ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کو باور

---

❶ رومیوں 1:20۔ ❷ کرنتھیوں 1:3۔ ❸ زبور 9، آیت: 8، 7۔

❹ متی، باب: 2، فقرہ: 13، 14۔ ❺ رومیوں: 14، فقرہ: 10۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرایا کہ راہ حق میں آزمائش ضرور ہوتی ہے چنانچہ انجیل متی میں ہے:

''جو کوئی میرے پیچھے آنا چاہیے وہ اپنی خودی سے انکار کر دے اور اپنی صلیب اٹھائے اور میرے پیچھے ہو لے۔'' ❶

انجیل لوقا میں ہے:

''اگر کوئی میرے پاس آئے اور اپنے باپ، ماں، بیوی، بچوں، بھائیوں اور بہنوں بلکہ اپنی جان سے بھی دشمنی نہ کرے تو میرا شاگرد نہیں ہو سکتا○ جو کوئی صلیب نہ اٹھائے اور میرے پیچھے نہ آئے وہ میرا شاگرد نہیں ہو سکتا○ کیونکہ تم میں سے ایسا کون ہے کہ جب وہ مکان بنانا چاہے تو پہلے بیٹھ کر لاگت کا حساب نہ کر لے کہ آیا میرے پاس اس کے تیار کرنے کا سامان ہے یا نہیں؟○ ایسا نہ ہو کہ جب نیو (بنیاد) ڈال کر تیار نہ کر سکے تو دیکھنے والے یہ کہہ کر ہنسنا شروع کر دیں کہ○ اس شخص نے عمارت شروع تو کی مگر تیار نہ کر سکا○ ❷

4 حکومت ایک خدمت:

حضرت مسیح علیہ السلام نے کئی مرتبہ اپنے حواریوں کو یہ تعلیم فرمائی کہ حکومت ایک خدمت ہے؛ اس لیے اگر تمہیں حکومت مل جائے تو تم فرعون اور نمرود کی طرح ظالم و سرکش نہ بن جانا، بلکہ اس حکومت کو خدمت سمجھنا۔ چنانچہ انجیل لوقا میں ہے:

''غیر قوموں کے بادشاہ ان پر حکومت چلاتے ہیں مگر تم ایسے نہ ہونا○ بلکہ جو تم میں بڑا ہے وہ چھوٹے کی مانند اور جو سردار ہے وہ خدمت کرنے والے کی مانند ہے○'' ❸

5 برداشت:

انجیل متی میں ہے:

❶ متی، باب 16، فقرہ: 24۔

❷ لوقا 14، آیت: 26 تا 31۔

❸ لوقا 22، فقرہ: 25 تا 26۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"شریر کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے ○ اگر کوئی تجھ پر نالش (جھگڑا) کر کے تیرا کرتا لینا چاہیے تو چوغہ (جبہ) بھی اسے لینے دے ○ اور جو کوئی تجھ کو ایک کوس (ایک میل) بیگار (بیابان) میں لے جائے تو اس کے ساتھ دو کوس چل۔" ❶

6 محتاجوں کی مدد:

انجیل متی میں ہے:

"ایک دولت مند شخص حضرت مسیح علیہ السلام کے پاس آیا اور پوچھا اے نیک استاد میں کون سا نیک کام کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں؟ حضرت مسیح علیہ السلام نے جواب دیا اگر تو کامل ہونا چاہے تو جا کے سب کچھ جو تیرا ہے بیچ ڈال اور محتاجوں کو دے تجھے آسمان پر خزانہ ملے گا۔"

7 عورتوں کے بارے احکام:

بائبل میں عورتوں کے بارے عیسیٰ کے بہت سے احکامات ملتے ہیں جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عیسائیت میں بھی عورتوں کو شرم وحیا کے ساتھ رہنے اور بے پردگی سے بچنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ چنانچہ پیدائش میں ہے:

"عورتیں کلیسا کے مجمع میں خاموش رہیں، کیونکہ انہیں بولنے کا حکم نہیں، بلکہ تابع رہیں جیسا کہ تورات میں بھی لکھا ہے۔" ❷

اسی طرح بائبل میں یہ بھی ہے کہ:

"عورتوں کو شرم وحیا کے ساتھ رہنے دیں۔"

عبادات اور رسوم وتہوار

عیسائیوں کی بہت سی عبادات ورسوم تھیں اور ان کی جتنی بھی عبادات ہیں، ان عبادات

❶ انجیل متی، باب 15، آیت: 39 تا 41۔ ❷ پیدائش، باب 3، فقرہ 16۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے عیسائیوں کے ہاں درج ذیل چار اصول پائے جاتے ہیں۔

① عبادات درحقیقت اس قربانی کا شکرانہ ہے، جو کلمۃ اللہ یعنی حضرت مسیح علیہ السلام نے بندوں کی طرف سے دی تھی۔

② صحیح عبادت روح القدس کے عمل سے ہی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ پولس رومیوں کے نام اپنے خط میں لکھتا ہے: جس طور سے ہمیں عبادت کرنی چاہیے ہم نہیں جانتے مگر روح القدس خود ایسی آہیں بھر بھر کر ہماری شفاعت کرتا ہے، جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔

③ عبادت درحقیقت ایسا اجتماعی فعل ہے جو صرف کلیسا ہی سرانجام دے سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص انفرادی طور پر کوئی عبادت کرنا چاہے تو وہ اسی صورت میں ممکن ہے جب وہ کلیسا کا رکن ہے۔

④ عبادت کلیسا کا بنیادی کام ہے اور اسی کے ذریعہ وہ مسیح علیہ السلام کے بدن کی حیثیت سے دنیا کے سامنے پیش ہوتا ہے۔

عیسائیت کی عبادات اور رسوم چھ ہیں۔

- حمد خوانی
- بپتسمہ
- عشاء ربانی
- ایسٹر
- کرسمس
- تیوہار

حمد خوانی:

یہ عیسائیوں کا ایک طریقہ عبادت ہے جس میں لوگ ہر صبح و شام کلیسا میں جمع ہوتے ہیں اور ان میں سے کوئی ایک شخص بائبل کا ایک حصہ پڑھتا ہے۔ یہ عام طور پر زبور کا ٹکڑا ہوتا ہے۔ زبور خوانی کے دوران تمام حاضرین کھڑے رہتے ہیں، زبور کے ہر نغمے کے اختتام پر گھٹنے جھکا کر دعا کی جاتی ہے اور اس دعا کے موقع پر گناہوں کے اعتراف کے طور پر آنسو بہانا بھی ایک پسندیدہ فعل ہے۔ یہ طریقہ تیسری صدی عیسوی سے مسلسل چلتا آ رہا ہے۔

بپتسمہ:

یہ ایک مخصوص غسل کا نام ہے جو مذہب عیسائیت میں داخل ہونے والے شخص کو دیا جاتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، اس کے بغیر کسی بھی عیسائی کو عیسائی نہیں کہا جاتا۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ بپتسمہ لینے سے انسان یسوع مسیح کے واسطے سے ایک بار مر کر دوبارہ زندہ ہوتا ہے۔ موت کے ذریعے اسے اصل گناہوں کی سزا ملتی ہے اور نئی زندگی سے اسے آزاد قوت ارادی حاصل ہوتی ہے۔

بپتسمہ کا طریقہ کار یہ ہے بپتسمہ کے امیدار کو کلیسا کے مخصوص کمرہ میں لا کر مخصوص لوگ اس پر متعین کر دیئے جاتے ہیں، امیدوار کو مغرب کی طرف رخ کر کے لٹا دیا جاتا ہے اور وہ ہاتھ پھیلا کر کہتا ہے:

''اے شیطان مردود میں تجھ سے اور تیرے ہر عمل سے دست بردار ہوتا ہوں'' اس کے بعد وہ مشرق کی طرف رخ کر کے اپنی زبان سے عیسائی عقائد کا اعلان کرتا ہے، پھر دوسرے کمرے میں لے جایا جاتا ہے، جہاں اس کا لباس اتار کر ایک دم کیے ہوئے تیل سے اس کے جسم کی مالش کی جاتی ہے۔ بعدازاں اسے سفید کپڑے پہنائے جاتے ہیں جو اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ بپتسمہ کے ذریعے یہ شخص تمام گناہوں سے پاک صاف ہو چکا ہے۔ اس کے بعد بپتسمہ پانے والوں کا جلوس ایک ساتھ کلیسا میں داخل ہوتا ہے اور پہلی بار ''عشاء ربانی'' کی رسم میں شریک ہوتا ہے۔ ❶

عشاء ربانی:

بپتسمہ لے کر مذہب عیسائیت قبول کر لینے کے بعد مسیح کی قربانی کے یادگار میں یہ رسم منائی جاتی ہے۔ عیسائیوں کے عقائد کے مطابق مسیح نے گرفتاری سے ایک دن پہلے حواریوں کے ساتھ رات کا کھانا کھایا تھا، جس کا تذکرہ انجیل متی میں ان الفاظ سے کیا گیا ہے:

''جب وہ کھا رہے تھے تو یسوع مسیح نے روٹی لی اور برکت دے کر توڑی اور شاگردوں کو دے کر کہا: تم کھاؤ یہ میرا بدن ہے ○ پھر پیالہ لے کر شکر کیا اور ان کو دے کر کہا تم سب اس میں سے پیو ○ کیونکہ یہ میرا وہ عہد کا خون ہے جو کئی لوگوں کے لیے گناہوں کی معافی کے واسطے بہایا جاتا ہے ○'' ❷

---

❶ مطالعہ مذاہب عالم، صفحہ: 425، 426۔ ❷ انجیل متی، باب: 26، فقرہ: 26 تا 29۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انجیل لوقا میں یہ اضافہ ہے:

''میری یادگاری کے لیے یہی کیا کرو۔''❶

عشاء ربانی کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ہر اتوار کلیسا میں ایک اجتماع ہوتا ہے، جس کے آغاز میں کچھ دعائیں اور نغمے پڑھے جاتے ہیں۔ اس کے بعد حاضرین ایک دوسرے کو بوسہ دے کر دعائیں دیتے ہیں، پھر روٹی اور شراب لائی جاتی ہے اور صدر مجلس اسے لے کر باپ بیٹے اور روح القدس سے برکت کی دعا کرتا ہے، جس پر تمام حاضرین مجلس آمین کہتے ہیں، پھر خادم شراب اور روٹی تقسیم کرتے ہیں۔ اس عمل کے بعد روٹی مسیح کا بدن اور شراب مسیح کا خون تصور کی جاتی ہے۔ اس طرح تمام حاضرین مجلس اسے کھا پی کر اپنے عقیدہ کفارہ کو تازہ کرتے ہیں۔ عشاء ربانی کو شکرانہ، مقدس عذا اور مقدس اتحاد بھی کہا جاتا ہے۔

کرسمس:

کرسمس 25 دسمبر کو منایا جاتا ہے۔ جس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اس دن مسیح علیہ السلام کی ولادت ہوئی حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ اناجیل کے مطابق مسیح موسم گرما میں پیدا ہوئے تھے جبکہ 25 دسمبر موسم سرما میں آتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ رومی مشرکوں کے ہاں ایک دیوتا کی یادگار تھا اور رومیوں کو خوش کرنے کے لیے عیسائیوں نے اس دن کو ولادت مسیح کے طور پر منانا شروع کر دیا اور آج تک عیسائی اس دن کو مناتے چلے آ رہے ہیں۔

ایسٹر:

یہ دن 21 مارچ کو منایا جاتا ہے۔ عیسائی اس دن کے منانے کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام مرنے کے بعد تیسرے دن 21 مارچ کو دوبارہ زندہ ہو گئے تھے۔ حالانکہ یہ عقیدہ سوائے خیالات و تصورات کے کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ دن ایرانیوں کا عید نو روز تھا، جبکہ ہندوؤں کی بسنت اور آئیر لینڈ کے باشندوں کے ہاں موسم بہار کی ''دیوی ایسٹر'' کی پرستش کا دن تھا، نیز مصر کے لوگ بھی اس کی پوجا کرتے رہے۔ یہ وہی دیوی تھے جسے ایتھنز یا استاریہ

❶ انجیل لوقا باب: 22، فقرہ: 19۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بھی کہا جاتا ہے۔ یہ دیوی بعل دیوتا کی بیوی ''عسارات'' ہے، جس کی یہودیوں نے بھی پوجا کی اور انبیاء نے اس کام پر انہیں طعن بھی کیا تھا۔ بہرحال عیسائیوں کے اس دن کو منانے کی وجہ یہی ہے جو ہم نے بیان کر دی ہے۔

تیوہار:

اس سے مراد اتوار کا دن ہے، عیسائی لوگ اتوار مقدس جانتے ہوئے اس دن گرجا گروں میں اکٹھے ہوتے۔ یہ امر دلچسپی سے خالی نہیں کہ اتوار کا دن بھی مشرکوں کو خوش کرنے کے لیے مقرر کیا گیا، تاکہ یہ لوگ عیسائیوں کو بیگانی چیز جان کر ان سے دور نہ بھاگیں۔ یہ دن یونانی مشرکوں کے ہاں سورج دیوتا کے لیے مقرر تھا، جیسا کہ اس کے نام Sunday ''سورج کا دن'' سے ظاہر ہے، ہندی میں سورج کو ''ادتیا'' کہا جاتا ہے۔ اس نسبت سے انہوں نے اس دن کو ''ادتیاوار'' یعنی سورج کا دن کہنا شروع کر دیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اتوار کا دن کہنا شروع کر دیا۔

عیسائیت کا دور ابتلاء

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد تقریباً 3 صدیاں عیسائیت اور اہل صلیب کے لیے کٹھن ترین دور تھا۔ ان صدیوں میں یہ قوم اس قدر مغلوب و مقہور تھی کہ عیسائی مؤرخین بھی ان صدیوں کو دور ابتلاء کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ مذہبی اور سیاسی لحاظ سے رومی یہودی مسلط تھے، اہل روم ان پر غالب ہونے کی وجہ سے انہیں طرح طرح سے ستاتے تھے۔ اس وقت گو کہ عیسائیوں نے یہودیوں کو خوش کرنے کے لیے ان کے تہواروں کے دن اپنی مذہبی رسومات بھی ادا کرنا شروع کر دی تھیں، لیکن اس کے باوجود یہودیوں کے دلوں میں اپنی جگہ نہ بنا سکے۔ اس دور ابتلاء میں مذہب عیسائیت کا نظام اور عقائد و عبادات مرتب نہیں ہوئے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اس دور میں عیسائیوں کے بہت سے فرقے دنیا کے نقشے پر نمودار ہوئے اور اپنی اپنی جگہ پر ان کے علماء اس دور میں عیسائیت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر کام کرتے رہے۔ جن میں کلیمنٹ، اگناشش، پے پیاس، یولیکارپ اور آئیرینوس، نیز مذہبی لحاظ سے کافی معروف تھے۔ بہرحال عیسائیت کا دور ابتلاء 307 تک بیان کیا جاتا ہے

عروج وزوال

قسطنطین اعظم کا دور:

306ء عیسائیت کی تاریخ میں بڑا خوشگوار سال ہے، کیونکہ اس سال قسطنطین اول کا بادشاہ مقرر کیا گیا اور اس نے مذہب عیسائیت کو قبول کر کے اسے ہمیشہ کے لیے مستحکم دیا۔ ایک عام مقولہ ہے: "اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ" چنانچہ یہی ہوا کہ اس نے قسطنطنیہ، سوریا، یروشلم اور روم میں بڑے بڑے کلیسا تعمیر کیے، مذہب عیسائیت کی تحقیق کے لیے علماء کو ذمہ داریاں دی گئیں اور عیسائی علماء کی بڑی بڑی کونسلیں مقرر ہوئیں جن میں عیسائی نظام کو باضابطہ مدون کیا گیا۔

اس سلسلہ میں 325ء میں نیقیہ کے مقام پر منعقد ہونے والی کونسل بڑی اہمیت کی حامل ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کونسل میں پہلی بار عقیدہ تثلیث کو مذہب کا بنیادی رکن تسلیم کیا گیا اور اس کے منکرین کو مذہب سے خارج کر دیا گیا۔ 313ء سے 539ء کے اس عرصہ میں روم کی سلطنت میں عیسائی مذہب کو ہی عروج حاصل رہا۔

دور زوال:

590ء میں گریگوری اول پوپ بنا اس وقت سے لے کر 800ء تک کا زمانہ عیسائی مؤرخین کے نزدیک تاریک زمانہ کہلاتا ہے۔

گریگوری کے پوپ بننے کے بعد عیسائیت کی تاریخ میں سیاسی اور علمی زوال شروع ہوا اور اس کے بعد عیسائیت مزید انحطاط کی طرف بڑھتی رہی۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ دنیا میں ایک لازوال انقلاب کی تحریک کھڑی ہوئی، جس کے بانی پیغمبر انقلاب محمد کریم ﷺ تھے۔ اس تحریک کا آغاز ہی دیگر مذاہب کا زوال تھا۔ اس دور میں اسلام عروج پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جارہا تھا اور عیسائیوں میں افتراق وانتشار کی وبائیں پھوٹنے لگیں اور پھر ایک وقت وہ بھی آیا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں عیسائیوں سے فلسطین اور بیت المقدس بھی چھین لیا گیا اور عیسائیوں کی حاکمیت وسلطنت لشکر اسلام کے سامنے پاش پاش ہوگئی۔

قرون وسطیٰ:

800ء سے 1521ء تک کا زمانہ قرون وسطیٰ کا زمانہ کہلاتا ہے۔ اس زمانے کی بنیادی خصوصیت وہ خانہ جنگی ہے جو پوپ اور بادشاہ وقت کے درمیان عرصہ تک جاری رہی۔ مؤرخین نے اس زمانے کو تین حصوں پر تقسیم کیا ہے۔

① شالمین سے گریگوری ہفتم تک کا زمانہ (800ء تا 1073ء) جس میں پاپائیت فروغ پا رہی تھی۔

② گریگوری ہفتم سے بونیفیس تک کا زمانہ (1073ء تا 1294ء) جس میں پوپ کو مغربی یورپ میں مکمل اقتدار حاصل رہا۔

③ بونیفیس ہشتم سے لے کر عہد اصلاح تک کا زمانہ (1294ء تا 1517ء) جس میں پاپائیت کو زوال ہوا اور اصلاح کی تحریکیں اٹھنی شروع ہوئیں۔ قرون وسطیٰ میں اہم ترین واقعات یہ پیش آئے کہ مشرقی کلیسا رومن کیتھولک چرچ سے جدا ہوا، صلیبی جنگوں کا آغاز ہوا پاپائیت کا خاتمہ ہوا، فلسطین پر عیسائیوں کا قبضہ ہوا اور پھر صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں فلسطین کی فتح ہوئی۔

عہد اصلاح:

1483ء میں فرقہ پروٹسنٹ کا بانی مارٹن لوتھر پیدا ہوا، جس نے پوپ کے غیر معمولی اختیارات کے خلاف بغاوت کی اور بپتسمہ اور عشاء ربانی کے سوا ان تمام رسوم کو من گھڑت قرار دیا جو رومی کلیسا نے ایجاد کر رکھی تھیں۔

تحریکوں کی تثلیث:

عیسائیت کے عروج وزوال میں تین تحریکوں کو بڑا عمل دخل حاصل ہے اور وہ درج ذیل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تین تحریکیں ہیں۔

❖ تحریک عقلیت ❖ تحریک تجدد ❖ تحریک احیاء

1 تحریک عقلیت:

اس تحریک سے سائنسی ترقی کا دور شروع ہوتا ہے، یہ یورپ کی نشاۃ ثانیہ کا دور تھا۔ اس کا سب سے بڑا لیڈر ولیم شلنگ ورتھ تھا، جس نے سب سے پہلے عقلیت کا نعرہ لگایا۔ سترہویں صدی عیسوی کے آغاز میں یہ تحریک اٹھی، اس نے غاروں میں پڑی ہوئی قوم کو بیدار کیا اور اس تحریک نے پادریوں اور پاپاؤں کی علم دشمنی اور بدعنوانیوں کو ظاہر کیا۔ پہلی بار اہل کلیسا کے ساتھ جنگ کی جرات کی، مارٹن لوتھر، لارڈ ہربرٹ، اور تھامس ہوبس اس تحریک کے امام سمجھے جاتے ہیں۔

2 تحریک تجدد:

اس تحریک کا سرخیل مشہور فلسفی روسو کو سمجھا جاتا ہے، جس نے مذہب عیسائیت کو زمانہ کے نئے انکشافات اور سائنسی تحقیقات کے مطابق ڈھالنے کی کوششیں کی۔ اس کے مطابق بائبل کے بعض غیر اہم حصوں کو ناقابل اعتبار بھی کہا جا سکتا ہے۔ ہارنیک اور رینان اس تحریک کے مشہور اور قابل ذکر نمائندے تھے۔

3 تحریک احیاء:

تحریک احیاء اور تحریک تجدد دراصل تحریک عقلیت کے ردعمل میں ابھریں۔ تجدد کی تحریک عقلیت کو ماننے، جبکہ احیاء کی تحریک اسے نہ ماننے کی وجہ سے شروع ہوئی۔ اس تحریک نے رومن کیتھولک مذہب کو نئے سرے سے زندہ کرنے کی تحریک شروع کی۔ اس لیے یہ تحریک ''کیتھولک ریوائیول موومنٹ'' کہلاتی ہے۔

اس تحریک کے علمبرداروں نے جنگ شروع کی اور کہا کہ عیسائیت وہی ہے جو ہمارے اسلاف اور پادری بیان کرتے ہیں۔ اس تحریک کا آغاز انیسویں صدی عیسوی میں ہوا، یہ وہ دور تھا جب مغرب کے لوگ مادیت کا پورا پورا تجربہ کرنے کے بعد اس کے دامن سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سینکڑوں زخم کھانے کے بعد واپس لوٹ رہے تھے۔ تحریک احیاء نے ان لوگوں کو ایک مرتبہ پھر عیسائیت کے ان قدیم نظریات کی گود میں جا پھینکا، جن نظریات نے دنیائے عیسائیت کو 13 ویں اور 14 ویں صدی میں تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا تھا۔ اس تحریک کے علمبرداروں میں الیگزینڈر ناکس، جون ہنری، ہیوئیل فراوڈ اور رچرڈ ولیم چرچ قابل ذکر ہیں۔

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ آج تک تحریکوں کی یہ تثلیث باہم برسر پیکار ہے اور تینوں کے نمائندے بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ ❶

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد عیسائیت کی تاریخ

گزشتہ صفحات میں آپ نے عیسائیت کے عروج و زوال کی داستان کا مطالعہ کیا ہے دراصل وہی عیسائیت کی تاریخ بعد از مسیح علیہ السلام ہے۔ اس عنوان کے تحت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اہل عیسائیت پر ہونے والے مذہبی مظالم کا اجمالی تذکرہ کیا جاتا ہے۔

پروفیسر نعیم صدیقی نے اپنی کتاب مطالعہ مذاہب عالم صفحہ 432 تا 436 پر عیسائیوں پر مختلف ادوار میں ہونے والے مظالم کو تفصیلاً بیان کیا ہے۔ جن کا خلاصہ ذیل کی سطور میں پیش کیا جاتا ہے۔

یہود اور رومیوں کے مظالم:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب اپنی تعلیمات کا آغاز کیا تو بنی اسرائیل ہی نے مسیح علیہ السلام کے خلاف سازشوں کا جال بننا شروع کر دیا۔ یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کا انکار ہی نہیں کیا، بلکہ رومیوں کو اپنے ساتھ ملا کر عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کی کوششیں شروع کر دیں بلکہ اپنے زعم میں تو انہوں نے مسیح کو شہید کر دیا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ہی آسمان پر اٹھا لیا۔

---

❶ ملخص از مطالعہ مذاہب عالم، صفحہ: 427 تا 431۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عیسیٰ علیہ السلام کے بعد عیسائیت پر آنے والے مظالم کے ادوار:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ اٹھائے جانے کے بعد عیسائیت اور اس کے پیروکاروں کو مذہبی اور دینی مظالم کو چار ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

- عہد نیرو
- عہد تراجان
- عہد ڈیسی لیس
- عہد دقلد یانوس

یہ چاروں ادوار ظلم وستم اور وحشت وسربریت کے لیے بہت ممتاز کہے جا سکتے ہیں، جن میں مسیحیت اپنی ابتداء ہی میں دینی نظام کا نشانہ بنی۔ سطور ذیل میں ان مظالم کو مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔

عہد نیرو:

نیرو نے مسیحیوں پر یہ الزام عائد کیا کہ انہوں نے روم کو جلایا ہے۔ اسی بنیاد پر اس نے مسیحیوں پر جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیا، جانوروں کی کھال اتار کر اس میں مسیحی کو بند کیا جاتا اور کتوں کے آگے پھینک دیا جاتا، گرم تارکول کی چادریں پہنا کر مشعل کی طرح راستوں پر کھڑا کیا اور پھر آگ لگا کر روشنی کا انتظام کیا۔ اسی وحشت ناک ماحول اور گھٹی ہوئی فضا میں انجیل مرقس اور انجیل لوقا مرتب کی گئی۔

عہد تراجان:

نیرو کے بعد کچھ عرصہ تک عیسائیوں کو اطمینان نصیب ہوا لیکن دوسری صدی عیسوی کے آغاز میں ان پر ایک نیا امتحان شروع ہوا۔ یہ عہد تھا بادشاہ ''تراجان'' کا، اس دور میں عیسائیوں کو ان کے گھروں کے اندر عبادت کرنے پر بھی سزا دی گئی اور زبردستی انہیں بت پرستی پر مجبور کیا جاتا اور انکار کرنے پر قتل اور پھانسی جیسی سزاؤں کا سامنا کرنا پڑتا۔ حالات یہاں تک پہنچ گئے تھے کہ مسیحی مسیحیت سے انکار کرتے، رومیوں کے بتوں کا نام لیتے اور ان کے دیوتاؤں پر شراب کے چڑھاوے چڑھاتے حتی کہ مسیح کو گالیاں بھی دیتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عہد ڈیسی لیس:

تیسری صدی عیسوی کے وسط میں ڈیسی لیس نے عیسائیوں پر اس قدر ظلم وستم کیا کہ لوگ یہ کہا کرتے تھے کہ پہلا بادشاہ رحم دل تھا۔ اس دور میں عیسائیوں کو حکومت سے برطرف کر دیا گیا، بعض عیسائیوں کو بچھڑے پر سوار کر کے مندر بلایا جاتا اور وہاں کے بت پر چڑھاوے کا مطالبہ کیا جاتا، انکار کرنے پر اسے ذبح کر کے بطور چڑھاوا پیش کیا جاتا، اس دور میں بھی بہت سے لوگوں نے مسیحیت کو چھوڑ دیا اور مذہب روما اختیار کیا۔

عہد دقلد یانوس:

یہ وہ دور تھا جب مصر کے لوگ رومیوں سے نجات کے لیے تحریک کھڑی کر رہے تھے، تو مصر کے رومی حاکم ''دقلد یانوس'' نے اس تحریک حریت کو کچلنے کے لیے ہزاروں لاشیں گرائیں۔ اس دور میں رومی مظالم کا شکار ہونے والے مسیحیوں کے بارے مؤرخین کا اندازہ ہے کہ ان کی تعداد ایک لاکھ چالیس ہزار سے کم نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قبطی مصری اپنے کیلنڈر کی ابتدا انہی حوادث سے کرتے ہیں، تاکہ انہیں اپنی عوام سے پر رومی مظالم یاد رہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد عیسائیت کی اس تاریخ کو اگر سامنے رکھا جائے تو ایک طالب علم کے یہ سوال ابھرتے ہیں:

- کیا مسیحیت کے تسلسل کوئی ثبوت ملتا ہے؟
- کیا مسیحیت ایک الٰہی نظام کی حیثیت سے عیسیٰ علیہ السلام کے بعد وجود میں آسکی؟
- کیا ان اناجیل میں جو مسلسل دینی مظالم کے پر آشوب دور میں لکھی گئیں، آسمانی کتاب کے اوصاف برقرار رہ سکتے تھے؟
- کیا دینی مظالم کے ان خوفناک سایوں میں اناجیل کے مرتبین اس میں عملی غیر جانبداری اور معروضی انداز کو برقرار رکھ سکتے تھے؟ جس کا مطالبہ آج کے مسیح دانشور کرتے ہیں۔

یہ وہ سوالات ہیں جن کے جواب آج تک مسیحیوں کی طرف سے نہیں دیئے جا سکے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مآخذ عیسائیت

موجودہ بائبل کا دوسرا حصہ ''عہد نامہ جدید'' عیسائیت کا مذہبی لٹریچر اور بنیادی ماخذ ہے جس میں اہم ترین چیز اناجیل اربعہ ہے۔ عہد نامہ جدید میں چار انجیلوں کے علاوہ 22 خطوط بھی شامل ہیں۔

اناجیل اربعہ اور ان کی تاریخ و تدوین

اناجیل اربعہ میں درج ذیل چار اناجیل ہیں:

- انجیل متّی
- انجیل مرقس
- انجیل لوقا
- انجیل یوحنا

حضرت مسیح علیہ السلام پر جو انجیل نازل ہوئی تھی کیا موجودہ چاروں انجیلیں وہی ہیں یا یہ اناجیل حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد کی تصانیف ہیں؟ اس کے متعلق تمام اہل علم بشمول عیسائی علماء اس بات پر متفق ہیں کہ ان میں سے کوئی ایک انجیل بھی حضرت مسیح علیہ السلام کی انجیل نہیں ہے۔ اب ہم ان چاروں اناجیل کے مختصر تعارف اور ان کے دور تدوین پر بحث کرتے ہیں۔

1. انجیل متی:

اناجیل اربعہ میں سب سے قدیم متّی کی انجیل تسلیم کی جاتی ہے۔ اس کے باوجود اس کے متعلق نصاریٰ میں علمائے متقدمین تو بالاتفاق اور موجودہ علماء میں سے اکثر اس بات کے قائل ہیں کہ موجودہ انجیل متّی اصل نہیں، بلکہ اس کا ترجمہ ہے۔ اس لیے کہ اصل کتاب عبرانی میں تھی جواب ناپید ہے اور ضائع ہوگئی ہے۔ لیکن یہ اصل کا ترجمہ ہے یا اس میں بھی تحریف ہوئی ہے؟ اس کے متعلق کوئی تاریخی سند موجود نہیں ہے، حتی کہ مترجم کا نام تک معلوم نہیں اور نہ ہی یہ پتہ ہے کہ یہ ترجمہ کس زمانہ میں ہوا۔ مشہور عیسائی عالم ''جرجیس زوبن الفتوحی لبنانی'' نے اپنی کتاب میں تصریح کی ہے کہ متی نے اپنی انجیل بیت المقدس میں بیٹھ کر عبرانی میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تصنیف کی تھی۔ متی کی انجیل یونانی کتاب ک ترجمہ ہے اصل نہیں اور جب بانیتوس نے یہ ارادہ کیا تھا کہ وہ ہندوستان جا کر عیسائیت کی تبلیغ کرے تو اس نے متی کی انجیل کو اسکندریہ کے کتب خانہ میں جا کر دیکھا تھا، پھر وہ نسخہ مفقود ہو گیا تھا۔ اور اس بارے کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ کس شخص نے، کس زمانے میں اور کس زبان میں موجودہ ترجمہ کو روشناس کرایا۔

2 انجیل مرقس:

دوسری انجیل مرقس کی ہے۔ اس کے متعلق مشہور عیسائی عالم ''پطرس گواماگ'' اپنی کتاب ''مروج الاخبار فی ترجم الابرار'' میں مرقس کی سوانح حیات پر لکھتے ہوئے کہتا ہے:

یہ نسلاً یہودی اور عیسیٰ علیہ السلام کے حواری پطرس کا شاگرد تھا۔ رومیوں نے جب عیسائیت اختیار کی تو ان کے مطالبہ پر یہ انجیل تصنیف کی گئی، یہ الوہیت مسیح علیہ السلام کا منکر تھا اور اس نے اپنی انجیل میں اس حصہ کو بھی نہیں لیا جس میں حضرت مسیح علیہ السلام پطرس کی مدح کرتے ہیں۔ یہ اسکندریہ کے قید خانہ میں قتل ہوا، بت پرستوں نے اسے قتل کر دیا تھا۔ عیسائی دنیا میں اس بارے اختلاف ہے کہ مرقس کی انجیل کب تصنیف ہوئی؟ چنانچہ ''الفارق'' کے مصنف کتاب ''مرشد الطالبین'' صفحہ 170 کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ علمائے نصاریٰ کا یہ خیال ہے کہ یہ انجیل 61ء میں پطرس کی نگرانی میں تصنیف ہوئی۔

3 انجیل لوقا:

تیسری انجیل سینٹ لوقا کی انجیل ہے۔ جس قدر اختلاف متی کی انجیل سے متعلق ہے اس سے بھی زیادہ انجیل لوقا کی صحت وعدم صحت کے بارے میں ہے۔

مسٹر گڈل اپنے رسالہ الہام میں دعویٰ کرتا ہے کہ لوقا کی انجیل الہامی نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ لوقا نے خود اپنی انجیل کی ابتداء میں یہ لکھا ہے کہ یہ انجیل اس نے ''ثاوفیلس'' کے ساتھ خط و کتاب کی بناء پر لکھی ہے۔ وہ اس کو مخاطب کر کے لکھتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کی یہ باتیں جن لوگوں نے آنکھوں سے دیکھی تھیں انہوں نے جس طرح ہم تک یہ پہنچائیں ہیں، ان سے بہت سے لوگ نقل کر رہے ہیں اس لیے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ میں خود ان باتوں کو صحیح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طریقہ پر جمع کر دوں، تا کہ تمہیں صحیح حقیقت معلوم ہو جائے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ لوقا نے حضرت مسیح علیہ السلام کا زمانہ نہیں پایا۔ حقیقت یہ ہے کہ ''لوقا'' انطاکیہ میں طبابت کرتا تھا، اس نے مسیح علیہ السلام کو نہیں دیکھا بلکہ مسیحیت سینٹ پال پولوس سے سیکھی تھی، جو کہ متعصب یہودی اور عیسائیت کا بدترین دشمن تھا اور مسیحیت کی ترقی کو دیکھ کر عیسائیت کو قبول کر لیا تھا۔ یہی وہ شخص تھا جس نے مسیحیت میں الوہیت مسیح، تثلیث، ابنیت اور کفارہ جیسی بدعات رائج کی تھیں۔ شراب، مردار اور خنزیر جیسی حرام چیزوں کو حلال بنانے والا بھی ''پولوس'' تھا اور آج کی مسیحیت سینٹ پال پولوس کی پروان چڑھائی ہوئی مسیحیت ہے، اس کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ لوقا کی انجیل الہامی انجیل ہے۔

جیروم کہتا ہے کہ بعض قدیم علمائے نصاریٰ اس کے قائل ہیں کہ لوقا کی انجیل کے ابتدائی دو باب الہامی نہیں الحاقی ہیں، کیونکہ یہ ابواب اس نسخہ میں موجود نہیں ہیں جو آرسی فرقہ کے ہاتھوں میں ہیں۔

اسی طرح مشہور نصرانی ''عالم اکہارن'' لکھتا ہے کہ: ''لوقا کی انجیل کا باب 22 آیات 43 تا 47 الحاقی ہیں۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ معجزات سے متعلق جو بیان ہے اس میں کذب بیانی اور شاعرانہ مبالغہ سے کام لیا گیا ہے۔ جو غالباً کاتب کی جانب سے اضافہ ہے، لیکن اب اس صدق کا کذب سے امتیاز حد درجہ مشکل ہے۔''

یہ بات واضح رہے کہ لوقا کی انجیل میں 25 سے زیادہ مواقع پر متی کی انجیل سے اضافہ ہے اور مرقس کی انجیل سے تو اس سے بھی کہیں زیادہ ہے۔

پس ان تمام دلائل سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ لوقا کی انجیل ہرگز الہامی نہیں ہے اور نہ ہی کسی حواری کی تصنیف ہے۔

4 انجیل یوحنا:

چوتھی انجیل یوحنا کی ہے، اس کے متعلق نصاریٰ کا عام عقیدہ یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے محبوب شاگرد یوحنا زبدی کی ہے جس کی ولادت گلیل کے علاقہ میں ہوئی اور حضرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سب سے زیادہ تقدیس انہی کو حاصل ہے۔ جس زمانہ میں ''شیرنیطوس'' اور اس کی جماعت اپنے عقیدہ کی تشہیر کر رہی تھی کہ الوہیت مسیح کا عقیدہ باطل ہے، وہ بشر تھے اور حضرت مریم علیہا السلام کے بطن سے پیدا ہوئے نیز حضرت مریم علیہا السلام سے قبل وہ عالم وجود میں نہ تھے۔ اس زمانہ (یعنی 96ء) میں پادریوں اور لاٹ پادریوں کی مجلس مشاورت ہوئی اور انہوں نے یوحنا کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست پیش کی کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کی باتیں تحریر کریں اور جو باتیں دوسری انجیلوں میں پائی جاتی ہیں، ان کے سوا جو کچھ معلوم ہو وہ لکھیں۔ بالخصوص الوہیت مسیح علیہ السلام کا مسئلہ ضرور لکھیں تا کہ شیرنیطوس وغیرہ کی جماعت کے خلاف ہمارے ہاتھ مضبوط ہوں۔ چنانچہ یوحنا ان کی بات یہ ٹال سکے اور یہ انجیل لکھنے پر مجبور ہوئے۔ لیکن اس کے باوجود مسیحی علماء زمانہ تصنیف کی تعین میں مختلف نظر آتے ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ انجیل یوحنا 65ء میں تالیف ہوئی، جبکہ بعض 96ء اور بعض 98ء میں لکھنا بیان کرتے ہیں۔ مگر ان کے مقابلہ میں ان مسیحی علماء کی تعداد بھی کم نہیں ہے جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یوحنا کی انجیل حواری یوحنا کی تصنیف ہرگز نہیں ہے۔

چنانچہ کیتھولک ھیرالڈ میں منقول ہے کہ انجیل یوحنا از ابتداء تا انتہاء مدرسہ اسکندریہ کے ایک طالب علم کی تصنیف ہے۔

برٹش نیدر کے نزدیک: ''انجیل یوحنا اور رسائل یوحنا میں سے کوئی ایک بھی حضرت مسیح کے شاگرد یوحنا کی تصنیف نہیں ہے، بلکہ کسی شخص نے دوسری صدی کے اوائل میں اسے تصنیف کر کے اس لیے یوحنا کی جانب منسوب کر دیا تا کہ وہ لوگوں میں مشہور و مقبول بن جائے۔''

ان حوالہ جات سے یہ بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ بلاشبہ یہ انجیل حواری یوحنا کی تصنیف نہیں ہے، بلکہ اسے صرف اس لیے یوحنا کی جانب منسوب کیا جاتا ہے تا کہ ان کے عقیدہ الوہیت مسیح کو تقویت پہنچائی جا سکے اور اصلاح عقیدہ کی جو آواز کبھی کبھی مسیحی دنیا میں اٹھتی تھی اسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دبایا جا سکے۔ ❶

ملاحظہ:

محققین یورپ بھی آج تسلیم کرتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کے بعد ابتدائی تین صدیوں سو سے زیادہ انجیلیں پائی جاتی تھیں اور بعد میں چار کو چھوڑ کر باقی متروک کر دی گئ کے فیصلے مطابق ان کا پڑھنا حرام کر دیا گیا، پھر آہستہ آہستہ وہ سب مفقود ہوتی ان میں سے ایک انجیل، ''انجیل برناباس'' کے نام سے بھی معروف ہے۔

انجیل برناباس:

برناباس مسیح علیہ السلام کے حواریوں میں سے ایک نامور حواری تھا، جس نے پولوس کے مل کر مختلف ممالک کے دورے کیے، مرقس بھی ان کے ساتھ بطور ترجمان جاتا تھا۔ مسیح علیہ تعلیمات کے بارے برناباس نے اختلاف کیا، بعد میں اس نے علیحدگی اختیار کر لی اور اپنے وطن سائپرس واپس آ گیا اور وہیں وفات پائی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ یہ انجیل برناباس نے لکھی اور اسے ہمیشہ اپنے پاس رکھتا تھا۔ اس کی قبر کی کھدائی کی گئی تو یہ انجیل اس کی چھاتی پر رکھی ہوئی تھی۔ یہ انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اصل تعلیمات کی عکاسی کرتی ہے جن کی تصدیق قرآن بھی کرتا ہے۔ یہ انجیل عیسائیت کے موجو عقائد کی تردید کرتی ہے۔ 496ء میں پادریوں کی کونسل نے اس انجیل کو پڑھنا ممنوع قرار دے دیا۔ تقریباً ایک ہزار سال تک یہ انجیل یورپ کے کتب خانہ میں پڑی رہی، حتیٰ 1709ء میں دوبارہ ایمسٹرڈیم سے دریافت ہوئی اور اسے دریافت کرنے والا کریمر تھا پھر 1784ء میں اس کا ایک اور نسخہ ملا جو ہسپانوی زبان میں تحریر تھا۔ اس کا انگریزی ترج ایک مستشرق ساؤل نے کیا، پھر یہ انگریزی ترجمہ بھی مفقود ہو گیا اور بعد میں 20 ویں صدی عیسوی میں ڈاکٹر خلیل سعادہ نے اس انجیل کا عربی ترجمہ کیا اور 1908ء میں اسے شائع کیا گیا۔ اس کے بعد مولانا محمد حلیم انصاری نے اس عربی نسخہ کو اردو قالب میں ڈھالا اور ادارہ

❶ قصص القرآن از مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، جلد 4، صفحہ 177 تا 181۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلامیات کراچی نے 1424ھ میں پہلی بار اسے انجیل برناباس کے نام سے شائع کر دیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عیسائی عقائد

بنی اسرائیل کا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ بڑا عجیب رہا ہے، ان میں ایک گروہ تو عیسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کرنے لگا اور اس مخالفت نے دشمنی کا روپ دھار لیا اور آخر کار اپنے زعم باطل میں انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل بھی کر دیا۔ جبکہ ایک گروہ ایسا تھا جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو لبادہ بشریت سے نکال کر الوہیت کی چادر پہنانے کی کوشش کی، ان لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے مقام و مرتبہ سے بہت زیادہ بڑھا دیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''مجھے میرے مقام سے ایسے نہ بڑھانا جیسے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے مقام و مرتبہ سے بڑھا دیا تھا۔''❶

چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے عیسائیوں کے درج ذیل عقائد ہیں:

- عقیدہ حلول و تجسم
- عقیدہ مصلوبیت
- عقیدہ کفارہ
- عقیدہ الوہیت عیسیٰ علیہ السلام

عقیدہ حلول و تجسم:

عقیدہ حلول و تجسم سب سے پہلے انجیل یوحنا میں ملتا ہے، چنانچہ اس انجیل کا مصنف مسیح علیہ السلام کی سوانح کی ابتداء ان الفاظ سے کرتا ہے:

''ابتداء میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا یہی ابتداء میں خدا کے ساتھ تھا۔''❷

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی صفت کلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انسانی جامہ کو اوڑھ لیا، تاکہ بنی نوع انسان پر اپنی محبت ظاہر کرے اور اسے ازلی عذاب سے نجات دے۔

❶ الصحیح للبخاری : 3445.

❷ یوحنا، باب: 1، فقرہ: 1 تا 2۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس عقیدے کی تشریح کرتے ہوئے ریلٹن لکھتا ہے کہ کیتھولک عقیدے کا کہنا ہے:

''وہ ذات جو خدا تھی خدائی صفات کو چھوڑے بغیر انسان بن گئی، یعنی اس نے ہمارے جیسے وجود کی کیفیات اختیار کرلیں۔''

یہ وہی عقیدہ ہے جو ہندوؤں کے ہاں حلول وتجسم کہلاتا ہے۔ یعنی ذات باری تعالیٰ کا انسان میں حلول کر جانا۔ (معاذ اللہ)

دراصل عیسائی یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں اور باپ بیٹے میں حلول کر گیا۔ انجیل یوحنا میں ہے: ''میں اور باپ ایک ہیں۔'' ❶

آگسٹائن لکھتا ہے چونکہ خدا نے بندے کا روپ اس طرح نہیں اپنایا تھا کہ اپنی اس خدا کی حیثیت ختم کر دے جس میں وہ باپ کے برابر ہے، لہٰذا ہر شخص اس بات کو محسوس کر سکتا ہے کہ یسوع مسیح اپنی خدائی شکل میں خود اپنے آپ سے افضل ہیں اور اسی طرح اپنی انسانی حیثیت میں خود اپنے آپ سے کمتر بھی ہیں۔

عقیدہ حلول وتجسم سے ہی عقیدہ تثلیث جنم لیتا ہے یعنی (باپ، بیٹا اور روح القدس) یہ تین ہیں اور تینوں ایک ہیں۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے کہ جو آج تک عیسائیوں کو بھی سمجھ نہیں آسکا کہ ایک تین ہوں اور تین ایک ہو جائیں۔

﴿ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ﴾ (التوبہ:30)

بعض عیسائی لوگ باپ، بیٹے اور کنواری مریم کو تین اقنوم قرار دیتے ہیں۔

عقیدہ حلول وتجسم کو سمجھنے کے لیے پہلے ہندوؤں کا عقیدہ حلول وتجسم جاننا ضروری ہے۔ جو کہ رام چندر جی، کرشن جی اور مہاتما بدھ کو خدا کا اوتار مانتے ہیں۔ ان کے عقیدہ کے مطابق وشنو دیوتا ان تینوں کی شکل میں وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ ان کے مطابق جسم تو رام، کرشن اور بدھ کا تھا، مگر حقیقت میں ان کے اندر وشنو بھگوان تھا۔ عیسائیوں کے نزدیک یسوع مسیح خدا کا جسمانی مظہر تھے اور انسان بن کر انسانوں میں زندگی بسر کرتے رہے۔ یعنی خدا

---

❶ یوحنا، باب 10، فقرہ:20۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے انسانی جسم اختیار کر لیا اور مسیح میں حلول کر گئے۔ (تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يَصِفُوْنَ)

عقیدہ مصلوبیت:

مصلوبیت، صلیب سے ماخوذ ہے جو کہ عیسائیوں کے ہاں بڑے تقدس کی حامل ہے۔ اس سے مراد وہ صلیب ہے جس پر رومی حاکم پیلاطس کے حکم سے مسیح علیہ السلام کو سولی پر چڑھایا گیا تھا اور اس کے بعد ان کی وفات ہوگئی تھی۔

اس عقیدہ کے سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ عیسائیوں کے اکثر فرقوں کے نزدیک پھانسی اقنوم خدا کو نہیں دی گئی۔ قرآن کریم اس عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی نہیں دی گئی بلکہ زندہ آسمانوں پر اٹھایا گیا۔ آج دنیائے عیسائیت میں ایک مذہبی شعار بن گیا ہے اور عیسائی اپنی ہر نشست و برخاست، سفر و حضر، کھانے پینے اور اٹھنے بیٹھنے کے اوقات میں اپنے ماتھے پر صلیب کا نشان بناتے ہیں۔

عیسائی روایات میں بیان کیا جاتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھاتے وقت دو اور قیدیوں کو بھی سولی دی گئی اور ان تینوں صلیبوں کو تینوں کی قبروں میں دفنا دیا گیا۔ پھر چوتھی صدی عیسوی کی ابتداء میں شاہ قسطنطین کی والدہ کے حکم پر ان تینوں کی قبروں کی کھدائی کی گئی تو تینوں صلیبیں ظاہر ہوئیں۔ اب یہ پتا نہیں تھا کہ کون سی صلیب پر مسیح علیہ السلام کو پھانسی دی گئی تھی، چنانچہ اس چیز کا پتہ کرنے کے لیے تینوں صلیبوں کو ایک بیمار کے جسم سے لگایا گیا تو ایک صلیب کے لگانے سے وہ بیمار تندرست ہوگیا، لہٰذا اسی صلیب کو حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیب قرار دے دیا گیا اور پھر یہ صلیب عیسائیت کے حاملین کے لیے صلیب مقدس بن گئی جو کہ علامتی طور پر آج ہر چرچ اور گرجا گھر میں نظر آتی ہے۔

عقیدہ کفارہ:

کفارہ کا لفظی معنی ہے، ''چھپانا یا ڈھانپنا'' عیسائی اس عقیدہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ: ''یسوع مسیح علیہ السلام نے صلیب پر قربانی دے کر بنو آدم کے تمام گناہوں کو چھپا لیا ہے اور خود قربانی دے کر تمام گناہ گاروں کے لیے نجات کا سبب بن گئے ہیں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس عقیدہ کی بنیاد اس مفروضہ پر ہے کہ انسان آدم علیہ السلام کی غلطی کی وجہ سے پیدائشی طور پر گناہ گار ہے اور گناہوں پر سزا ملنا ضروری ہے۔ جبکہ خدا انسان پر رحمت اور شفقت کرنے والا بھی ہے، لہٰذا رحم اور سزا ایک جگہ اکٹھے نہیں ہو سکتے، اس لیے خدا نے انسانوں کو بچانے کی ایک ترکیب کی اور انسان کی بخشش کے لیے خدا خود بیٹے کے روپ میں انسانی صورت میں تبدیل ہو کر دنیا میں آیا اور خود صلیب پر چڑھ کر انسانوں کے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا۔

چنانچہ انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا میں عقیدہ کفارہ کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

''عیسائی علم عقائد میں کفارہ سے مراد یسوع کی وہ قربانی ہے جس کے ذریعے ایک گناہ گار شخص بھی خدا کے قریب ہو جاتا۔''

اس عقیدہ کی پشت پر دو مفروضے کارفرما ہیں۔ ایک تو یہ کہ آدم علیہ السلام کے گناہ کی وجہ سے انسان خدا کی رحمت سے دور ہو گیا تھا۔ دوسرے یہ کہ خدا کی صفت کلام بیٹا اس لیے انسانی جسم میں آئی تھی کہ وہ انسان کو دوبارہ خدا کی رحمت سے قریب کر دے۔ ❶

عقیدہ الوہیت عیسیٰ علیہ السلام:

کچھ عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کا عقیدہ رکھتے ہیں، یہ عقیدہ اس لیے اپنایا گیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت بغیر باپ کے ہوئی تھی، اس لیے انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہہ دیا اور بعد میں مسیح علیہ السلام کو ہی خدا کہہ دیا۔ ان کا عقیدہ ہے کہ مسیح علیہ السلام اس لحاظ سے خدا ہیں کہ وہ ابن اللہ ہیں، لیکن جہاں تک انسانیت کا تعلق ہے تو وہ اس لیے بشر تھے کہ انہوں نے مریم کے بطن سے جنم لیا تھا۔ اس لیے ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ یہودیوں نے مسیح علیہ السلام کو صلیب پر چڑھا کر صرف ان کی بشریت کو ہی ختم کیا تھا، وہ ان کی خدائی صفت کو نقصان نہیں پہنچا سکے۔

عقیدہ الوہیت انبیاء (علیہم السلام) کی طرف منسوب کتابوں میں بالکل موجود نہیں ہے' سب کچھ سینٹ پال (پولوس) کے گھڑے ہوئے عقائد ہیں۔ ان کے عقائد و نظریات پر ہونے والے اعتراضات کا جوابات دنیائے عیسائیت کے اساطین کے پاس بھی نہیں ہے۔

---

❶ انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا، 651 مقالہ، کفارہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخالفت یہود اور اس کی وجوہات

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تمام انبیاء کی طرح شہر شہر اور بستی بستی دین کی تبلیغ کے لیے گھومتے رہے۔ ان کے شیریں کلام اور اخلاق کی وجہ سے لوگ ان کے گرویدہ ہونے لگے تو علماء یہود کو اپنی موت نظر آنے لگی۔ اسی بناء پر یہودیوں نے مسیح علیہ السلام کی مخالفت شروع کر دی تا کہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہو سکیں۔

اناجیل کی رو سے درج ذیل وجوہات کی بناء پر یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کی تھی۔

سخت کلامی:

یہودیوں کا یہ کہنا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے یہود کو سخت اور درشت کلام سے مخاطب کیا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کی آتش غضب اٹھی۔ آپ نے فرمایا:

''اے ریاکار فقیہو و فریسیو تم پر افسوس! کہ نبیوں کے قاتلوں کے فرزند ہو۔ اے سانپو! اے افعیٰ کے بچو! تم جہنم کی سزا سے کیسے بچو گے۔'' ❶

سبت کی بے حرمتی:

یہود مسیح علیہ السلام کی اس بات پر معترض تھے کہ وہ سبت کی حرمت کا خیال نہیں رکھتے۔ یسوع کے الفاظ ہیں:

''سبت ابن آدم کے لیے ہے نہ کہ ابن آدم سبت کے لیے ہے○ پس ابن آدم سبت کا بھی مالک ہے○'' ❷

ظاہری طہارت سے پرہیز:

یہود کو یہ بھی اعتراض تھا کہ مسیح علیہ السلام کے شاگرد بغیر ہاتھ دھوئے کھانا کھانے لگ جاتے ہیں۔ ❸

---

❶ متی، باب 23، فقرہ 29 تا 33۔

❷ مرقس، باب 2، فقرہ 27، 28۔

❸ مرقس، باب: 7، فقرہ: 3۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیز یسوع نے کہا تھا:

''اصل پاکیزگی دل کی ہوتی ہے، ظاہر کی عبادت کی کوئی پاکیزگی نہیں۔'' ❶

یروشلم کی تباہی کے لیے بددعائیں:

یہود کا اعتراض تھا کہ یسوع نے یروشلم کی تباہی کے لیے بددعائیں کی تھیں، جبکہ یروشلم اُن کا مقدس شہر تھا وہ اس کی تباہی کی دعا کو کسی بھی صورت برداشت نہیں کر سکتے تھے اس لیے یہود ان کے دشمن ہو گئے۔ انجیل لوقا میں ہے کہ یسوع علیہ السلام نے فرمایا:

''جب تم یروشلم کو فوجیوں سے گرا ہوا دیکھو تو جان لینا اس کا اجڑ جانا نزدیک ہے○ ملک میں بڑی مصیبت اور اس قوم پر غضب ہوگا○ اور وہ تلوار کا لقمہ بن جائیں گے اور اسیر ہو کر سب قوموں میں پہنچائیں گے○ اور جب تک غیر قوموں کی میعاد پوری نہ ہو یروشلم غیر قوموں سے پامال ہوتا رہے گا○'' ❷

خدا کا بیٹا کہلانے کا الزام:

یہود کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سب سے بڑا الزام یہ تھا کہ یسوع اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہلاتا ہے، جبکہ یہ کلمہ کفر ہے اس وجہ سے یہودی برہم تھے۔ اناجیل اربعہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس الزام کا جواب دیا کہ یہ سب الفاظ استعارہ اور مجاز ہیں، حقیقت پر مبنی نہیں ہیں۔ لیکن یہودیوں نے اس تاویل کو قبول نہ کیا۔

نئی حکومت قائم کرنے کا الزام:

یہود نے پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ یسوع داؤد علیہ السلام کے تخت کا وارث ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس لیے وہ رومی حکومت کے اندر ایک ایسی حکومت قائم کرے گا جو رومی حکومت کا تختہ الٹ دے گی۔

اخوت ومساوات کی تعلیم کی اشاعت:

فریسی یہودی غیر یہودیوں، غریب اور نچلے طبقہ کے لوگوں سے میل جول رکھنے کو پسند

❶ مرقس 15، فقرہ 1، 2۔ ❷ لوقا، باب 21، فقرہ 20 تا 24۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں کرتے تھے، جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کا پیغام ہی اخوت ومودت کا تھا، اس وجہ سے فریسی، عیسیٰ علیہ السلام کے شدید مخالف ہو گئے۔ یہ پیغام اخوت ومودت حکمران طبقہ کے لیے بھی ناخوشگوار تھا۔ ❶

مسیحی فرقے

دینِ مسیح اعمال صالحہ سے زیادہ عقیدہ کی درستگی کو ضروری قرار دیتا ہے۔ اس لیے عیسائیت ابتدا سے ہی عقائد کے لحاظ سے تفرقے کا شکار ہوگئی، جس کی وجہ سے بہت سے فرقے منظر عام پر آئے جن میں عقائد ونظریات کا بہت بڑا فرق پایا جاتا ہے۔ مثلاً: حواری یعقوب اور اس کے دیگر ساتھی نجات کے لیے ایمان اور اعمال صالحہ کو لازمی قرار دیتے ہیں، جبکہ پولوس عمل اور شریعت کی پابندی کو لعنت قرار دیتا ہے اور آزاد روی کا درس دیتا ہے۔ مسیح فرقوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جن میں سے چند اہم فرقوں کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

- نصرانی یا ایبونی فرقہ
- آریوسی فرقہ
- دوسیٹس
- اپولی نیریس
- نسطوری فرقہ
- آئی کونو لاسٹک فرقہ
- یونانی ٹیرن فرقہ
- سورمن فرقہ
- یعقوبی فرقہ

نصرانی یا ایبونی فرقہ:

ایبونی کا مطلب مسکین یا غریب ہے، ان کا تعلق فلسطین اور شام سے تھا، یہ لوگ اپنے آپ کو ایبونی اس لیے کہتے ہیں کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخاطب یہی غریب اور مسکین لوگ تھے۔

ان کے نزدیک عیسیٰ ایک پیغمبر کی حیثیت سے آئے اور اللہ نے انہیں معجزانہ طور پر پیدا فرمایا۔ ایبونی فرقہ اس بات کا بھی قائل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب پر چڑھ کر تمام انسانوں کے لیے کفارہ دے دیا یہ لوگ سبت اور اتوار دونوں میں اپنے کاروبار کو معطل رکھتے

❶ مطالعہ مذاہب عالم، صفحہ 369 تا 370۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے اور آگے چل کر یہ فرقہ جمہور عیسائیوں میں مدغم ہو گیا۔

آریوسی فرقہ:

اس فرقے کا بانی لیبیا کا رہنے والا اور اسکندریہ کا پادری ''آریوس'' تھا۔ آریوس دعویٰ کیا کہ ''بیٹا'' اقانیم ثلاثہ کے ایک اقنوم کی حیثیت سے کچھ معنوں میں خدا ضرور لیکن درحقیقت وہ الوہیت کے اس درجے پر فائز نہیں ہے جو عیسائیوں کے مروجہ عقید سے ہے۔ اس کلیسا کے پیروکار اس بات پر عقیدہ رکھتے تھے کہ باپ اور بیٹا ابدی ہ دونوں کا جوہر ایک ہی ہے۔ یاد رہے نیقیہ اور قسطنطنیہ کی کونسلیں آریوسی عقائد کو کفر قرا کے لیے ہی بلائی گئیں تھیں۔

دوسیٹس فرقہ:

یہ لوگ یسوع مسیح کو کلمہ خدا تسلیم کرتے تھے لیکن ان کا عقیدہ تھا کہ حضرت عی اچانک ایک مکمل اور جواں سال انسان کی صورت میں ظاہر ہو گئے۔ ان کی انسانی ص فریب نظر تھی کیونکہ وہ روح خالص تھے، ان میں جسمانیت کا کوئی شائبہ نہیں تھا۔ اس نے یہودی قبائل پر شدید حملے کیے حتی کہ یہودیوں کے خدا یہوداہ کو عالم اسفل کا خالق اور روح قرار دیا، یہی نہیں بلکہ بعثت مسیح کی غرض قانون موسوی کا استیصال قرار دیا۔

اپولی نیرین فرقہ:

اس فرقے کا بانی اپولی نیرین کو تسلیم کیا جاتا ہے، اس کی وفات 392ء میں ہوئی۔ فرقے کا عقیدہ تھا کہ یسوع علیہ السلام انسانی جسم میں ضرور نمودار ہوئے، لیکن وہ خدا کی روح یا نہیں، اس لیے بجائے عقل انسانی کے کلام ربانی ان میں کارفرما رہا۔ 5 ویں عیسوی صدی میں یہ فرقہ بالکل ختم ہو گیا۔

نسطوری فرقہ:

یہ فرقہ 5 ویں صدی کے وسط میں نمودار ہوا، جس کا لیڈر ''نسطوریوس'' تھا۔ اس عقیدہ حلول کو حل کرنے کے لیے ایک نیا فلسفہ پیش کیا، اس فلسفہ میں نسطوریوس نے دو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرار دے کر ان کے لیے دو حقیقتیں ثابت کیں: ایک انسانی اور ایک خدا۔ اس کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام خدا بھی تھے اور انسان بھی، اور ان کی ذات میں دو شخصیتیں تھیں ایک ابن اللہ اور دوسری ابن آدم، بیٹا خالص خدا ہے اور مسیح خالص انسان۔ اس سے پہلے رومن کیتھولک چرچ نے یہ عقیدہ پیش کیا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام ایک شخصیت اور دو حقیقتیں ہیں۔ لیکن نسطوریوں نے یہ نظریہ پیش کیا کہ عیسیٰ دو شخصیتیں اور دو حقیقتیں تھے۔

آئی کونو لاسٹک فرقہ:

جب گرجا گھروں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مورتیوں کی پرستش شروع ہوگئی تو اس فرقہ نے بت پرستی کے خلاف آواز شروع کی تو یہ فرقہ "آئی کونو لاسٹک" کہلایا جس کے معنی بت شکن ہیں۔ اس تحریک کا آغاز مشرقی کلیسا سے لیوسوم کی زیر پرستی ہوا، جس نے حکم نافذ کر دیا کہ گرجا گھروں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کوئی مورتی نہ رکھی جائے۔ اس حکم کی پابندی کرنے کے لیے لوگوں کو سخت سزائیں دی گئیں اور تمام مورتیاں توڑ دی گئیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مشرقی و مغربی کلیسا میں ایک زبردست فرق یہ ظاہر ہوا کہ مغربی کلیسا میں مورتیاں عام تھیں لیکن مشرقی گرجاؤں میں صرف تصویروں پر ہی اکتفا کیا گیا اور یہ فرق اب تک پایا جاتا ہے۔

یونانی ٹیرن فرقہ:

اس فرقہ کے لوگ مسیح کی الوہیت، ابنیت اور تثلیث کے منکر ہیں۔ نیز انجیل متی کے باب 1 اور 2 کو الحاقی مانتے تھے۔ اس فرقہ کے لوگ اب بھی موجود ہیں، ہندوستان میں ان کا چرچ بھی ہے۔

سورمن فرقہ:

یہ تمام عیسائیوں کا کافر و بے دین سمجھتے ہیں اور ہر شخص کے لیے 12 بیویوں تک جائز سمجھتے ہیں، جبکہ ان کے پیشواؤں کے پاس 50 بیویاں ہوتی ہیں۔ یہ لوگ دور امریکہ کی سرحد پر آباد ہیں، جن کی تعداد 1 لاکھ کے قریب بیان کی جاتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعقوبی فرقہ:

چھٹی صدی میں یعقوبی فرقہ یعنی جیکو بائٹ چرچ (Jaco bite Church) ظاہر ہوا، جس کے اثرات اب تک شام اور ایران میں باقی ہیں۔ ان کا نظریہ آریوس اور نسطوریوس کے برعکس تھا۔ اس فرقہ کے بانی یعقوب نے کہا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام میں صرف ایک شخصیت اور ایک حقیقت پائی جاتی تھی، نیز وہ یہ بھی ثابت کرتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام میں خدائی اور انسانی حقیقتیں کچھ اس طرح متحد ہو گئیں تھیں کہ وہ صرف ایک حقیقت بن گئی تھی۔ مسیحیوں کے ان معروف فرقوں کے علاوہ بھی کچھ اور فرقے بھی ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں:

- مارکیونی فرقہ
- ناستک فرقہ
- اریمن فرقہ
- موشانس فرقہ
- مانی فرقہ
- پولسی فرقہ
- وحدۃ الارادی فرقہ
- وحدۃ الفطری فرقہ
- ساسینس فرقہ
- یونانی فرقہ
- گناستی فرقہ
- افلاطونی فرقہ
- تھیوڈوٹس فرقہ
- میٹریا مائٹ فرقہ
- ارجن فرقہ
- پرکشیس فرقہ

عیسائیت اور تحریک اصلاحِ کلیساء

12 ویں صدی عیسوی میں عیسائیت میں کلیسا کو اس حد تک پذیرائی مل چکی تھی کہ کلیسا کا فیصلہ آخری فیصلہ تسلیم کیا جاتا تھا۔ اس سلسلہ میں 1215ء کی کونسل بڑی اہمیت کی حامل ہے، جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ کلیسا کی ہر مخالف رائے کو جرم قرار دیا جائے گا، خواہ وہ سائنس سے متعلق ہی کیوں نہ ہو، نیز ایسی بحث کرنے والوں کو کافر قرار دیا گیا اور اس قسم کے علماء کے خلاف جاسوسی ہوتی رہی کلیسا کی من مانیوں کے خلاف عیسائی مصنفین نے بھی بہت کچھ لکھا ہے، ان کے مطابق کلیسا نے عوام کی طرح امراء و حکام پر بھی اپنے قوانین کا نفاذ ضروری قرار دیا اور ان کے لیے بھی عہدوں سے جبری محرومی اور لعنت کی قرار دادیں پاس کروائی گئیں۔

نوفل بن جرس کے مطابق 13 ویں کونسل 1245ء میں پوپ اینوسینٹ چہارم کے حکم سے فرانس میں منعقد ہوئی، جس کا مقصد شاہ فرانس کو معزول کرنا تھا۔ اسی طرح کلیسا نے تمام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسیحی افراد پر ٹیکس لگا دیا اور وصول کرتے وقت بدتمیزی اور بدسلوکی کی جاتی۔ یہاں تک کہا جاتا ہے کہ پوپ کی راج دھانی میں 16 ہزار جسم فروشی کا پیشہ کرنے والی عورتیں تھیں، جن سے ٹیکس لیا جاتا تھا اور کلیسا اس مالی فائدہ کی وجہ سے ان عورتوں کی سرپرستی کرتا تھا۔ گو کلیسا نے عیسائیوں پر ایک آمر کی حیثیت سے قوانین کا نفاذ کیا، اپنی مرضی کے فیصلے کرنا، اپنے خلاف بات کرنے والے کو کافر کہنا، انجیل کی شرح میں من مانی کرنا، تمام لوگوں کی عقلی وفکری سرگرمیوں پر پابندی لگانا، لوگوں سے زبردستی ٹیکس وصول کرنا، ناجائز کاموں کو جائز قرار دینا، کلیسائے روم کو نجات کی دستاویز اور مسیح علیہ السلام کی طرف سے پروانہ مغفرت دینے کا مجاز ٹھہرانا اور اپنی بات کے ساتھ اختلاف رائے رکھنے والے کو سزا دینا اپنا مذہبی اور قانونی حق بنالیا تھا۔

تحریک اصلاح کلیسا کا آغاز:

یہ ایک فطرتی بات ہے کہ انسانی ذہن اور عقل سلیم ناپسندیدہ افکار کو قبول نہیں کر پاتے۔ صلیبی جنگوں کے بعد کلیسا خود نور حق سے دوچار ہوا اور ان جنگوں کے سبب مسیحی ذہنوں کے سامنے جو آفاق کھلے، ان میں انہیں اسلام کو سمجھنے کا موقع ملا اور حق پسند روحیں اسلام کی روشنی کی طرف مائل ہوگئیں، نیز صلیبی جنگوں کی بھڑکائی ہوئی آگ نظام کلیسا کو بھسم کر کے رکھ دیا۔ چنانچہ لوگ کلیسا کے خود ساختہ حقوق کے خلاف سخت احتجاج کرنے لگے اور عوامی جماعتوں نے ایک ایک کر کے کلیسا کے گناہ گنوانا شروع کر دیئے۔ پادری یوحنا اور اس کے شاگرد جیروم نے لوگوں میں ان نظریات وخیالات کو ابھارا کہ ان کے واسطوں کے بغیر بھی خدا انسان کے قریب ہے اور اپنے پکارنے والے کی آواز سنتا ہے، لہٰذا ایک پادری جو عام آدمی سے کم گناہ گار نہیں دوسروں کو پروانہ نجات کیسے دے سکتا ہے؟ نیز گناہوں کو دھونے میں کلیسا کو کوئی اختیار نہیں بلکہ خدا کی رحمت اور توبہ ہی گناہوں سے پاکی اور نفس کی پاکیزگی کا صحیح راستہ ہے اور کلیسا میں جا کر گناہوں کا اعتراف محض خرافات ہیں۔ بہرحال کلیسا کا زور ابھی تک باقی تھا، چنانچہ ان دونوں افراد پر مقدمہ چلایا گیا اور چال سال (1414ء تا 1418ء) تک یہ مقدمہ چلتا رہا۔ بالآخر کلیسا کے فیصلے کے مطابق ان دونوں علماء کو قتل کر کے آگ میں جلا دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گیا تھا۔ چنانچہ یہ تحریک اصلاح کلیسا کا آغاز تھا جس سے لوگوں کو کم از کم یہ پتہ چلا کہ کلیسا
تعلیمات صحیح اور حق پر مبنی نہیں ہیں۔ پھر یہ تحریک مرحلہ وار آگے بڑھتی اور کلیسا کے لیے خ
بنتی گئی۔

تحریک اصلاح کے مراحل

پوپ کی مداخلت سے ایک طرف انگلستان کراہ رہا تھا تو دوسری طرف فر
بادشاہوں پر کلیسا کا کنٹرول دیکھ کر پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ شمالی یورپ یہ سمجھتا تھ
تحریک دینی اقدار کے ساتھ بندھی ہوئی ہے، اس لیے کلیسا کے بغیر کوئی چار
دوسری طرف معاشرہ اہل کلیسا سے ناراض، اس کے سلوک سے نالاں اور اس
سے گریزاں تھا۔ نیز ماضی میں یوحنا اور جیروم کا قتل بھی لوگوں کے ذہنوں میں تھا
کی کھڑی کی ہوئی تحریک پر مرحلہ وار کام شروع ہوا۔ یہ وہی دور تھا جب علمی و جغرافیائی
تحقیقات و انکشافات کا بھی آغاز ہو چکا تھا اور صلیبی جنگوں کے سبب عالمی پیمانوں پر انسانی
تعلقات کی ابتداء ہو رہی تھی۔ تحریک اصلاح کلیسا کے درج ذیل مراحل تھے۔

پہلا مرحلہ:

یہ مرحلہ ارزم کی تحریک سے شروع ہوتا ہے، اس کا دور 1465ء تا 1536ء بیان کیا جا
ہے۔ ارزم نے اپنی اصلاحی تحریک میں روشن خیال حکمرانوں کو مخاطب کیا اور انہیں اپنی ذہ
تربیت اور وسعت نظر کے لیے کتب مقدسہ کی مطالعہ کی دعوت دی، تا کہ وہ اصل ماخذ
اپنے عقائد کو سمجھ سکیں۔ ارزم، پوپ لیودوم کا دوست تھا اور پوپ اس کے خیالات سے بہ
متاثر تھا۔ چنانچہ ارزم نے بھی پوپ کے مقدس مقام کا خیال رکھا، اس لیے اس نے کوشش
کہ کلیسا کے کاموں میں بے جا مداخلت نہ ہو۔ اس کے لیے اس نے اہل کلیسا کو بڑے ہی
انداز میں جھنجھوڑا اور انہیں دعوت دی کہ اصلاحی کام اہل کلیسا کو کرنا چاہیے۔ اس کا نتیجہ یہ
کہ پوپ کے خیالات معتدل ہونا شروع ہو گئے، لیکن ارزم کے معاصرین کے سخت لہجہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے پوپ نے ارزم کی حمایت چھوڑ دی۔

دوسرا مرحلہ:

اس مرحلہ کی نسبت ٹامس کی طرف کی جاتی ہے، اس نے کلیسا کی زیادتیوں اور من مانیوں کی اصلاح کے لیے اعتدال کا راستہ اختیار کیا۔ شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ کہیں اہل کلیسا اسے بھی وہی سزا نہ دیں جو اس سے پہلے یوحنا اور اس کے شاگرد کو دی جا چکی تھی۔ اس نے یہ اعلان کیا کہ پوپ کا احترام اور اس کی قیادت واجب ہے اور اس کی دینی حکومت سب پر نافذ ہونی چاہیے۔

اصلاح کے اس مرحلہ میں لوتھر کا نام بھی نمایاں ہے، جس کی پیدائش ایک غریب گھرانے میں ہوئی لیکن اپنی محنت و ہمت سے کام لے کر قانون کی اعلیٰ تعلیم کے لیے یونیورسٹی جا پہنچا، لوتھر کو قانون سے زیادہ دین سے دلچسپی تھی اور اسی کے مطالعہ میں منہمک رہتا تھا، اس کے دینی احساسات کو دیکھتے ہوئے کلیسا نے اسے فلسفہ کا استاد مقرر کروا دیا۔ پھر ایک وقت آیا کہ اپنے آباؤ واجداد کو لے کر پوپ کے روم میں جا پہنچا، اس کا خیال یہ تھا کہ روما میں اسے خشوع و خضوع اور تقویٰ نظر آئے گا، لیکن وہاں جا کر اسے احساس ہوا کہ وہ گناہوں کے ایسے شہر میں آ گیا ہے جہاں خبیث روحیں بستی ہیں اور اس شہر کے گلی کوچوں میں دین کی توہین ہوتی ہے۔

لہٰذا اس کے جذبات بہت بری طرح مجروح ہوئے اور اس نے جرمنی آ کر اصلاح کی دعوت شروع کر دی، لیکن کلیسا کا فساد بھی اس کا پیچھا نہ چھوڑتا تھا۔ پھر پوپ نے روما میں پطرس کے کلیسا کی تجدید کا ارادہ کیا تو اس کے لیے پروانہ مغفرت کی فروخت کا طریقہ اختیار کرنا چاہا۔ چنانچہ ایک راہب کو یہ پروانہ دے کر جرمنی بھیجا جس پر لوتھر سے نہ رہا گیا، اس پر لوتھر نے یہ اعلان کیا کہ گناہ توبہ و ندامت اور خدا کی رحمت کے سوا معاف نہیں ہوتے، اس کے ساتھ ساتھ اس نے بڑا سخت ردعمل دکھایا، پروانہ مغفرت کے فروخت کی مذمت کی اور اسے کلیسا کے دروازے پر لٹکا دیا جس سے اہل کلیسا میں ہلچل اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہوگئی، لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کا شعور بھی بیدار ہوا۔ یہ تحریک اصلاح کلیسا کا وہ مرحلہ تھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو پہلے مرحلہ کی نسبت کافی سخت تھا اور اس پر پوپ اور کلیسا بہت برہم ہوئے۔ پھر عدالت نے لوتھر کو اس کے عہدے سے معزول کر دیا جس سے اس کی تحریک میں مزید شدت پیدا ہو گئی۔ آخر کار پوپ کے حکم سے لوتھر کے حقوق شہریت چھین لیے گئے۔

تیسرا مرحلہ:

اصلاح کلیسا کا اگلا مرحلہ سوئزر لینڈ میں شروع ہوا جہاں زونجلی نے کلیسا کے خلاف اپنی جدوجہد کا آغاز کیا۔ اس نے پروانہ نجات کی فروخت کے خلاف آواز اٹھائی جیسا کہ جرمنی میں لوتھر نے اٹھائی تھی۔ لوتھر اور زونجلی کی کبھی آپس میں ملاقات نہیں ہوئی تھی، اتفاق تھا کہ دونوں نے ایک ہی آواز اٹھائی۔ زونجلی عشاء ربانی کو مسیح کی یادگار اور جنس بشر کے کفارے کا رمز کہتا تھا، زونجلی 1531ء میں اپنے پیروکاروں کے ہی ایک جھگڑے میں مارا گیا۔

چوتھا مرحلہ:

اس کا آغاز فرانس میں ہوا اور فرانس میں اس کا آغاز کرنے والا کالون (Calvin) تھا۔ لوتھر کی طرح اس نے بھی پہلے شعبہ قانون میں داخلہ لیا، لیکن مذہب کے ساتھ وابستگی کی وجہ سے قانون کی تعلیم چھوڑی۔

جب اسے لوتھر کی دعوت پہنچی تو اس نے اس کی حمایت میں بڑی سرگرمی دکھائی۔ چنانچہ اس نے جنیوا کا سفر تصنیف و تالیف اور لوتھر کے عقائد کی تقویت کے لیے کیا تھا۔ اس کی تحریریں پروٹسٹنٹ کلیسا کے بنیادی لٹریچر میں شمار ہوتی ہیں۔

کالون کے نزدیک حضرت مسیح علیہ السلام عشاء ربانی میں اپنے جسم یا روح کسی بھی طریقے سے شریک نہیں ہوتے۔

عصر حاضر میں عیسائیت

مذہب عیسائیت یونانی عقائد اور یہودیت سے بے حد تک متاثر ہوا، یہاں تک کہ اب ہمارے لیے یہ ممکن نہیں رہا کہ یہ بتلا سکیں کہ عیسائیت میں کون سے عناصر یہودیت سے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گئے ہیں اور کن کا تعلق فلسفہ سے ہے؟ البتہ یہ یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ عیسائیت پر یہودیت کا بہت گہرا اثر پڑا ہے۔ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی فلسطین کے یہودی ماحول میں پیدا ہوئے اور اسی ماحول میں نشوونما پائی۔ نیکی کی زندگی، باطنی صفائی، پرزور عالمگیر اور روحانی خدا کا تصور، نیکی کا بدلہ، برائی کی سزا، نیکی یا بدی اپنے نتائج پیدا کیے بغیر نہیں رہتیں، خیر وشر دونوں ابدی ہیں اور دنیا میں آمرانہ قوت دونوں کو حاصل ہے، یہ تمام باتیں اور عقائد یہودیت اور یونانی فلسفہ سے ماخوذ ہیں۔ عیسائی عقائد کے عہد بہ عہد ارتقاء پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ تیسری صدی عیسوی میں حضرت مسیح علیہ السلام کی ذات کے متعلق لوگوں میں بے حد اختلاف پائے جاتے تھے۔ جس کی وجہ سے قسطنطین اعظم کو سخت تشویش لاحق ہوئی، اس نے تمام مکتب فکر کے لوگوں کو اکٹھا کیا اور پولوس (سینٹ پال) کے پیش کردہ نظریات کو حرف آخر تسلیم کرانے کی کوشش کی۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ موجودہ مذہبِ عیسائیت کے اصل بانی عیسیٰ علیہ السلام نہیں بلکہ پولوس ہے۔

گویا موجودہ عیسائیت "پولوس" کا مذہب ہے نہ کہ مسیح کا؛ کیونکہ عیسائیت کی مروجہ تعلیم اناجیل میں نہیں ہے۔ عیسائیوں میں عقائد کی تمام خرابیاں پولوس کی وجہ سے پیدا ہوئیں جس کا اعتراف عیسائی مصنفین نے بھی شروع کر دیا ہے کہ موجودہ عیسائی عقائد سینٹ پال نے شروع کیے تھے۔ پولوس نے سب سے پہلا کام یہ شروع کیا کہ مسیح کے حقیقی تاریخی وجود کو اپنے خیالات کی بھینٹ چڑھا دیا۔ اس نے یہ خیال پیش کیا کہ نجات صرف مسیح علیہ السلام کے ساتھ وابستہ ہے، اس نے خود اپنی اور عام بنی نوع انسان کی بدیوں پر نگاہ رکھتے ہوئے عیسائیت کے عقائد کا بنیادی مظہر مسیح علیہ السلام کا نجات دہندا ہونا بیان کیا، جس کے ذریعے سے حبوطِ آدم سے لے کر اب تک انسانوں کے تمام گناہوں کا کفارہ ادا ہو گیا۔

پولوس نے بڑے خلوص کے ساتھ اس انجیل کی منادی کی جس کی تعلیم مسیح نے اپنی انجیل میں قطعاً نہیں دی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آج کے محققین پولوس کی کامیابی کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے۔ چنانچہ برنارڈ شاہ اس کے متعلق لکھتا ہے: یہ پولوس ہی تھا کہ جس نے اس مذہب کو جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صرف ایک انسان کو گناہ اور موت سے نجات دیتا ہے، ایسے مذہب میں تبدیل کر دیا جس کی وجہ سے اب کروڑوں انسان اپنے آپ کو آزاد سمجھتے ہیں، حالانکہ ان کی فطرت سلیمہ انہیں ملامت کرتی ہے اور یہ لوگ مذہبی زندگی سے خالی ہیں۔ ان حقائق سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ دور کی عیسائیت کا دینِ مسیح سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ مروجہ عیسائیت سینٹ پال کے دماغ کی اختراع ہے اس کا تعلیمات مسیح علیہ السلام سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سینٹ پال کی تعلیمات کا فرق

گزشتہ تحقیق سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ موجودہ عیسائیت کے بانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں بلکہ پولوس یعنی سینٹ پال ہے، جس کے چودہ خطوط بائبل میں شامل ہیں۔ پولوس کا اصل نام ''ساؤل'' تھا، جو ایک کٹر فریسی یہودی تھا۔ روم کے شہر ''ترُ'' کا رہنے والا اور حضرت یسوع علیہ السلام اور ان کے حواریوں کا سخت دشمن تھا، ہر وقت انہیں تکلیف دینے اور ان کے خاتمے کے لیے مصروف رہتا تھا۔ لیکن بعد میں اس نے عیسائیت کا لبادہ اوڑھ لیا اور عیسائیوں کے ہاں ایک مقدس ترین مقام حاصل کر لیا۔ دین عیسائیت میں اپنی مرضی کی تبدیلیاں کیں اور بہت سی چیزیں ایسی شامل کر دیں، جن کا عیسائیت میں تصور بھی نہ تھا۔ عام الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ عیسائیت کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کرنے والا یہی ساؤل تھا۔ حضرت مسیح علیہ السلام اور سینٹ پال کی تعلیمات میں بہت سی جگہوں میں فرق پایا جاتا ہے جن مختصر خاکہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت مسیح کی تعلیمات	سینٹ پال کی تعلیمات
❁ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کوئی نیا دین یا شریعت لے کر نہیں آئے تھے، بلکہ انہوں نے فرمایا: میری دعوت وہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کی دعوت	❁ سینٹ پال نے علی الاعلان شریعت موسوی کی مخالفت کی وہ اپنے ایک خط میں لکھتا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھی اور میں انہی کی شریعت کو پورا کرنے کے لیے آیا ہوں۔	''ہم یہ جان کر یسوع مسیح پر ایمان لائے کہ آدمی شریعت پر ایمان لانے میں نہیں، بلکہ صرف یسوع مسیح پر ایمان لانے سے برحق ٹھہرتا ہے۔ نیز جو لوگ شریعت موسوی پر تکیہ کرتے ہیں، سب لعنت کے مستحق ہیں۔'' اسی طرح اس نے شریعت کے قوانین تمدن، معاشرت، ریاست اور اجتماعی و انفرادی زندگی کے تمام احکامات کو منسوخ کر دیا۔
٭ مسیح علیہ السلام نے اپنی دعوت کا مرکز صرف بنی اسرائیل کو بنایا اور ان کی دعوت صرف بنی اسرائیل کے لیے خاص تھی، جس طرح کہ بائبل کے اقتباسات سے بھی واضح ہوتا ہے۔ چنانچہ انجیل متی میں ہے: ''میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں گیا۔'' مسیح کی دعوت صرف ان کے لیے تھی جو شریعت موسوی کے پیروکار تھے۔	٭ سینٹ پال نے مسیح علیہ السلام کے فرامین اور حواریوں کے علم و یقین سب کو نظر انداز کر کے یہ فیصلہ دیا کہ مسیح علیہ السلام کی دعوت تمام انسانوں کے لیے ہے اور اس فیصلے کو سچ ثابت کرنے کے لیے یہ دعویٰ کیا کہ مسیح علیہ السلام نے صلیب پر چڑھتے وقت اپنے شاگردوں کے پاس آ کر یہ حکم دیا تھا کہ تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ۔
٭ حضرت مسیح علیہ السلام نے کبھی خدا اور الٰہ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا، بلکہ خود کو اللہ کا بندہ اور رسول کہتے رہے جیسا کہ اناجیل میں	٭ سینٹ پال نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا درجہ دے دیا اور اس نے کہا کہ ہر ایک زبان اقرار کرے کہ یسوع مسیح خداوند ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وضاحت موجود ہے۔	
❁ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ساری زندگی اللہ کی عبادت کرنے کا حکم دیا ہے۔ کبھی بھی تثلیث کی دعوت نہیں دی، نہ ہی کبھی یہ کہا کہ ان کی یا ان کی ماں کی عبادت کی جائے۔ بلکہ یہی دعوت دی کہ بنی اسرائیل خدا کی عبادت کرو۔ تمام انبیاء کی طرح ان کی دعوت بھی عقیدہ توحید پر ہی تھی۔	❁ سینٹ پال نے عقیدہ توحید کی شکل بگاڑ کر رکھ دی اور مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور خدا قرار دے دیا۔ خدا کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا: خدا، بیٹا اور روح القدس۔ تینوں کے مجموعہ کو ایک خدا کا نام دے دیا۔ اب عقیدہ تثلیث ہی عیسائیت کی بنیاد قرار دی جا چکی ہے۔
❁ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اعمال کو انسان کی نجات کا معیار قرار دیا ہے اور بتایا کہ انسان جیسے اعمال کرے گا ویسی ہی جزا و سزا پائے گا اور یہ بھی واضح کیا کہ کوئی شخص کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور نہ ہی کسی کے اچھے اعمال کا کسی کو فائدہ ہوگا۔	❁ سینٹ پال نے یہ عقیدہ وضع کیا کہ تمام انسان ابدی گناہ گار ہیں، آدم نے خدا کے حکم کے برعکس شجر ممنوعہ کھا لیا اور اس گناہ کی سزا جہنم ہے، جس سے کوئی بھی نجات نہیں پا سکتا۔ مگر عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب پر چڑھ کر تمام انسانیت کی طرف سے ان کے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا۔
❁ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی اس کے ساتھ ہر قسم کے مشرکانہ عقائد و رسومات سے منع کیا۔	❁ سینٹ پال نے عیسائیت کو مقبول بنانے کے لیے رومی اور یونانی تہواروں کی مشرکانہ عبادات کو مسیحیت کا لازمی جزو بنا دیا۔
❁ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عیسائیوں پر وہی چیزیں حرام ٹھہرائی جو شریعت موسوی میں حرام تھیں مثلاً شراب اور خنزیر وغیرہ، کیونکہ	❁ سینٹ پال نے اعلان کر دیا کہ ایک عیسائی چونکہ شریعت یہود کی تمام پابندیوں سے آزاد ہے اس لیے وہ ان کھانے پینے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عیسیٰ علیہ السلام شریعت موسوی کی تکمیل کے لیے ہی آئے تھے۔	حلال وحرام کی قیود سے بھی آزاد ہیں۔

عیسائیت اور اسلام کا موازنہ

اسلام ایک جامع اور ہمہ گیر مذہب ہے، جبکہ موجودہ عیسائیت خرافات اور من گھڑت تعلیمات کا مجموعہ ہے۔ اگرچہ دونوں ادیان کی تعلیمات مبنی برحقیقت ہیں اور نظریات وافکار کی عکاسی درست سمت کرتی ہیں، مگر افسوس صد افسوس کہ ان Pops اور پادریوں نے عیسائیت میں ترامیم کر دیں اور اس کی اصل تعلیمات کو مسخ کر کے لوگوں پر پیش کیا، جس کی وجہ سے عیسائی مذہب مشرکانہ رسومات کی آماجگاہ بن گیا۔ اور یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ دور حاضر کی عیسائیت کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

مختصر یہ کہ آپ درج ذیل نکات کی روشنی میں اسلام اور عیسائیت کا موازنہ کر سکتے ہیں۔

اسلام	عیسائیت
اسلام کی بنیاد توحید پر ہے:	عیسائیت کی بنیاد تثلیث پر:
اسلام خالص توحید کا قائل ہے، اللہ تعالیٰ اپنی ذات، صفات اور افعال میں یکتا ہے۔ سورۃ الاخلاص میں مکمل طور پر عقیدہ توحید بیان کیا گیا ہے، جس میں واضح کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے نہ ماں باپ۔ نیز اسلام یہ بھی کہتا ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔	عیسائیت تثلیث یعنی باپ بیٹا اور روح القدس کی قائل ہے۔ یعنی خدائی تین چیزوں سے مرتب ہے، یہ تینوں اقنوم مل کر ایک ہی ہے اور ہر اقنوم الگ الگ خدائی صفات کی مالک ہے۔ یہ وہ بنیادی عقیدہ ہے جس پر موجودہ عیسائیت کی عمارت کھڑی ہے۔ انجیل یوحنا کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے۔ ''ابتداء میں کلام تھا کلام خدا کے ساتھ تھا یہ کلام خدا کا تھا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شریعت باعث رحمت:

اسلام نے شریعت کو باعث رحمت و ہدایت قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات مصلحت پر مبنی ہیں، نیز اللہ تعالیٰ نے فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسا حکم نہیں دیتا جس پر انسان عمل نہ کرسکتا ہو نیز شریعت اسلامیہ فطرت انسانی کے عین مطابق اور ہر لحاظ سے سراپا رحمت ہے۔

ایمان واعمال صالحہ نجات کا ذریعہ:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جا بجا یہ فرمایا ہے کہ آخرت میں نجات اور کامیابی کا ذریعہ ایمان اور اعمال صالحہ ہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ﴾

(البقرہ:62)

''جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور نیک اعمال کیے، ان کے لیے ان کے رب کے ہاں اجر ہے۔''

ابن اللہ کی نفی:

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے توالد و

شریعت باعث لعنت:

عیسائیت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے متعدد شرائع نازل کیں اور تجربہ سے یہ ثابت ہوا کہ انسان شریعت پر عمل نہیں کرسکتا، اس لیے اس لیے شریعت لعنت ثابت ہوئی ہے، کیونکہ آدم علیہ السلام کے ارتکاب گناہ کی وجہ سے انبیاء بھی گناہ گار نکلے۔ (معاذ اللہ)

نجات یا نروان کا ذریعہ عقیدہ کفارہ:

عیسائیت کے مطابق انسان چونکہ فطرتی طور پر گناہ گار ہے، لہٰذا اس کی نجات تب ہی ممکن ہے جب وہ عقیدہ کفارہ پر ایمان لائے۔

ابن اللہ کا اثبات:

عیسائیت میں مختلف صورتوں میں عیسیٰ علیہ السلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تناسل کے سلسلہ کی نفی فرمائی ہے، اس قاعدے کی رو سے عیسیٰ ایک بشر اور نبی ہیں جیسا کہ سورۃ مریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿٨٨﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ﴿٨٩﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿٩٠﴾﴾

(مریم:88 تا 90)

"اورانہوں نے کہا: رحمان نے کوئی اولاد بنالی ہے، بلاشبہ یقیناً تم ایک بہت بھاری بات کو آئے ہو، قریب ہے آسمان پھٹ پڑیں اس سے اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر پڑیں۔"

کو ابن اللہ کہا گیا، کسی نے رب کہا، کسی نے رب کا بیٹا اور کسی نے رب کے وجود کا حصہ قرار دیا، اور بات یہی ہے کہ عیسائیت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اکلوتے بیٹے یسوع کو انسانی شکل میں دنیا میں بھیجا اور وہ انسانی صورت میں خدائی صفات کا حامل ہے۔

انسان قابل تکریم:

اسلام کے مطابق ہر انسان پیدائشی طور پر فطرت اسلام پر ہوتا ہے اور پھر اپنی عملی زندگی میں جا کر اپنے لیے راہوں کا انتخاب کرتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ﴾

(بنی اسرائیل:70)

"ہم نے انسان کو قابل تکریم بنایا۔"

انسان گناہ گار:

عیسائیت کے مطابق آدم علیہ السلام نے گناہ کیا اور اب یہ گناہ وراثتاً نسل انسانی میں چلا آ رہا ہے۔ لہٰذا جمیع بنی نوع انسان گناہ میں ملوث ہیں جس سے وہ نکل نہیں سکتے۔

اللہ غفور ورحیم ذات:

اسلام کے مطابق اللہ تعالیٰ کی ذات

رحم بلا بدل کفارہ:

عیسائیت کے مطابق اللہ سراپا رحمت و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غفور و رحیم ہے اور وہ توبہ و استغفار کرنے سے انسان کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ ﴾ (الانعام:54)

''تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت کو لازمی قرار دیا ہے۔''

نیز کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ﴾ (البقرہ:218)

''اور اللہ بے حد بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ ﴾ (الحجر:49)

''میرے بندوں کو خبر دے دیں کہ بے شک میں ہی بے حد بخشنے والا رحم والا ہوں۔''

قرآن مجید میں جا بجا یہ مفہوم پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تمام چیزوں پر حاوی ہے اور اللہ اپنے بندوں سے بے پناہ محبت کرتا ہے۔ اسی وجہ سے اسلام کے نزدیک کسی گناہ گار کے گناہوں کی سزا بے گناہ کو دینا اللہ کی صفتِ عدل کے خلاف ہے۔

محبت ہے اور اس کا رحم انسانوں کے گناہوں کی بخشش کا تقاضا کرتا ہے، جسے پورا کرنے کے لیے اس نے پاک، بے عیب اور معصوم بیٹے یسوع مسیح کو صلیب پر موت دی، تاکہ اگلے پچھلے انسانوں کے گناہوں کا کفارہ بن جائے۔ یعنی عیسائیت کے مطابق تمام دنیا کے لوگوں کے گناہوں کی سزا یسوع علیہ السلام کے دے دی گئی۔ (معاذ اللہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام	عیسائیت
تمام انبیاء معصوم و مکرم تھے: قرآن کریم نے تمام انبیاء کی پاکدامنی ثابت کی ہے اور انہیں اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ ہستیاں قرار دیا ہے۔ اسلام بتاتا ہے کہ تمام انبیاء محترم و مکرم اور معصوم و منصور ہوتے ہیں۔	**انبیاء معصوم نہ تھے:** بائبل اور اناجیل اربعہ کے اقتباسات کے مطابق انبیاء سے بہت سے جرائم سرزد ہوئے نیز ان کی خود ساختہ اناجیل میں بہت سے انبیاء پر زنا اور بدکاری کی تہمتیں لگائی گئی ہیں۔
اسلام عالمگیر پیغام: اسلام کا پیغام عالمگیر ہے اور اسلام دنیا کے ہر فرد و بشر کی طرف بھیجے گئے پیغام کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کے بارے [فر]ماتے ہیں: ﴿... اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴾ (یوسف:104) "... کے علاوہ کچھ نہیں کہ جہانوں کے ... ہے۔" ... ﷺ کے بارے میں فرمایا: ... كَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا (... سباء:28) "... کو تمام لوگوں کے لیے بشیر و ..."	**عیسائیت قومی پیغام:** اناجیل کی رو سے عیسیٰ کا پیغمبرانہ کلام عالمگیر نہ تھا، بلکہ صرف بنی اسرائیل کے ساتھ خاص تھا۔ مسیح علیہ السلام نے کہا تھا: "غیر قوموں کی طرف نہ جانا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوالات

- عیسائیت کا تعارف کراتے ہوئے اس کی تاریخ پر نوٹ لکھیں۔
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے وقت یہود کی مذہبی حالت کیا تھی؟ مفصل لکھیں۔
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات زندگی تحریر کریں۔
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کا خلاصہ پیش کریں۔
- عیسائیوں کی عبادات اور رسوم پر نوٹ لکھیں۔
- عیسائیت کا دورِ ابتلاء اور عروج وزوال بیان کریں۔
- عیسائیوں کے عقائد بیان کریں۔
- مسیحی فرقوں کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
- تحریک اصلاح کلیسا اور اس کے مراحل بیان کریں۔
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سینٹ پال کی تعلیمات میں فرق بیان کریں۔
- اسلام اور عیسائیت کا موازنہ کریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب 4

قادیانیت

- قادیانیت کا تعارف
- مرزا قادیانی کی زندگی اور ناقدانہ جائزہ
- قادیانیت کی تاریخ
- احمدیوں کے فرقے
- قادیانیوں کے عقائد
- قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کے دلائل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قادیانیت

قادیانیت یا احمدیت پاکستان میں ایک خاص اہمیت کا حامل فرقہ ہے۔اس مذہب بانی مرزا احمد قادیانی (1835ء تا 1908ء) ہے۔

قادیانیت کا مذہب ضلع گرداس پور میں قصبہ قادیان میں شروع ہوا۔ یہ حضرات احمدی کہلواتے ہیں۔ نیز قادیان کی نسبت سے قادیانی اور مرزا غلام احمد کی نسبت سے احم کو مرزائی کہا جاتا ہے۔

امت مسلمہ کی تاریخ میں متعدد ایسے لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا کے برعکس مسلمانوں کی عظیم اکثریت ہمیشہ سے اس بات پر متفق رہی ہے کہ محمد ﷺ نبی ہیں اور آپ کے بعد کسی بھی قسم کے نبی کا وجود ممکن نہیں۔ انبیاء و رسل پر ایمان والے تمام مذاہب کے لوگوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ نبی اور رسول وہ ہوتے ہیں، جن سے مذہب کا تشخص ہوتا ہے۔ اللہ کے کسی رسول یا نبی کا جان بوجھ کر انکار کرنا کفر ہے۔ اسی طر نبوت کے جھوٹے دعویدار کو سچا مان لینا بھی کفر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی نئے پیغمبر کے دع سے نئی ملت وجود میں آتی ہے۔ قادیانیت کے حاملین خود کو مسلمان اور مسلمانوں کو اہل کتاب کی طرح سمجھتے ہیں۔ آئندہ سطور میں ہم ان کے عقائد و فرق پر بات کرتے ہوئے ان کے غیر مسلم ہونے کے دلائل بیان کریں گے۔

مرزا قادیانی کی زندگی کا ناقدانہ جائزہ

ہم قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی کے مختصراً احوال ان کی اپنی کتابوں سے ہی نقل کریں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نام ونسب:

بانیٔ قادیانیت مرزا صاحب نے بارے لکھتے ہیں: میرا نام غلام احمد والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ، دادا صاحب کا نام عطاء محمد اور پردادا کا نام گل محمد ہے۔ ہماری قوم مغل برلاس ہے، میری پیدائش 1839ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی۔ ❶

والد کا پیشہ:

مرزا صاحب لکھتے ہیں: میرے والد غلام مرتضی صاحب دربار گورنری میں کرسی نشین تھے اور سرکارِ انگریزی کے ایسے خیر خواہ اور دل کے بہادر تھے کہ 1857ء میں 50 گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور 50 جوان جنگجو دے کر اپنی حیثیت سے زیادہ گورنمنٹ عالیہ کی مدد کی تھی۔ ❷

مرزا صاحب کے مختصر حالات اور تنقیدی جائزہ:

مرزا صاحب نے اپنے ہی گھر پر متوسطات تک تعلیم پائی، انہوں نے مولوی فضل الٰہی، فضل احمد اور مولوی گل علی شاہ صاحب سے نحو اور منطق کی کتابیں پڑھیں۔ طب کی کتابیں اپنے والدہ صاحب سے پڑھیں جو ایک حاذق طبیب تھے۔ مرزا صاحب 1864ء سے 1868ء تک سیالکوٹ میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں بطور منشی ملازم بھی رہے۔ دوران ملازمت انہوں نے انگریزی کی بھی ایک دو کتابیں پڑھیں، اسی زمانہ میں انہوں نے مختاری کا امتحان دیا، لیکن اس میں کامیاب نہ ہو سکے اور ملازمت سے استعفیٰ دے کر واپس قادیان آ گئے۔ قادیان میں ان کا زیادہ وقت زمینداری اور مذہبی کتابوں کے مطالعہ میں گزرتا۔ ❸

دیکھئے جو شخص ایک دنیاوی امتحان میں ناکام رہا ہے، وہ اپنے آپ کو نبی کہے تو یہ امر دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔

مرزا صاحب کی علمی زندگی کا آغاز 1880ء میں ہوا جب انہوں نے اپنی پہلی تصنیف براہین احمدیہ کی جلد اول شائع کی، براہین احمدیہ کی تصنیف 1879ء میں ہوئی۔

---

❶ کتاب البریہ، صفحہ: 134۔

❷ تحفہ قیصریہ، صفحہ: 16۔

❸ حاشیہ کتاب البریہ، صفحہ: 155۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرزا صاحب نے اعلان کیا تھا کہ وہ بیک وقت سناتن دھرم، آریہ سماج اور برہمو سماج کی تردید اور اسلام کی صداقت میں 300 دلائل پیش کریں گے۔ اس کتاب کی اشاعت لیے مرزا صاحب نے مسلمانوں سے مالی مدد کی اپیل کی، انہوں نے کہا کہ یہ کتاب بڑی ہوگی اور 50 حصوں پر مشتمل ہوگی، لیکن چوتھے ہی حصے پر کتاب کا سلسلہ رک گیا اور پانچواں حصہ کتاب شروع کرنے کے پورے 25 سال بعد 1905ء میں شائع ہوا۔ اس دوران بہت سے لوگ، جو پوری کتاب 50 حصوں کی قیمت داخل کرا چکے تھے فوت ہو چکے تھے۔

مرزا صاحب نے اس کا جواب یہ دیا کہ پہلے پورے 50 حصے لکھنے کا ارادہ تھا، مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ 50 اور 5 کے عدد میں صرف ایک نقطہ (صفر) کا فرق ہے، اس لیے 5 حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔ اس قسم کے بہت سے ''نقطے'' مرزا صاحب کی تعلیمات میں موجود ہیں۔ براہین احمدیہ کا مطالعہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ یہ کتاب نادر علمی تحقیقات کی بجائے کشف، الہامات، دعووں اور پیشین گوئیوں سے بھری ہوئی ہے، مصنف نے ساتھ ہی اپنی شخصیت کا تعارف دیا ہے۔ کتاب کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ الہام کا سلسلہ نہ منقطع ہوا ہے نہ اسے منقطع ہونا چاہیے۔ اس الہام کے بقاء اور تشکیل کے ثبوت میں وہ اپنے طویل الہامات نقل کرتے ہیں۔ یہ الہامات قرآن و حدیث کے غیر مربوط ٹکڑوں پر مشتمل ہیں جو مرزا صاحب کے اپنے جملے اور ہندوستانی عربی کا نمونہ ہیں اور ان میں عربی قواعد کی بھی فاش غلطیاں ہیں۔

1984ء تک مرزا صاحب کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ خدا کی طرف سے مامور اور عصر حاضر کے مجدد ہیں اور ان کی حضرت مسیح علیہ السلام سے مماثلت حاصل ہے۔ [1]

یہ مماثلت کس طرح ہو سکتی ہے کہ مسیح موعود کا نام قرآن میں عیسیٰ بن مریم یا مسیح استعمال ہوا ہے اور آپ کی والدہ کا نام قرآن و حدیث نے مریم بتایا ہے، جبکہ مرزا صاحب کا نام غلام احمد اور ماں کا نام چراغ بی بی تھا۔

---

[1] جلد 1، سیرۃ المہدی، صفحہ: 39۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرزا صاحب کی متناقضات:

مرزا صاحب کے دعووں کو اگر تاریخی ترتیب دی جائے تو انہیں تین مرحلوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے، جن کی تعریف ہم قادیانیت کی تاریخ میں کریں گے، لیکن یہاں اجمالی طور پر تذکرہ کیا جاتا ہے۔

1..... 1882ء سے 1890ء تک اس مرحلے میں مرزا صاحب نے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کا انعام یافتہ قرار دیتے ہوئے مجدد اور مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔

2..... 1891ء تا 1901ء، اس مرحلہ میں اس نے مہدی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔

3..... 1901ء تا 1908 (مرزا صاحب کی وفات تک) اس مرحلہ میں انہوں نے نہ صرف نبی و رسول ہونے کا دعویٰ کیا، بلکہ دعووں کی بھرمار کر دی۔ یہ دعاوی باہم متناقض بھی دکھائی دیتے ہیں، اس کی غالباً وجہ یہی ہے کہ مرزا صاحب کے ایک دعوے پر گرفت کی جاتی تو مرزا صاحب کوئی دوسرا قول پیش کر دیتے۔ چند دعاوی کا ذکر کیا جاتا ہے جن میں آپ کو باہمی تناقض جگہ جگہ نظر آئیں گے۔

☆ میں نبی ہوں بلکہ اللہ کی طرف سے محدث اور اللہ کا کلیم ہوں تا کہ دین مصطفیٰ کی تجدید کروں۔ ❶

☆ میں مہدی ہوں۔ ❷

☆ ان لوگوں نے مجھ پر افتراء کیا ہے کہ جو کہتے ہیں کہ میں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ ❸

☆ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ ❹

☆ میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں اسماعیل ہوں، مین داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہون۔ ❺

---

❶ آئینہ کمالات اسلام، صفحہ: 383۔

❷ معیار الاخیار، صفحہ: 11۔

❸ حمامۃ البشریٰ

❹ اخبار "بدر"، 5 مارچ 1887۔

❺ روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ: 521۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ میری آمد کی وجہ سے ہر نبی زندہ ہو گیا اور ہر رسول میرے پیراہن (کرتا) میں چھپا ہے۔

☆ میں زندہ علی ہوں۔ ❷

☆ میں اس زمانے کا حسن و حسین ہوں۔ ❸

☆ اس زمانے میں خدا نے چاہا کہ جس قدر راست باز اور مقدس نبی گزر چکے ہیں، ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کیے جائیں، تو وہ میں ہوں۔ ❹

☆ خدا تعالیٰ نے میرے پر بار بار ظاہر کیا کہ جو کرشن آخری زمانے میں ظاہر ہونے وا وہ تو ہی ہے، آریوں کا بادشاہ۔ ❺

☆ میں نے کشف میں دیکھا کہ میں نے دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔

مرزا صاحب کے دعوے ایک مرتب سکیم کے تحت تھے، انہوں نے مجدد سے نبی بنے منزلوں کو طے کرنے میں بڑے صبر و تحمل اور احتیاط سے کام لیا وہ اس بات کا اطمینان کر چاہتے کہ لوگوں کی عقیدت اور ان کا جذبہ اطاعت اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ وہ اس دوسرے دعاوی کی طرح دعویٰ نبوت کو بھی قبول کرنے کے لیے تیار ہیں۔ پہلے اپنی نبوت ظلی، غیر تشریعی اور نبوت محمدی کا عکس قرار دیا، یوں لگتا تھا جیسے وہ محض ایک روحانی مرتبے فائز ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ لیکن بعد ازاں انہوں نے قطعی اور متواتر احکام کو پوری قو کے ساتھ منسوخ کرنا شروع کر دیا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایسا صاحب شریعت اور صاحب امر و نہی نبی سمجھتے تھے، جو قرآنی شریعت کو منسوخ کر سکتا ہے۔ چنانچہ برطانوی حکومت کی مدد کرتے ہوئے جہاد جیسے قرآنی حکم کو منسوخ کرنے کا اعلان بھی کر دیا۔

محمدی بیگم سے نکاح کی پیشین گوئی:

یہ مرزا صاحب کی سب سے مشہور پیشین گوئی ہے، جسے انہوں نے اپنی کتابوں میں اپ

❶ درثمین (فارسی) صفحہ: 165۔

❷ رسالہ "الحکم" قادیان، 10 نومبر 1905۔

❸ فتح الاسلام، صفحہ: 57۔

❹ براہین احمدیہ، جلد 5، صفحہ: 90۔

❺ تتمہ الوحی، صفحہ: 85۔

❻ روحانی خزائن، جلد 13، صفحہ: 103۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صداقت کی خاص آسمانی نشانی اور معیار قرار دیا تھا۔ محمدی بیگم مرزا قادیانی کے ماموں زاد احمد بیگ کی نوعمر لڑکی تھی، مرزا صاحب نے اسے زبردستی نکاح میں لانے کا ارادہ کیا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ایک زمین کے ہبہ نامے کے سلسلے میں مرزا احمد بیگ کو مرزا قادیانی کے دستخط کی ضرورت پڑی، مرزا قادیانی نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور احمد بیگ سے کہا: استخارہ کرنے کے بعد دستخط کروں گا۔ کچھ دنوں بعد جب احمد بیگ نے دستخط کرنے کو کہا تو مرزا صاحب نے جواب دیا کہ دستخط اس شرط پر ہوں گے کہ اپنی بیٹی محمدی بیگم کا نکاح میرے ساتھ کرو۔ چنانچہ مرزا صاحب دھمکی اور لالچ کے نفسیاتی حربے استعمال میں لاتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص (احمد بیگ) کی بڑی لڑکی کے لیے پیغامِ نکاح بھیج اور اس سے کہہ دے کہ وہ پہلے تمہیں اپنی دامادی میں قبول کرے اور تمہارے نور سے روشنی حاصل کرے اور کہہ دے کہ مجھے اس زمین کے ہبہ کرنے کا حکم مل گیا ہے جس کے تم خواہش مند ہو۔ بلکہ اس کے ساتھ اور زمین بھی دی جائے گی اور دیگر مزید احسانات تم پر کیے جائیں گے، بشرطیکہ تم اپنی لڑکی کا نکاح مجھ سے کر دو۔ میرے اور تمہارے درمیان یہی عہد ہے، تم مان لوگے تو میں بھی تسلیم کرلوں گا، اگر تم قبول نہ کرو گے تو خبردار رہو! مجھے خدا نے یہ بتلایا ہے کہ اگر کسی شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہوگا تو نہ اس لڑکے لیے یہ نکاح مبارک ہوگا اور نہ تمہارے لیے۔" ❶

مرزا قادیانی نے ان باتوں کو اپنے خطوط، اپنی کتابوں اور اشتہارات میں ایسے زور و شور سے لکھا کہ احمد بیگ اگر کچا ہوتا تو ڈر کے مارے نکاح کر دیتا۔ لیکن اس نے اثر نہیں لیا اور برابر انکار کرتا رہا۔ مرزا قادیانی طرح طرح سے کوششیں اور ہر طرح کی تدبیریں استعمال کرتے رہے جن کی تفصیل بہت لمبی ہے جو بڑی شرمناک اور عبرتناک بھی ہے۔

مرزا قادیانی کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معاملہ ایک مدت تک یونہی چلتا رہا کہ

❶ آئینہ کمالات اسلام، جلد، صفحہ: 572۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرزا قادیانی محمدی بیگم کے والد احمد بیگ کو قائل کرنے کے لیے جتن کرتے رہے، اسے خطوط لکھتے رہے اور الہاموں کے ذریعے اسے دھمکی دیتے رہے، لیکن احمد بیگ انکار پر ڈٹا رہا۔ بات یہاں تک پہنچ گئی کہ ضلع لاہور کے رہنے والے ایک شخص سلطان محمد سے محمدی بیگم کے نکاح کی بات چیت ہونے لگی۔ جب مرزا قادیانی کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اس میں رکاوٹیں ڈالنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ جب یہ کوششیں بھی ناکام رہیں تو خدا کے الہام کے حوالے سے پیشین گوئی کی:

''خدا نے اس عاجز کے مخالف اور منکر رشتہ داروں کے حق میں نشان کے طور پر پیشین گوئی کی ہے کہ ان میں سے جو ایک شخص احمد بیگ نام کا ہے، اگر وہ اپنی بڑی لڑکی اس عاجز کو نہیں دے گا تو تین برس کے عرصے تک بلکہ اس سے قریب فوت ہو جائے گا اور وہ جو نکاح کرے گا، وہ روز نکاح سے اڑھائی برس کے عرصے میں فوت ہو جائے گا اور آخر وہ عورت میرے نکاح میں ہوگی۔''[1]

بالآخر 17 اپریل 1892ء کو محمدی بیگم کا نکاح سلطان محمد سے ہو گیا۔ لیکن مرزا قادیانی اس کے بعد بڑے زور وشور سے یہ پیش گوئی کرتے رہے کہ سلطان محمد مرے گا اور محمدی بیگم میرے نکاح میں ہوگی۔ پر اللہ کی تقدیر مبرم ہے کوئی اسے نہیں بدلے گا۔

اب ذرا اس زاویے سے غور کیجئے کہ کیا کسی کی منکوحہ یا بیٹی کے خلاف علی الاعلان اشتہار چھاپنا کہ یہ میرے نکاح میں آئے گی، کیا اس سے شرافت وعزت کا جنازہ نہیں نکلتا؟ نبوت ورسالت تو اس سے بہت ارفع واعلیٰ منصب ہیں۔

مرزا صاحب کے جن مخالفین نے مرزا صاحب کا نکاح محمدی بیگم سے نہ ہونے اور سلطان محمد سے ہو جانے اور اڑھائی سال بعد سلطان محمد کے نہ مرنے پر خوشیاں منائیں، ان کے متعلق مرزا صاحب کا غیظ وغضب ملاحظہ ہو:

''سو چاہیے تھا کہ ہمارے نادان مخالف انجام کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے

---

[1] مجموعہ اشتہارات، جلد: 1، صفحہ 102، اشتہار، 10 فروری 1886ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنی بدگوئی ظاہر نہ کرتے، بھلا جس وقت یہ باتیں پوری ہو جائیں گی تو اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے؟ اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے؟ ان بے وقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہ رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے۔''[1]

مرزا صاحب 1908ء میں مر گئے اور ان کی پیشین گوئیوں کا حشر یہ ہوا کہ نہ ہی سلطان محمد مرا اور نہ ہی محمدی بیگم ان کے نکاح میں آئی۔ سلطان محمد مرزا صاحب کے بعد 40 سال تک زندہ رہا اور اس طویل مدت کا ہر دن مرزا قادیانی کے کاذب و مفتری ہونے کی شہادت دنیا کے سامنے پیش کرتا رہا۔ لیکن افسوس کہ ماننے والے اب بھی برابر مان رہے ہیں۔ لیکن اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں، کیونکہ ہندوستان میں ہزاروں لوگ جانوروں کو پوجتے ہیں، دریاؤں، درختوں اور بتوں کی پرستش کر رہے ہیں، ان پڑھ اور گنوار ہی نہیں بلکہ ان چیزوں کی پرستش کرنے والے اچھے اچھے تعلیم یافتہ اور P.H.D لوگ ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہدایت اور گمراہی کے اصول کچھ اور ہی ہیں۔

اس کے علاوہ مرزا صاحب نے اپنی زندگی میں بہت سی پیشین گوئیاں کیں، جن کی تفصیل کا بوجھ اس مختصر کتابچہ کے اوراق اٹھانے سے قاصر ہیں، لہٰذا تفاصیل کے لیے احمدیت کے لٹریچر کا مطالعہ کیا جائے۔

1908ء میں مرزا صاحب اس وقت فوت ہوئے جب وہ لاہور میں برانڈرتھ (برنتھ) روڈ پر واقع احمدیہ بلڈنگ میں قیام پذیر تھے۔ مرزا صاحب بیت الخلاء گئے اور وہیں پر ان کی موت واقع ہوئی۔ ان کا جنازہ بذریعہ ٹرین بٹالہ لایا گیا اور وہاں سے قادیان لایا گیا اور وہیں دفن کر دیا گیا۔ لعنة الله عليه

---

[1] روحانی خزائن، جلد 1، صفحہ: 337۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قادیانیت کی تاریخ

یہاں ہم احمدی مصنفین دوست محمد شاہد کی کتاب ''تاریخ احمدیت'' اور شیخ خورشید احمد کی کتاب ''جماعت احمدیہ کی مختصر تاریخ'' سے ان کی تاریخ کا خلاصہ پیش کر رہے ہیں، جبکہ غیر احمدی وسائل میں سے اہل سنت کے عالم مولانا ابوالحسن علی ندوی کی کتاب ''قادیانیت مطالعہ وجائزہ'' سے استفادہ کریں گے۔

قادیانیت کے تاریخی ارتقاء اور مسلمانوں کے ساتھ ان کے تعامل کو سمجھنے کے لیے قادیانی مذہب کی تاریخ کو ہم چھ ادوار میں کر سکتے ہیں۔

☆ پہلا دور (1882ء) سے پہلے ☆ دوسرا دور 1882 تا 1891

☆ تیسرا دور 1891 تا 1908 ☆ چوتھا دور 1908 تا 1947

☆ پانچواں دور 1947 تا 1974 ☆ چھٹا دور 1974 تا حال

اب ہم ان ادوار کی کچھ تفاصیل ذکر کرتے ہیں۔

پہلا دور (1882ء) سے پہلے:

احمدی تواریخ کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی 1835ء میں پیدا ہوئے اور بچپن سے ہی ان کا رجحان مذہب کی طرف تھا، یہ وہ دور تھا جب مسلمان پوری طرح مغلوب ہو چکے تھے اور 1857ء کی جنگ آزادی کے نتیجے میں ان کی سیاسی قوت کا مکمل خاتمہ ہو چکا تھا۔

لارڈ میکالے کے تعلیمی اقدامات کے نتیجے میں مسلمانوں کی علمی اور معاشی حالت خرابی ہوتی چلی گئی۔ کہا جا سکتا ہے کہ 1857ء کے بعد مسلمان برصغیر جنوبی ایشیاء میں زوال اور پستی کی آخری سطح پر تھے، اس دور میں مذہبی اعتبار سے مسلمانوں کو دو چیلنجوں کا سامنا تھا۔ ایک عیسائی مشنری کی سرگرم تبدیلیاں اور دوسرا ہندو احیا پرستی۔ عیسائیوں کی حکومت تھی اور دوسری جانب ہندوؤں کے ہاں متعدد اصلاحی و احیائی تحریکوں نے جنم لیا، جن میں آریہ سماج تحریک سب سے نمایاں تھی۔ یہ تحریک ہندو مذہب کی دعوت کو دیگر مذاہب تک پہنچانے میں سرگرم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمل تھی۔ عیسائیوں اور آریہ سماجی مبلغین نے مسلم علماء کو مناظرے کے چیلنج دینا شروع کر دیئے، جس کے نتیجے میں مسلمانوں کے ہاں مناظرین کا ایک بہت بڑا طبقہ پیدا ہوا، جس نے اسلام کا دفاع کرتے ہوئے اس پر ہونے والے حملوں کو روکا۔ ان میں سب سے نمایاں مولانا رحمت اللہ کیرانوی تھے جنہوں نے اظہار الحق نامی کتاب لکھ کر مشہور مسیحی مبلغ پادری فنڈر کے اسلام پر اعتراضات کا نہ صرف جواب دیا، بلکہ عیسائیوں کے معتقدات پر شدید حملہ بھی کیا۔ اسی دور میں مرزا غلام احمد صاحب پروان چڑھے، انہیں عیسائیوں اور مسلمانوں کے مناظروں میں غیر معمولی دلچسپی تھی۔ انہوں نے اخبارات میں مضامین لکھنے کا سلسلہ شروع کیا جس سے انہیں خوب شہرت ملی۔ پھر اس موضوع پر انہوں نے ایک کتاب ''براہین احمدیہ'' لکھنے کا ارادہ کیا۔

1880 میں اس کا پہلا حصہ شائع ہوا، جبکہ 1886ء تک اس کتاب کے چار حصے شائع ہوئے۔ (پانچواں اور آخری حصہ البتہ 1905 میں منظر عام آیا) اس کتاب کو مسلم حلقوں میں بہت پسند کیا گیا اور مرزا کی شہرت پورے ہندوستان میں پھیل گئی۔

دوسرا دور 1882 تا 1891:

1882ء میں مرزا صاحب کی زندگی میں ایک تبدیلی رونما ہوئی۔ احمدی تواریخ کے مطابق انہیں کشف میں یہ نظر آیا کہ ایک باغ لگایا جا رہا ہے جس کے وہ مالی مقرر ہوئے ہیں۔ اس کے بعد انہیں متعدد کشف ہوئے جن سے اسے یہ معلوم ہوا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص مقصد کے لیے مقرر اور مامور کیا گیا ہے، اس سے پہلے وہ جو کام کر رہے تھے اس کی بنیاد قرآن وسنت اور عقل پر تھی، لیکن اب انہوں نے کشف والہام کی بنیاد پر اپنے کام کا آغاز کیا۔ 1885ء میں مرزا نے ایک اشتہار شائع کیا جس میں انہوں نے مجدد اور مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا اور مسلمانوں کو یہ دعوت عام دی کہ وہ ان کے پاس آ کر اسلام کی سچائی کے آسمانی نشانات دیکھیں۔

1888ء میں مرزا نے بیعت لینے کا آغاز کیا، جس کے نتیجے میں 1889ء میں جماعت احمدیہ کی بنیاد پڑی۔ مرزا صاحب کا پہلا پہلے مرید حکیم نورالدین بھیروی تھا جو بعد میں ان کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلا خلیفہ بنا۔ مرزا صاحب کی بیعت کا دائرہ پھیلتا رہا اور بہت سے لوگ ان کی بیعت میں شامل ہوتے رہے۔

تیسرا دور 1891 تا 1908ء:

1991ء میں مرزا صاحب نے اس الہام کا اعلان کیا کہ مسلمانوں کے عام عقیدے کے برعکس حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت وفات پا چکے ہیں اور احادیث میں قیامت کے نزدیک جس مسیح کے دوبارہ آنے کا ذکر ہے وہ دراصل مرزا صاحب خود ہیں۔ اسی طرح جن احادیث میں امام مہدی کا ذکر ہے اس سے مراد بھی مرزا صاحب ہی ہیں۔ اس سے پہلے مرزا صاحب اور ان کے متبعین کے نزدیک مرزا صاحب کی حیثیت ایک مصلح اور مجدد کی تھی، مگر اس اعلان کے ساتھ ہی ان کا مقام اس سے بڑھ کر ایک نبی کا ہو گیا۔ اس دعویٰ کے بعد پورے برصغیر کے مسلم علماء کی جانب سے ان کے کفر کا اعلان ہوا اور انہیں دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا گیا۔ مرزا کے دعویٰ کی تردید جن علماء نے کی ان میں سب سے نمایاں محمد حسین بٹالوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری اور پیر مہر علی شاہ تھے۔

مرزا صاحب نے اپنی دعوت کو پھیلانے کے لیے بڑے وسیع پیمانے پر اہتمام کیا۔ انہوں نے قادیان میں ایک سکول قائم کیا، جس میں جدید تعلیم دی جاتی تھی اور دو اخبار بھی جاری کیے جن کے ذریعے ان کی دعوت کو پھیلایا جاتا۔ 1900ء عیسوی میں انہوں نے قادیان میں ایک مینار کی تعمیر شروع کی جو ان کی زندگی میں مکمل نہ ہو سکی، اس مینار کو انہوں نے ''منارۃ المسیح'' کا نام دیا اور اسے اپنی نبوت کی ایک دلیل قرار دیا۔

1901ء میں انہوں نے اپنی جماعت کا نام ''فرقہ احمدیہ'' رکھا، اسی سال انہوں نے اپنی نبوت کا باضابطہ اعلان کیا اور نبوت کی تعریف کے بارے میں اپنے نقطہ نظر میں تبدیلی کی۔ اس سے پہلے مرزا صاحب اپنے آپ کو ایک محدث سمجھتے تھے جسے بذریعہ الہام مستقبل کی خبریں دی جاتی ہیں۔ اب مرزا پر انکشاف ہوا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے امتی ہونے کے ساتھ ساتھ مقام نبوت پر بھی سرفراز ہو چکے ہیں۔ مرزا صاحب نے ان تمام مسلمانوں کو کافر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور جہنمی قرار دیا جو ان کی نبوت پر ایمان نہ رکھتے تھے۔ امدیوں کی دعوت برصغیر سے افغانستان تک پہنچ گئی، تاہم اس کا زیادہ زور پنجاب میں ہی رہا۔ ایک افغانی عبداللطیف نے احمدیت قبول کی جس کی پاداش میں افغان حکومت کی جانب سے 1903ء میں اسے سزائے موت دی گئی۔ مرزا صاحب نے اپنے رسالہ ''گورنمنٹ انگریزی اور جہاد'' میں حکومت برطانیہ کے خلاف جہاد کو حرام قرار دے دیا۔

1905ء میں انہوں نے اپنے ہائی سکول کے ساتھ ساتھ ایک دینی مدرسہ بھی قائم کیا، اسی عرصے میں انہوں نے قادیان میں مقبرہ بہشتی قائم کیا، اس کی بنیاد ان کے ایک کشف پر تھی جس میں انہیں دکھایا گیا کہ اس زمین میں صرف احمدی دفن ہوں گے۔ ایسا ہی ایک مقبرہ بعد میں ربوہ میں بھی قائم ہوا، اس میں دفن ہونے کی شرائط یہ تھیں کہ متعلقہ شخص شرک اور گناہوں سے بچتا ہوں اور اپنی آمدن کا 10٪ فرقہ احمدیہ کے کاموں پر خرچ کرتا ہو۔ 1908ء میں مرزا صاحب مر گئے انہیں قادیان دفن کر دیا گیا۔ احمدی ان کے پیروکار حضرات کو صحابہ اور ان کی زوجہ کو ام المومنین کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

چوتھا دور 1908 تا 1947ء:

مرزا صاحب کی وفات کے بعد ان کے قریبی ساتھی حکیم نورالدین احمدی جماعت کے خلیفہ اول منتخب ہوئے۔ حکیم صاحب کا تعلق بھیرہ ضلع سرگودھا سے تھا، لیکن وہ مرزا صاحب کے ساتھ قادیان میں ہی مقیم تھے۔ حکیم نے اپنے دور میں مدرسہ احمدیہ کو ترقی دی، متعدد اخبارات و رسائل جاری کیے، برطانیہ کی جانب پہلا تبلیغی مشن روانہ کیا اور ان کے حکم پر مولانا محمد علی نے انگریزی ترجمہ قرآن کا آغاز کیا۔

1914ء میں حکیم نورالدین کی وفات کے بعد احمدیوں نے مرزا صاحب کے بڑے بیٹے مرزا بشیرالدین کو خلیفہ دوم مقرر کیا۔ اس موقع پر مولانا محمد علی مرزا کی نبوت سے انکار کر کے احمدیوں کی مرکزی جماعت سے الگ ہو گئے اور انہوں نے لاہوری فرقہ کی بنیاد رکھی۔ مرزا بشیر کے زمانہ میں احمدیت کی دعوت کو پھیلانے کا زبردست نیٹ ورک قائم ہوا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امریکہ، یورپ اور افریقہ میں جماعت کی شاخیں قائم کی گئیں، احمدی مردوں، نوجوانوں، خواتین، بچوں اور بچیوں کی تربیت کے لیے الگ الگ تنظیمیں قائم کر کے انہیں منظم کیا گیا۔ 1916ء میں منارۃ المسیح کی تعمیر مکمل ہوئی، 1934ء میں احمدیوں کے خلاف زبردست تحریک شروئی ہوئی، جس کی قیادت مجلس احرار کے پاس تھی۔ یہ دیوبندی مکتب فکر کی ایک جماعت تھی، انہوں نے احمدیت کے گڑھ قادیان میں ختم نبوت کانفرنس منعقد کی اور برصغیر کے طول وعرض میں احمدیت کے خلاف مہم چلائی اور مسلمانوں کو قائل کرنے کی کوشش کی کہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔ اسی زمانہ میں علامہ محمد اقبال نے بھی اپنا مضمون لکھا جس میں انہوں نے احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

پانچواں دور 1947 تا 1974ء:

1947ء میں جب ہندوستان کو دو ممالک میں تقسیم کیا گیا تو ضلع گورداس پور جس میں قادیان بھی تھا، بھارت کے حصے میں آیا۔ اس موقع پر احمدیوں کی لیڈرشپ نے پاکستان جانے کا فیصلہ کیا اور اپنے پیروکاروں کی بڑی تعداد کے ساتھ پاکستان آپہنچے۔ لاہوری فرقہ کا دفتر پہلے ہی لاہور میں تھا، جبکہ قادیانی فرقہ نے چنیوٹ کے قریب دریائے چناب کے کنارے ربوہ نام کا ایک شہر آباد کیا، جس کی آبادی کم وبیش احمدی فرقہ تھا۔ اب حکومت نے اس شہر کا نام چناب نگر رکھ دیا ہے۔ پاکستان آنے کے بعد احمدیوں نے پوری قوت سے دعوت وتبلیغ کا کام شروع کیا، انہوں نے بہت سے مبلغین تیار کر کے دیہاتی علاقوں میں بھیجے تاکہ کم تعلیم یافتہ لوگوں کو احمدیت کی طرف مائل کیا جا سکے۔ خلیفہ ثانی مرزا بشیر الدین کے حکم سے قرآن کا ترجمہ شائع کیا گیا اور ایک نئے کیلنڈر کا اجراء کیا گیا۔

1953 میں مسلمانوں کی جانب سے تحریک ختم نبوت شروع ہوئی اس میں مجلس احرار، جماعت اسلامی، جمعیت علمائے پاکستان اور تقریباً سب ہی مکاتب فکر کی جماعتیں شامل تھیں۔ حکومت کے اہم عہدوں پر احمدیوں کے فائز ہونے کی وجہ سے اس تحریک کو دبا دیا گیا اور تحریک ختم نبوت کے قائدین کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس تحریک میں اہل حدیث، شیعہ، حتی کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منکرین حدیث سبھی نے مل کر احمدیوں کے نقطہ نظر کا رد کیا اور اس کے لیے بہت بڑا لٹریچر تیار کیا۔ اس تحریک میں سید ابو الاعلیٰ مودودی اور مولانا عبدالستار خاں نیازی بھی شامل تھے، ان کو سزائے موت سنائی گئی لیکن بیرونی مخالفت کے باعث اسے منسوخ کر دیا گیا۔

1965ء میں مرزا بشیر کی وفات کے بعد اس کا بیٹا مرزا ناصر خلیفہ بنا۔ مرزا ناصر نے اپنے والد کے منصوبوں کو جاری رکھا اور احمدی دعوت کو امریکہ اور یورپ تک پھیلایا۔

1974ء میں ربوہ ریلوے سٹیشن پر مار پیٹ کا ایک واقعہ پیش آیا کچھ طلباء ملتان سے لاہور آرہے تھے، ربوہ سٹیشن پر ٹرین رکی تو قادیانی جماعت کے لوگوں نے لٹریچر تقسیم کیا، جس پر مسلم طلبا کا ان سے معاملہ بگڑ گیا اور قادیانیوں نے طلبا کو زدوکوب کیا، جس کے نتیجے میں احمدیوں کے خلاف زبردست تحریک پورے ملک میں پھیل گئی۔ اس تحریک کا مطالبہ یہ تھا کہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ مسلمانوں کے تمام مسالک اس مسئلے پر متفق تھے بالآخر حکومت نے یہ مطالبہ منظور کیا۔ مرزا ناصر کو بلا کر پارلیمنٹ نے ان کا موقف سنا اور اس کے بعد فیصلہ کیا کہ احمدیوں کے دونوں فرقے (قادیانی اور لاہوری) دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور پاکستان میں ایک غیر مسلم اقلیت کی حیثیت سے رہ سکتے ہیں۔

چھٹا دور 1974 تا حال:

غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کے بعد احمدیوں نے اپنی تبلیغی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ ان کے نقطہ نظر کے مطابق اصلی مسلمان وہ (قادیانی) ہیں اور بقیہ مسلمان کفار اور اہل کتاب میں شمار ہوتے ہیں۔ 1982 میں مرزا ناصر کی وفات کے بعد اس کا بھائی مرزا طاہر احمد قادیانیت کا چوتھا خلیفہ مقرر ہوا۔ اس نے امریکہ اور کینیڈا میں احمدیت کی دعوت پھیلائی۔

1984 میں حکومت پاکستان نے احمدیوں پر یہ پابندی عائد کر دی کہ وہ اسلام کا نام اور اس سے متعلق علامات (نماز، مسجد) وغیرہ پاکستان میں استعمال نہیں کر سکتے۔ اس سے احمدی دعوت کو کافی نقصان ہوا، مرزا طاہر پاکستان سے لندن چلا گیا اور اب تک عملاً احمدیت کا مرکز لندن میں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے افریقہ اور دیگر پسماندہ ممالک میں دعوتی سرگرمیاں تیز کیں اور اس کے ساتھ ساتھ مغربی ممالک میں بھی اپنی دعوت کو پھیلاتے رہے۔ ڈش اور انٹرنیٹ کی ایجاد کے بعد احمدیوں نے اس میڈیا کا استعمال بھی بڑی تیزی سے شروع کیا۔ 2003 میں مرزا طاہر کی وفات کے بعد مرزا مسرور خلیفہ بنا جو اب تک احمدیوں کا سربراہ ہے۔

احمدیوں کے فرقے

احمدیوں کے دو فرقے ہیں۔

☆ قادیانی فرقہ ☆ لاہوری فرقہ

قادیانی فرقہ:

اسے احمدی فرقہ "جماعت احمدیہ" یا "سلسلہ احمدیہ" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ قادیانیوں کا مرکزی فرقہ ہے، ان کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی اللہ کے نبی اور مسیح موعود تھے اور یہ لوگ تمام مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

لاہوری فرقہ:

یہ فرقہ مرکزی جماعت سے اس وقت علیحدہ ہوا کہ جب مرزا غلام احمد کے بیٹے مرزا بشیر کو خلیفہ بنایا گیا۔ یہ "جماعت احمدیہ لاہور" بھی کہلاتا ہے۔ یہ فرقہ مرزا صاحب کو رسول یا نبی تو نہیں مانتا لیکن ایک مصلح، مجدد اور مسیح موعود ضرور مانتا ہے۔ یہ لوگ عام مسلمانوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں سمجھتے۔

قادیانیوں کے عقائد

احمدی (قادیانی) حضرات عام مسلمانوں کے ساتھ بعض اساسی معاملات میں اختلاف رائے رکھتے ہیں، مگر جزوی معاملات میں موافقت بھی رکھتے ہیں۔ ان ابواب میں احمدی سے مراد ہماری مراد وہ احمدی ہیں جو کہ قادیانی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں، ان کے لاہوری جماعت کے نظریات ان سے کچھ مختلف ہیں۔ ذیل میں ہم قادیانی جماعت کے اہم عقائد پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نظر ڈالیں گے۔

- مسلمانوں کے نزدیک ختم نبوت کا عقیدہ دین کا ایک بنیادی اور متفقہ عقیدہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ پر نبوت ورسالت ختم ہو چکی اور اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس کے برعکس احمدیوں کے نزدیک نبوت کا سلسلہ اب بھی جاری ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی نبی تھے۔
- احمدی حضرات کے نزدیک حضرت مسیح علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور احادیث میں جس ہستی کی آمد کی خبر دی گئی تھی وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔ اسی ہستی کو مسیح موعود کہا جاتا ہے یعنی وہ مسیح جس کی آمد کا وعدہ کیا گیا ہے۔
- مسلمانوں کے نزدیک نبی کی کوئی اقسام نہیں ہوتیں، مسلمانوں کے نزدیک نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ احمدی حضرات کے نزدیک نبی کی دو اقسام ہوتی ہیں۔

① مستقل اور صاحب شریعت ② امتی نبی

وہ یہ مانتے ہیں کہ نبی ﷺ آخری مستقل اور صاحب شریعت نبی تھے، تاہم امتی نبی اب بھی آسکتے ہیں، مرزا صاحب کو وہ امتی نبی مانتے ہیں۔ ان کے نزدیک مرزا صاحب مروزی نبی ہیں، (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) یعنی مرزا صاحب نبی ﷺ کی شکل میں تشریف لائے ہیں۔

- مسلمانوں کے نزدیک رسول ﷺ مرکزی حیثیت رکھتے ہیں، آپ ہی دین وشریعت کا ماخذ ہیں۔ آپ سے پہلے کے انبیاء کرام علیہم السلام کا مسلمان احترام کرتے ہیں۔ احمدی بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں، تاہم وہ مرزا صاحب کو نبی تسلیم کیے جانے کے سبب ان سے غیر معمولی عقیدت رکھتے ہیں اور ان کے ساتھیوں کو وہی مقام دیتے ہیں جو مسلمانوں کے ہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حاصل ہے۔
- مسلمانوں کے نزدیک دین کا ماخذ صرف اور صرف قرآن وسنت ہے۔ احمدی حضرات بھی ان ماخذ کو تسلیم کرتے ہیں، تاہم ان کے نزدیک مرزا غلام احمد کے الہامات بھی وحی کا درجہ رکھتے ہیں، اس لیے وہ انہیں بھی دین کا ماخذ تسلیم کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- احمدی تمام غیر احمدیوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں اور انہیں کافر کہتے ہیں۔ یہ مسلمانوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور ان کی مساجد نہیں ہوتیں۔ زکوۃ صرف اپنے حلقے میں دیتے ہیں اور قادیان کی زیارت کو ظلی حج قرار دیتے ہیں۔ بالکل اسی طرح مسلمان بھی احمدیوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

- احمدیوں کے نزدیک عام مسلمان چونکہ اہل کتاب میں سے ہیں، اس وجہ سے ان کے نزدیک احمدی مرد یا عورت کا مسلمان مرد یا عورت سے نکاح جائز ہے۔ لیکن مسلمانوں کے نزدیک احمدی چونکہ اسلام سے کفر میں داخل ہوئے اس وجہ سے مسلمان مرد یا خاتون کا نکاح کسی احمدی خاتون یا مرد سے نہیں ہوسکتا۔

قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کے دلائل

قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کے دلائل قرآن وسنت میں کثیر تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ ان کے غیر مسلم ہونے کے لیے سب سے بڑی بنیاد یہ سمجھی جائے کہ قرآن کریم کی کسی آیت یا صحیح حدیث کا صاف طور پر انکار کرنا کفر ہے۔ اس لحاظ سے قرآن کی جن آیات یا احادیث صحیحہ کا قادیانیوں نے انکار کیا ان کی تعداد کافی ہے۔ ذیل میں ہم چند دلائل بیان کرتے ہیں جن کی رو سے قادیانی دائرہ اسلام سے خارج تصور کیے جاتے ہیں۔

- احمدی عملاً قرآن کریم کی اس آیت کا انکار کرتے ہیں۔

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝﴾ (الاحزاب:40)

''محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں اور لیکن وہ اللہ کا رسول اور تمام نبیوں کا ختم کرنے والا ہے اور اللہ ہمیشہ سے ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین قرار دیا ہے، جس کا مطلب ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آسکتا، جبکہ قادیانی حضرات مرزا غلام احمد کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی مانتے ہیں جو کہ اس آیت کا صریح انکار ہے۔

❁ قادیانی اس آیت کا عملاً انکار کرتے ہیں:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدہ:3)

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کیا۔''

ان کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی احکام شریعت میں ترمیم کرنے کے مجاز ہیں۔

❁ شریعت کے کسی بھی فریضے کا جان بوجھ کر انکار کرنا کفر ہوتا ہے۔ چنانچہ جہاد جیسے عظیم فریضہ کو حرام قرار دیتے ہیں۔

❁ قادیانی غیر مسلم ہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ کی بہت سی صحیح احادیث میں یہ بات ثابت ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آ سکتا اور اس کے لیے بہت سی روایات صحیحین اور دیگر کتابوں میں مروی ہے مثلاً سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ)) ❶ ''میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' اس حدیث کو امام بخاری، امام مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد طیالسی، عبد الرزاق صنعانی، حمیدی، ابن ابی شیبہ اور بہت سے محدثین نے اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے۔

❁ قادیانی قرآن کریم کی اس آیت کا انکار کرتے ہیں:

﴿وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ﴾ (النساء:157)

عیسیٰ کو نہ یہودیوں نے قتل کیا اور نہ ہی سولی پر چڑھایا، بلکہ حقیقت یہ تھی کہ ان پر مشابہ ڈالا گیا۔ حدیث نبوی ﷺ ہے:

((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيُقْتَلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيَفِيْضُ الْمَالُ

❶ صحیح بخاری: 4416، صحیح مسلم: 2404.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حَتّٰی لَا یَقْبَلَهُ اَحَدٌ)) ❶

''عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے دوبارہ دنیا میں ایک حاکم کی حیثیت سے آئیں گے، وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ ختم کریں گے اور مال اس قدر عام ہوگا کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔''

قادیانی اس صحیح حدیث کا بھی انکار کرتے ہیں، اس انکار کی وجہ سے قادیانی غیر مسلم ہیں اور ان کے نزدیک جس مسیح موعود کے آنے کا انتظار ہے وہ مرزا صاحب ہے۔

✤ قادیانی اس لحاظ سے بھی غیر مسلم ہیں کہ وہ اس بات کے قائل ہیں کہ تمام مسلمان دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ حالانکہ ایک مسلمان جب تک کلمہ طیبہ کا قائل ہے، اسے کسی صورت کافر قرار نہیں دیا جائے گا جبکہ انہیں نے تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا ہے۔

اجماع کے لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو قرون ماضیہ میں تمام علماء اس بات پر متفق رہے ہیں کہ جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے، وہ دین اسلام سے مرتد ہو جاتا ہے اور سلف سے لے کر آج تک انڈونیشیا سے لے کر امریکہ تک تمام مسلمانوں کا ایسے شخص کے غیر مسلمان ہونے پر اتفاق رہا ہے۔

سوالات

✤ قادیانیت کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

✤ قادیانیت کی تاریخ پر مفصل نوٹ لکھیں۔

✤ قادیانیوں کے کتنے فرقے ہیں؟

✤ مرزا قادیانی کی زندگی کا ناقدانہ جائزہ پیش کریں۔

✤ قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے پر دلائل ذکر کریں۔

❶ الصحیح للبخاری: 2222، صحیح مسلم: 155.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

باب 5

گمراہ فرقے

- گمراہ فرقوں کی تاریخ
- جہمیہ، قدریہ اور مرجئہ فرقوں کا تعارف
- ثعالبہ، معتزلہ اور روافض کا تعارف اور ان کے عقائد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گمراہ فرقے

دنیا میں بہت سے لوگ ایسے بھی گزرے ہیں، جنہوں نے اسلام کے مقابلہ میں اپنے نظریات اور خیالات کے مطابق اپنے عقائد بنائے۔ جس کی وجہ صرف اور صرف یہی تھی کہ یہ صحیح معنوں میں اسلام کے احکام کو سمجھ نہیں سکے تھے۔ دنیا میں جتنے بھی گمراہ فرقے پیدا ہوئے وہ سب کے سب دوزخی ہیں، اور ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذَلِكَ وَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً قَالُوا وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي)) ❶

''یقیناً میری امت پر وہی معاملات پیش آئیں گے جو بنی اسرائیل پر آئے۔ اس انداز پر کہ جس طرح ایک جوتا دوسرے جوتے کے برابر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں سے اعلانیہ زنا کیا ہوگا تو میری امت میں بھی ایسا شخص ہوگا جو یہ کام کرے گا، اور بنی اسرائیل 72 فرقوں میں تقسیم ہوئے جبکہ میری امت 73 فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ ایک گروہ کے علاوہ سبھی جہنمی ہیں۔ صحابہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون سا گروہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

❶ جامع ترمذی، حدیث: 2641.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: (وہ گروہ جو اس طریقہ پر چلے گا) جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق یہ گروہ نمودار ہوئے اور ہر گروہ نے کسی نہ کسی طریقے سے شریعت کی بہت سی چیزوں کا انکار کیا۔ جس کی وجہ سے انہوں نے اسلام سے اپنا حصہ کھو دیا۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے اپنی معروف کتاب ''غنیۃ الطالبین'' میں ان تمام فرقوں کی تفاصیل بیان کی ہیں۔ ذیل کی سطور میں ہم چند مشہور گمراہ فرقوں کے نام اور ان کا مختصر تعارف پیش کریں گے۔

- خوارج
- مرجہ
- معتزلہ
- جہمیہ
- ثعالبہ
- مشبہہ
- روافض

1 خوارج:

اسلام سے خارج ہونے والا سب سے پہلا گروہ ''فرقہ خوارج' کے نام سے ظاہر ہوا، یہ انتہائی خطرناک فرقہ تھا۔ اس گروہ کے عقائد ونظریات اور تاریخ وفرق کا مفصل بیان آئندہ باب میں آئے گا۔

2 مرجہ:

مرجیہ فرقے کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک دفعہ کلمہ پڑھ لے تو اس کے بعد ساری عمر گناہ بھی کرتا رہے تو وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔ ان کا کہنا ہے کہ ایمان ایک قول کا نام ہے۔ اس میں عمل اور احکام شریعت داخل نہیں ہیں اور وہ قول ہے۔

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد الرسول اللّٰہ۔

نیز ان کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ ایمان کی ایک ہی حالت رہتی ہے، اس میں کمی وبیشی واقع نہیں ہوتی، نیز انسانوں اور فرشتوں کا ایمان ایک جیسا ہے اور ایمان میں کوئی استثناء باقی نہیں اگر کوئی شخص زبان سے اقرار کرتے تو وہ عمل نہ بھی کرے تو وہ مومن ہوگا۔

مرجیہ لوگوں کے بارہ فرقے ہیں جن کے نام یہ ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

- جہمیہ
- صالحیہ
- شمریہ
- یونسیہ
- یونانیہ
- نجاریہ
- غیلانیہ
- شعبیہ
- حنفیہ
- معاذیہ
- مریسیہ
- کرامیہ

3 معتزلہ:

یہ لوگ اس نام سے اس لیے موسوم ہوئے ہیں کہ انہوں نے حق سے علیحدگی اختیار کر لی یعنی صراط مستقیم سے کنارہ کش ہو گئے اور انہوں نے حق سے کنارہ اس طرح کیا کہ یہ کبیرہ گناہ کرنے والے پر مختلف حکم لگاتے ہیں۔ بعض کے نزدیک جو آدمی کبیرہ گناہ کرتا ہے وہ مومن ہی رہتا ہے اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ عمل ایمان میں داخل نہیں ہے۔

اور بعض یہ کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر ہو جاتا ہے۔ ایک تیسری بات واصل بن عطاء نے کی ہے "کبیرہ گناہ کرنے والا نہ تو کافر ہوتا ہے اور نہ ہی مومن رہتا ہے۔"

اسی طرح راہ اعتدال سے علیحدہ ہونے کے باعث سے انہیں اعتزالی اور معتزلہ کہا جاتا ہے۔

فرقہ معتزلہ، اس کے ہم خیال گروہ اور ذیلی شاخیں تمام اللہ تعالیٰ کی صفات کے منکر ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ کلام اللہ حادث ہے، نیز اللہ تعالیٰ کے ارادہ کو بھی حادث کہتے ہیں۔ ان کے اکثر لوگ عذاب قبر اور میزان عدل کے بھی منکر ہیں۔ اسی طرح یہ بدبخت گروہ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں سے کلام کرنے کا بھی منکر ہے۔ اس گروہ کے درج ذیل فرقے ہیں:

- ہذلیہ
- نظامیہ
- معمریہ
- جبائیہ
- کعبیہ
- بھشمیہ

4 جہمیہ:

بنیادی طور پر یہ گروہ فرقہ مرجیہ سے تعلق رکھتا ہے اور سب سے زیادہ معروف ہونے والا فرقہ ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح بخاری میں ان لوگوں کے رد میں ایک مفصل عنوان قائم کیا ہے۔ یہ لوگ قرآن کریم کو اللہ کا کلام نہیں مانتے، بلکہ اسے اللہ کی مخلوق کہتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے بات نہیں کی اور نہ ہی اللہ کسی سے کلام کرتے ہیں۔ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ کے ٹھہرنے کی کوئی جگہ نہیں، اللہ کی کرسی اور عرش کے بھی منکر ہیں۔ نیز یہ لوگ بھی عذاب قبر اور میزان عدل کے منکر ہیں۔ ان لوگوں کا نظریہ ہے کہ جنت اور جہنم ازل سے پیدا نہیں ہوئیں، بلکہ پیدا کی جاتی ہے تو جنت ہو جاتی ہے۔ یہ لوگ اس بات کو نہیں مانتے کہ اہل جنت اللہ کا دیدار کریں گے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ ایمان یہ ہے کہ آدمی صرف اللہ کو پہچانے، زبان سے اقرار کرنا ایمان نہیں ہے اور اللہ کی تمام صفات کا انکار کرتے ہیں۔ لیکن سبحان اللہ عما یصفون کا فیصلہ بھی اٹل ہے۔

ثعالبہ:

یہ فرقہ ثعلبہ بن مشکان کی طرف منسوب ہے۔ یہ فرقہ بھی اسلام کے بہت سے حقائق کا انکار کرتا ہے اور یہ اس بات کے قائل ہیں کہ بچے خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے ان کی ولایت ثابت ہو گی۔ اسی طرح اسلام کے حکم کے مخالف یہ فیصلہ دیتے ہیں کہ نہروں، چشموں اور نالوں سے سیراب ہونے والی زمین سے بھی بیسواں حصہ عشر نکالا جائے گا۔ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ نماز کا تارک کافر ہے۔ لیکن ترک کی بناء پر نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اپنی جہالت کی بناء پر۔ نیز ان کا عقیدہ ہے کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق جیسا ہے۔

فرقہ ثعالبہ سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگوں کے عقائد جہم بن صفوان کے عقائد کے مطابق ہیں اور بنیادی طور پر یہ فرقہ مجاردہ (خوارج کا ایک گروہ) سے علیحدہ ہونے والا ایک فرقہ ہے۔ ان کے اختلاف کا سبب یہ بیان کی جاتا ہے کہ مجاردہ کے ایک آدمی نے ثعلبہ بن مشکان سے اس کی بیٹی کا رشتہ مانگا تو ثعلبہ نے مہر مقرر کرنے کا کہا، اس آدمی نے لڑکی کی ماں کو پیغام بھیجا اور اس سے پوچھا کہ اگر لڑکی بالغ ہو گئی ہے اور اپنا اسلام واضح کر چکی ہے تو اسے مہر کی کوئی پرواہ نہیں۔ اس لڑکی کی ماں نے کہا: لڑکی کا مسلمان ہونا ضروری ہے، نابالغ ہونے کا کوئی معاملہ نہیں۔ اس آدمی نے اپنے فرقے کے رہنما عبد الکریم بن عجرد اور ثعلبہ بن مشکان کو ثعلبہ کی بیوی کی بات بتائی۔ جس پر عبد الکریم نے اعتراض کیا، جبکہ ثعلبہ نے اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیوی کے قول کی حمایت کی۔ یہیں پر اختلاف پیدا ہوئے اور ثعالبہ کے نام سے ایک نیا فرقہ بن گیا۔ ثعلبہ کی زندگی میں یہ لوگ متفق رہے۔اس کے مرنے کے بعد ان میں اختلاف ہو گیا۔اس فرقہ کی درج ذیل چار شاخیں ہیں:

❁ معبدیہ ❁ اخنسیہ ❁ رشیدیہ ❁ مکرمیہ

6 مشبہہ:

یہ وہ فرقہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے جسم کو مانتا ہے اور ساتھ ساتھ اسے تشبیہ بھی دیتا ہے۔ عقائد میں یہ لوگ روافض سے بہت مماثلت رکھتے ہیں۔ ان کے عقائد کی کتابیں تصنیف کرنے والا ہشام بن حکم ہے۔اس نے اللہ کے جسم کے ثبوت میں ایک کتاب لکھی ہے۔ یہ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ کا بدن لمبا، چوڑا، موٹا، نورانی اور مقررہ اندازے کے مطابق چمکنے والا نور ہے، اور ایسا صاف ہے جیسا کہ چاندی کا ٹکڑا صاف ہوتا ہے۔ نیز وہ متحرک اور ساکن بھی ہے۔

ہشام کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے جسم کا اچھا اندازہ سات بالشت ہونا بہتر ہے۔اور ایک دفعہ ایک شخص نے پوچھا کہ تیرا رب بڑا ہے یا احد پہاڑ اس نے کہا: میرا رب بڑا ہے۔ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ کا جسم ہے اور اس کا بدن اور اس کی صورت انسان کے جسم اور صورت کی مانند ہے۔ (معاذ اللہ) فرقہ مشبہ کے تین گروہ ہیں:

❁ ھشامیہ ❁ مقاتلیہ ❁ واسمیہ

روافض:

ان کا نام رافضی رکھے جانے کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حضرت زید بن علی بن حسین کو اس وقت چھوڑ دیا تھا، جب انہوں نے ان سے شیخین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں ان کا نقطہ نظر جاننا چاہا، آپ نے خوب تعریف کی جبکہ یہ بدبخت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر خوب طعن و تشنیع کرتے تھے، اس لیے انہوں نے زید بن علی کو چھوڑ دیا تو انہوں نے کہا، ''رفضتمونی'' ''تم نے مجھے چھوڑ دیا ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس وقت سے ان پر روافض کا اطلاق شروع ہوا ہے۔ روافض کے بہت سے گروہ ہیں اور سب کے سب امامت کے قائل ہیں اور ان کے ہاں عقیدہ امامت سے مراد یہ ہے کہ امامت نبوت کی طرح ہوتی ہے اور امام ہر قسم کے گناہوں اور غلطیوں سے پاک ہوتا ہے۔ اور اعلیٰ درجے کے آدمی کے ہوتے ہوئے ادنی درجے کے آدمی کو امام نہیں بنایا جا سکتا اور سب سے پہلا امام حضرت علی کو گردانتے ہیں۔

ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ حضور ﷺ نے آگاہ کیا تھا کہ میرے بعد علی رضی اللہ عنہ میرے خلیفہ ہوں گے۔ چنانچہ آپ کے بعد خلافت کا حق حضرت علی کا تھا، جو انہیں نہیں دیا گیا، اس لیے اس وقت موجود سب لوگ مرتد ہو گئے تھے اور چند آدمیوں کا اس میں استثناء کرتے ہیں، جن میں علی، عمار، مقداد بن اسود اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ کسی چیز کے ظاہر ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ اسے نہیں جانتا۔ نیز ان کا کہنا ہے کہ حساب کے دن سے پہلے مردے دنیا میں واپس آجائیں گے۔ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ امام ایسا صاحب علم ہوتا ہے کہ اسے ماضی اور مستقبل کے تمام حالات کا علم ہوتا ہے۔ وہ دنیا کے متعلق ہوں یا دین کے، یہاں تک کہ زمین کی سطح پر موجود کنکریاں اور بارش کے قطروں کی تعداد بھی اسے معلوم ہوتی ہے۔ ان کا کہنا ہے جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی وہ کافر ہے اور آخر زمانہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ دنیا میں واپس آئیں گے اور اپنے تمام دشمنوں کو قتل کر دیں گے۔

اور بھی بہت سے عقائد و نظریات ایسے ہیں جو سراسر اسلام کے مخالف ہیں اور توہین صحابہ پر مبنی ہیں۔ روافض کے بہت سے گروہ ہیں جن کے نام ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

- قطعیہ
- کیسانیہ
- کریبیہ
- عمیریہ
- محمدیہ
- حسینیہ
- نادسیہ
- اسماعیلیہ
- کرامضہ
- مبارکیہ
- شمیطیہ
- عماریہ
- محطوریہ
- موسویہ
- امامیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

سوالات

- گمراہ فرقوں کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا فرمان بیان کیجیے۔
- [illegible]، جہمیہ اور قدریہ کے عقائد ونظریات بیان کریں۔
- روافض اور ثعالبہ کے عقائد بیان کرتے ہوئے ان کے گروہوں کا تذکرہ کریں۔

www.KitaboSunnat.com

باب 6

خوارج

- خوارج کا تعارف اور تاریخ
- خوارج کے اہم فرقے
  (ازارقہ، صفریہ، نجدات، عجاردہ، اباضیہ، یزیدیہ)
  کا تعارف اور ان کے نظریات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خوارج

خوارج "خـــــارجة" کی جمع ہے جس کا مطلب ہے امام یا حاکم کے خلاف بغاوت کرنے والا گروہ۔

یہ خوارج وہ مخصوص لشکر ہیں جن کا ظہور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا اور یہ دجال کے زمانے تک پیدا ہوتے اور نکلتے رہیں گے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ان کے متعلق وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''وہ خوارج اسلحہ سے لیس اور قتل و غارت پر آمادہ تھے، جب وہ لوگوں سے قتال کرنے لگے تو ان کی جماعت صحابہ سے مخالفت اور عداوت ظاہر ہوگئی۔ تاہم اس دور میں (بظاہر دین کا لبادہ اوڑھنے کی وجہ سے) لوگوں کی اکثریت انہیں پہچان نہیں پائی۔'' ❶

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ خوارج کے متعلق ان الفاظ سے وضاحت کرتے ہیں: خوار "خـارجة" کی جمع ہے جس کا مطلب ''گروہ'' ہے۔ اس سے مراد وہ گروہ ہے، جو بدعات ارتکاب کرنے لگا تھا۔ انہیں یہ نام دین اسلام سے نکل جانے اور خیارِ اُمت کے خلاف کاروائیاں کرنے کی وجہ سے دیا گیا ہے۔ ❷

فتنۂ خوارج کا آغاز:

رسول اللہ ﷺ کے دور میں ہی اس فتنہ کا آغاز ہو چکا تھا، جب ذوالخویصرۃ تمیمی نا شخص نے رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کی اور یہی گستاخی اس بدترین فتنہ کا پیش خیمہ ثابت

❶ فتاویٰ ابن تیمیہ: جلد 28، صفحہ 477۔

❷ فتح الباری: جلد 12، صفحہ 477۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئی۔ سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت تقسیم کر رہے تھے کہ بنو تمیم کے ذوالخویصرہ نامی شخص نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! انصاف کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تو ہلاک ہو، اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو اور کون انصاف کرے گا؟'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ آپ مجھے اجازت دیں، میں اس گستاخ کا سر قلم کر دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا، إِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمُرُوقِ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ.)) ❶

''نہیں، اس کے ساتھی ہوں گے جن کی نمازوں کے مقابلہ میں تم اپنی نمازوں کو حقیر جانو گے اور ان کے روزوں کے مقابلہ میں اپنے روزوں کو کمتر خیال کرو گے، وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔''

حافظ بن حجر رحمہ اللہ اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ذوالخویصرۃ تمیمی کا اصل نام حرقوص بن زہیر تھا جو کہ خوارج کا بانی تھا۔'' ❷

فتنۂ خوارج کا ارتقاء:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کئی ایک فتنوں نے جنم لیا، جن میں جھوٹی نبوت کے دعویدار اور منکرین زکوٰۃ پیدا ہوئے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان فتنوں کو کچلا اور انہیں کتاب وسنت کی طرف آنے کے لیے مجبور کیا۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا، جس میں اس قسم کے انتہاء پسندانہ رجحانات رکھنے والے لوگ ہی شامل تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں خارجی لوگ کھل کر سامنے آ گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ

---

❶ بخاری کتاب الادب حدیث: 6163.

❷ فتح الباری جلد 12، صفحہ: 242۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کا کافر قرار دے کر ان کی حکومت کے خلاف برسرِ پیکار ہوئے۔ اس گروہ نے اپنے منظرِ ظہور کے وقت یہ نعرہ لگایا: ''اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ'' ''اللہ کے علاوہ کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب اس کاروائی کا علم ہوا تو اس وقت آپ نے ایک تاریخی جملہ ارشاد فرمایا: ''كَلِمَةُ حَقٍ اُرِيدَ بِهَا بَاطِلٌ'' ❶

''بات تو حق ہے، لیکن اس کا مقصود باطل ہے۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف مسلح بغاوت کرتے ہوتے اس گروہ نے عراق کی سرحد پر واقع ایک گاؤں ''حروراء'' کو اپنا مرکز بنا لیا۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر شرک اور بدعت کے الزامات لگائے، آپ کو کافر قرار دیا اور آپ کے خلاف علمِ بغاوت بلند کر دیا۔ یہ ان کی قتل و غارت اور دہشت گردی کی ابتداء تھی، انہوں نے واضح طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: اب تمہارا غضب اللہ کے لیے نہیں ہے، اس میں تمہاری نفسانیت شامل ہو گئی ہے۔ تم اب بھی اگر کفر کا اقرار کر لو اور نئے سرے سے توبہ کر لو تو تمہارے معاملہ میں سوچ و بچار ہو سکتا ہے۔ ورنہ ہم نے تمہیں خود سے دور کر دیا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ ❷

ان کی نفرت کا عالم یہ تھا کہ اس گروہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شہر کو اس خیال سے چھوڑ دیا کہ یہ بدعتی حضرات کا شہر ہے۔ یہ لوگ صحراؤں پہاڑوں اور جنگلات میں گھات لگا کر بیٹھ گئے جہاں اپنے مخالفین کو لاتے اور ظلم و ستم کا نشانہ بنانے کے بعد انہیں قتل کر دیتے تھے۔

چنانچہ مؤرخ ابن اثیر رحمہ اللہ نے اس گروہ کی پر تشدد کاروائیوں اور دہشت گردی کے واقعات کو بیان کیا ہے۔ ان واقعات میں سے ایک یہ ہے کہ خوارج نے حضرت عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ اور ان کی زوجہ کو صرف اس جرم کی پاداش میں قتل کر دیا تھا کہ انہوں نے حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو کافر نہ کہا۔ امام ابن اثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

---

❶ مسلم کتاب الزکوٰۃ، حدیث: 157.

❷ الکامل لابن اثیر جلد 7، صفحہ 217.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''خوارج نے حضرت عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ کو چت لٹا کر ذبح کیا اور ان کا خون پانی میں بہہ گیا، اس کے بعد وہ ان کی بیوی کی طرف بڑھے تو اس نے کہا: میں عورت ہوں، میرے معاملہ میں تم اللہ سے نہیں ڈرتے ہو؟ انہوں نے اس کا پیٹ چاک کر ڈالا اور ان سے ہمدردی جتلانے پر قبیلہ طے کی تین عورتوں کو بھی ذبح کر دیا۔''[1]

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حارث بن مرہ العبدی کو خوارج کے پاس حالات معلوم کرنے کے لیے بھیجا، جب وہ خوارج کے پاس آئے تو ان سے حضرت عبداللہ بن خباب کو شہید کرنے کا سبب پوچھا، تو خوارج نے انہیں بھی شہید کر دیا، حالانکہ قاعدے کی رو سے سفیر کو قتل نہیں کیا جا سکتا۔ یہ خوارج بڑے ظالم اور سنگ دل تھے اور دنیا کے کسی قاعدے کو نہیں مانتے تھے۔

چنانچہ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان پر لشکر کشی کی اور ان کے خلاف جنگ کرتے ہوئے ان کا خاتمہ کیا پھر فرمایا:

''دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: عنقریب ایسے لوگ نکلے گے جو حق کی بات کریں گے، لیکن وہ حق ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ حق سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ ان کی علامت یہ ہے کہ ان میں ایک سیاہ فام ہوگا، جس کا ہاتھ ناقص اور اس پر سیاہ بال ہوں گے اسے تلاش کرو۔ اگر وہ شخص ان میں ہے تو سمجھ لو کہ تم نے بدترین لوگوں کو مارا ہے اور اگر وہ نہ ملا تو سمجھو تم نے بہترین لوگوں کو قتل کر ڈالا (اس واقعہ کے راوی طارق بن زیاد) کہتے ہیں: یہ سن کر ہمیں سخت پریشانی ہوئی اور رونے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا:

''تم اسے تلاش کرو جب اسے تلاش کیا گیا تو اس کی لاش مل گئی، تمام اہل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لشکر سجدہ شکر میں گر گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ہمارے ساتھ سجدہ شکر ادا کیا۔'' ❶

خوارج کے گروہ:

خوارج یہی ایک گروہ نہیں تھا جنہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیفر دار تک پہنچایا، بلکہ یہ خوارج قیامت تک ہر دور میں نکلتے رہیں گے۔ حتیٰ کہ ان کا آخری گروہ دجال کے زمانہ میں ظاہر ہوگا اور اس کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے قتال کرے گا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یہ خوارج ہمیشہ نکلتے ہی رہیں گے حتیٰ کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ خروج کرے گا جب تمہارا ان سے سامنا ہو تو انہیں قتل کرو۔ یہ تمام مخلوق سے بدترین ہیں۔'' ❷

یہی وجہ ہے کہ بنوامیہ کے دور میں جب ان کے ازارقہ جیسے گروہوں کے لوگوں کو قتل کر کے ان کے سر دمشق کی مسجد کی سیڑھیوں کے پاس لٹکا دیئے گئے تو سیدنا ابوامامہ باہلی رحمہ اللہ نے انہیں دیکھ کر فرمایا:

''یہ خارجی لوگ آسمان کے نیچے قتل ہونے والے بدترین افراد ہیں اور جنہیں یہ لوگ قتل کریں وہ بہترین شہید ہیں، یہ اہل جہنم کے کتے ہیں، یہ مسلمان تھے پھر کافر ہو گئے تھے۔''

راوی حدیث ابو غالب رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ آپ کی اپنی رائے ہے؟ تو ابوامامہ نے فرمایا: نہیں، بلکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی ہے۔ ❸

چنانچہ خارجیوں کے بہت سے گروہ بنے اور قرون اولیٰ میں ان کے جو فرقے نمودار ہوئے ان میں سے درج ذیل چھ فرقے نمایاں تھے۔

---

❶ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ: 107.

❷ مسند احمد، جلد 4، صفحہ: 421.

❸ ابن ماجہ، کتاب السنہ حدیث: 176.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① ازارقہ ② صفریہ ③ نجدات

④ عجاردہ ⑤ اباصیہ ⑥ یزیدیہ

ان کا مختصر تعارف اور نظریات ذیل میں حوالۂ قرطاس میں کیے جاتے ہیں۔

1 ازارقہ:

اس گروہ کا سربراہ ابو راشد نافع بن الازرق بن قیس بن نہار حنفی تھا۔ اس کے ساتھ عمان اور یمامہ کے کچھ خارجی آملے تھے، ان کی تعداد بیس ہزار تھی، ان کا خروج سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے دور میں ہوا۔ انہوں نے اہواز پر قبضہ کرلیا اور اس کے گورنر کو قتل کر دیا۔

پھر اس سے متصل بلادِ فارس اور کرمان پر بھی قبضہ کرلیا۔ سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مختلف لشکر ان کی طرف روانہ کیے، جو کہ خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ کر سکے اور اس دوران ان کی طاقت وقوت مزید بڑھ گئی۔ بالآخر سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے نامور کمانڈر مہلب بن ابی صفرہ کو بھیجا، انہوں نے مضبوط فوج کے ساتھ ازارقہ کا مقابلہ کیا، اس لڑائی میں اس گروہ کے امیر نافع بن ازرق سمیت تین سو سرکردہ افراد کو قتل کر دیا، نافع بن ازرق کی موت کے بعد انہوں نے قطری بن فجاءۃ المازنی کو اپنا امیر مقرر کرلیا۔ پھر ایک وقت آیا ان کی صفوں میں اخلاف وانتشار پیدا ہوا اور یہ تین گروہوں میں تقسیم ہوگئے۔ مہلب بن ابی صفرۃ نے تینوں گروہوں سے الگ الگ جنگ کی اور تمام گروہوں کے سرغنہ لوگوں کو قتل کر دیا۔

ازارقہ کے نظریات:

* ازارقہ اپنے مخالفین کی عورتوں اور بچوں کا قتل اس دعوی سے جائز سمجھتے تھے کہ وہ مشرک ہیں۔
* ازارقہ یہ بھی نظریہ رکھتے تھے کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر اور ملت اسلام سے خارج ہے۔
* ازارقہ کا نظریہ تھا کہ جو آدمی ان کی طرف ہجرت کے مقصد سے آئے، اس کا امتحان لیا جائے اور امتحان کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے مخالفین میں سے کوئی قیدی قتل کرنے کے لیے اسے پیش کیا جائے، اگر وہ قتل کر دے تو ٹھیک، ورنہ اسے منافق سمجھ کر قتل کر دیا جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ازارقہ کے مطابق ان کے مخالفین کا ملک دار الکفر سمجھا جائے۔
- چور کا ہاتھ کندھے سے کاٹا جائے۔
- ازارقہ یہ نظریہ بھی رکھتے تھے کہ ان کی طرف ہجرت نہ کرنا شرک ہے، اگر چہ ہجرت نہ کرنے والے ان کا ہم خیال ہی ہو۔
- ان میں اکثر اس بات کے قائل تھے کہ حائضہ پر دوران حیض نماز اور روزہ فرض ہے اور بعض اس بات کے قائل تھے کہ حائضہ روزے کے طرح نماز کی بھی قضاء دے گی۔
- ازارقہ کے نزدیک شادی شدہ زانی پر رجم کی سزا نہیں ہے۔
- اپنے مخالفین کے بچوں کے بارے ان کا عقیدہ تھا کہ وہ ابدی جہنمی ہیں۔
- ازارقہ کے نظریات کے مطابق آیت:

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝﴾ (البقرة: 207)

"بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ کی رضا مندی کے حصول میں اپنا آپ بیچ دیتے ہیں اور اللہ بندوں پر نرمی کرنے والے ہیں۔"

خارجیوں کے سرخیل عبدالرحمٰن بن ملجم کے بارے میں نازل ہوئی۔ العیاذ باللہ

2 صفریہ:

اس گروہ کی وجہ تسمیہ کے بارے کافی اختلاف ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ: "عبادات میں تکلف کرنے اور بیداری کی وجہ سے ان کے رنگوں پر زردی چھا گئی، اسی لیے انہیں "صفریہ" کہا جاتا تھا۔"

ان کا لیڈر ابو بلال مرداس بن حدیر تھا، جسے 61ھ میں قتل کیا گیا۔ ماضی میں یہ لوگ خارجیوں کی ابتدائی جماعت اور ازارقہ وغیرہ کے ساتھ رہے تھے۔ یہی ابو بلال جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا پھر آپ سے بغاوت کر کے نہروان کے دن خوارج کے ساتھ روانہ ہوا۔ یہ ان لوگوں میں تھا جو اس دن بچ نکلے تھے، بہت سے خوارج کثرت عبادت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محنت کی وجہ سے ابو بلال کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ اس گروہ کی بغاوت بنوامیہ کے دور میں کچلی گئی اور ایک دفعہ سے پھر ان کا اتحاد و اتفاق پارہ پارہ ہوا۔

61ھ میں مرداس کے قتل کے بعد انہوں نے عبداللہ بن صفار کو اپنا امیر نامزد کیا۔ جس وجہ سے بعض لوگوں کو یہ غلطی لگی کہ عبداللہ بن صفار کی وجہ سے انہیں ''صفریہ'' کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد عمران بن حطان ان کا امیر بنا، جس کا اصل وطن بصرہ تھا جو کہ ایک خارجیہ عورت سے نکاح کرنے کی وجہ سے خوارج کے مذہب میں مستغرق ہوا تھا۔

75ھ میں عمران حج کے لیے گیا، اس کے ساتھ شبیب بن یزید شیبانی تھی۔ اتفاق سے اسی سال عبدالملک بن مروان بھی حج کرنے کے لیے آیا اور شبیب نے اس پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ عبدالملک بن مروان نے واپس آکر حجاج بن یوسف کو ایک خط لکھا، جس میں اس نے خوارج کا پیچھا کرنے اور ان کی بغاوت کو کچلنے کا حکم دیا۔ چنانچہ حجاج بن یوسف نے اس گروہ کے بڑے بڑے لوگوں کو قتل کر دیا۔

صفریہ کے نظریات:

- مذہب صفریہ سے تعلق رکھنے والے ازارقہ کے برعکس اپنے مخالفین کی عورتوں کے قتل کے قائل نہیں ہیں۔
- جنگ سے پیچھے بیٹھ رہنے والے جب ان کے ہم دین وعقیدہ ہوں تو انہیں کافر نہیں کہا جاسکتا۔
- کبیرہ گناہوں کے مرتکب لوگوں کے بارے یہ مختلف نظریات رکھتے ہیں۔ بعض کے نزدیک یہ مشرک و کافر ہیں، جب کہ بعض کے نزدیک کبیرہ گناہ کے مرتکب پر کفر کا اطلاق اس وقت ہوتا ہے، جب امام اس پر حد مقرر کر دے۔
- ان کے نزدیک عورت امامت عظمیٰ پر براجمان ہوسکتی ہے، اسی لیے انہوں نے شبیب بن یزید کے قتل ہونے کے بعد اس کی بیوی غزالہ کو اس کا منصب دے دیا تھا اور اس نے منبر پر کھڑے ہوکر خطبہ بھی دیا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ازارقہ کے برعکس یہ لوگ اپنے مخالفین کے بچوں کے کفر اور ہمیشہ جہنم میں رہنے کے قائل نہیں ہیں۔
- ان اہل ذمہ کے خون مباح ہیں جو ان کے مخالفین کے ساتھ رہتے ہیں، اسی طرح ان لوگوں کے خون بھی جائز ہیں جو ان کے مخالفین میں سے ہیں۔

3 نجدات:

نجدہ بن عامر بن عبداللہ بن ساد بن مفرج حنفی کے پیروکار تھے۔ نجدہ نے نافع بن ازرق حنفی، عبداللہ بن اباض تمیمی، عبداللہ بن صفار سعدی، عطیہ بن اسود حنفی، بنو بکر کے ایک شخص ابو طالوت، ابو فدیک عبیدہ بن ہلال یشکری اور دیگر خارجیوں کے ہمراہ اس وقت میٹنگ کی، جب انہیں معلوم ہوا کہ اہل شام کے لشکروں نے مکہ میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا محاصرہ کرلیا ہے۔ انہوں نے اہل شام سے مکہ کی حفاظت اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی نصرت و حمایت کے لیے مکہ جانے کا فیصلہ کیا، بشرطیکہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما ان کے مذہب کی موافقت کریں۔ چنانچہ جب یہ لوگ مکہ مکرمہ پہنچے تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ان کے لیے خوشی کا اظہار کیا، یہ بھی آپ سے خوش ہوئے اور سمجھنے لگے کہ آپ انہی کے مذہب پر ہیں۔ مکہ سے اموی لشکروں کے بادل چھٹ جانے کے بعد انہوں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی حقیقی رائے معلوم کرنے کے لیے ان سے خلفائے اربعہ بالخصوص عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کے خیالات کا اظہار چاہا تو سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے بہت ہی عمدہ انداز میں اپنا موقف بیان کیا، بلکہ یہاں تک کہا کہ اللہ کی مخلوق میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بہت ہی عظمت والے نظر آتے ہیں اور ساتھ یہ بھی فرمایا:

> ”میں ابن عفان کا دوست اور ان کے دشمنوں کا دشمن ہوں، اللہ تم لوگوں کو غارت کرے۔“

چنانچہ یہ خارجی آپ کو چھوڑ کر منتشر ہو گئے، اس کے بعد نافع بن ازرق، عبداللہ بن صفار سعدی، عبداللہ بن اباض تمیمی اور کچھ دیگر افراد بصرہ چلے گئے۔ جب کہ ابو طالوت اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دیگر افراد یمامہ روانہ ہوگئے۔ پھر نافع بن ازرق نے بصرہ میں بغاوت کی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ ابو طالوت یمامہ میں باغی بن گیا، نجدہ بن عامر نے بھی ابو طالوت کا ساتھ دیا اور یہ لوگ یمامہ پر قابض ہو گئے۔

60ھ میں یمامہ کے خارجیوں نے خیال کیا ابو طالوت کی نسبت نجدہ بہتر ہے، چنانچہ انہوں نے ابوطالوت کی بیعت توڑ کر نجدہ کی بیعت کرلی اور اسے امیر المومنین کا لقب دے دیا۔ نجدہ اس وقت تیس سال کا تھا، چنانچہ ابو طالوت نے بھی اس کی بیعت کرلی۔ نجدہ نے اہل ذوالحجاز سے جنگ کی، پھر یمامہ آیا وہاں سے بحرین گیا، جہاں قطیف نامی شہر میں بنو عبدالقیس سے اس کا سامنا ہوا۔ یہاں بھی اس نے خوب خون ریزی کی اور ایک عرصہ تک بحرین میں مقیم رہا۔ نجدہ نے عمان کی طرف ایک لشکر روانہ کیا اور عطیہ بن اسود کو اس کا امیر مقرر کر دیا، عطیہ نے عمان پر قبضہ کرلیا پھر وہاں سے واپس آ گیا اور اپنے کسی ساتھی کو اپنا نائب مقرر کر دیا، اہل عمان نے بغاوت کر دی اور خوارج کے امیر کو قتل کر ڈالا۔

پھر عطیہ، نجدہ سے باغی ہو کر عمان چلا گیا تا کہ اس پر قبضہ کر لے، لیکن وہ اسے واپس لینے میں ناکام رہا اور کرمان جا کر اس پر قبضہ کرلیا۔ یہ کرمان میں ہی مقیم رہا یہاں تک کہ مہلب بن ابی صفرہ کے لشکر اچانک اس پر حملہ آور ہوئے تو یہ کرمان سے بھاگ کر سجستان چلا گیا اور اپنا سکہ اور درھم عطوی جاری کیا۔

پھر مہلب کے لشکروں نے اس کا پیچھا کیا تو یہ سندھ فرار ہو گیا، مہلب کے شہسواروں نے اسے وہاں سے ڈھونڈ نکالا اور اسے قتل کر دیا۔ رہا نجدہ تو اس نے اہل مدینہ پر چڑھائی کا ارادہ کیا تھا، لیکن جب اسے پتا چلا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بھی تلوار سونت لی ہے اور وہ نجدہ اور اس کے پیروکاروں سے جنگ کے لیے تیار ہو گئے ہیں تو نجدہ طائف کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد نجدہ کی اپنی جماعت اور گروہوں میں بغاوت ہوتی رہی اور اس کے ساتھی اسے چھوڑ کر جاتے رہے اور پھر ایک وقت آیا کہ نجدہ اپنی موت خود مر گیا۔ ❶

❶ اقوام عالم کے ادیان و مذہب صفحہ: 144 تا 147:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نجدات کے نظریات:

- نجدات کا نظریہ تھا کہ نافع بن ازرق کی امامت کے قائلین کافر ہیں۔
- ان کے ہم مذہب لوگوں میں سے کوئی جہنم میں نہیں جائے گا اور اگر بالفرض انہیں عذاب دیا بھی جائے گا تو جہنم کی آتش کے بغیر ہوگا۔
- نجدہ نے شراب کی حد ختم کر دی تھی نیز یہ کہتا تھا صغیرہ گناہوں پر مداومت شرک ہے۔
- لوگ کسی بھی وقت امام یعنی خلیفہ کے محتاج نہیں ہوتے۔
- ان اہل ذمہ کے خون مباح ہیں جو ان کے مخالفین کے ساتھ رہتے ہیں۔ اسی طرح ان لوگوں کے خون بھی جائز ہیں جو ان کے مخالفین میں سے ہیں۔
- نجدات اپنے ہم مذہب لوگوں میں حدود کے مرتکبین کے ساتھ نرمی برتنے اور دوستی کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

4 عجاردہ:

یہ لوگ عبدالکریم بن عجرد کے پیروکار تھے، اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ یہ عبدالکریم سجستان میں عطیہ بن اسود کے ساتھ تھا۔ لہٰذا وہ اپنے اصل مذہب کے مطابق نجدات میں سے تھا۔ امام ابن حزم نے اسے صفریہ سے منسوب کیا ہے، لیکن بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عبدالکریم بن عجرد اہل فارس سے تھا جیسا کہ اس کے اکثر پیروکار بھی وہیں سے تھے۔ جب عبدالکریم چرچہ ہوا اور بہت سے لوگ اس فتنہ میں مبتلا ہو گئے تو خالد بن عبداللہ بجلی قسری نے اسے قید کر دیا۔ اس کی قید سے پہلے اس کے پیروکار ایک ہی مذہب پر قائم تھے، لیکن اس کے قید ہونے کے بعد یہ لوگ آٹھ فرقوں میں تقسیم ہو گئے وہ فرقے حسب ذیل ہیں:

- خازمیہ
- مجہولیہ
- شعیبیہ
- صلتیہ
- میمونیہ
- حمزیہ
- خلفیہ
- معلومیہ

عجاردہ کے نظریات:

- عجاردہ فرقے کے لوگ کبائر کے مرتکب کو کافر گردانتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- بچے کے بالغ ہونے پر اسے دعوت اسلام دینے کا وجوب اور بلوغت سے پہلے اس سے اظہار برات و بیزاری یا توقف ضروری سمجھتے تھے۔ ان میں سے بعض کا کہنا تھا کہ مشرکین کے بچے جہنمی ہیں جبکہ بعض کہتے تھے کہ جہنمی نہیں ہیں۔
- اپنی (خوارج) طرف ہجرت کرنے کو واجب نہیں بلکہ مستحب گردانتے ہیں۔
- ان میں سے اکثر بنیادی طور پر مخالف کے اموال لوٹنا مباح نہیں سمجھتے، مگر اسے قتل کرنے کے بعد اس کا اسباب لوٹنا جائز سمجھتے ہیں۔
- ان میں سے اکثر اللہ کی عمومی تقدیر و مشیت کے قائل ہیں۔
- ان میں سے میمونیہ کے کفر کے بارے لوگوں کا اختلاف نہیں ہے، کیونکہ انہوں نے دین کی ان باتوں کا انکار کیا جو دین میں قطعی طور پر ثابت ہیں، جیسا کہ سورۃ یوسف کا انکار کرنا۔
- میمونیہ فرقے کے لوگ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ بندوں کے اعمال میں اللہ کی مشیت و مرضی کا کوئی دخل نہیں ہے اور نہ ہی افعالِ عباد اس کے پیدا کردہ ہیں۔
- عجاردہ گروہ میں سے میمونیہ فرقہ کے لوگ پوتیوں اور نواسیوں سے نکاح کے جواز کے قائل تھے۔

5 اباضیہ:

یہ فرقہ عبداللہ بن اباض تمیمی کا پیروکار ہے، جو نافع بن ازرق کے ساتھ بصرہ گیا تھا۔ پھر جب نافع بصرہ سے اہواز گیا تو ابن اباض اس کے ساتھ نہ تھا، لیکن جب اہواز میں نافع کو شہرت اور قوت و طاقت حاصل ہوئی تو ابن اباض نے بصرہ میں بیٹھ رہنے والے خوارج کو خط لکھ کر اپنی طرف ہجرت کرنے کی دعوت دی اور یہ بھی کہا کہ جو لوگ اس کی طرف ہجرت کر کے نہ آئے وہ کافر ہوں گے۔ چنانچہ عبداللہ بن اباض کے گرد خوارج کی ایک جماعت جمع ہوگئی۔ ابن اباض کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ خارجیوں میں سب سے نرم اور صلح پسند آدمی تھا، اسی لیے وہ بنو امیہ کے آخری حاکم محمد بن مروان بن محمد کے دور تک صلح جوئی پر گامزن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہا۔ پھر جب اس نے بغاوت کی تو محمد بن مروان نے عبداللہ بن محمد بن عطیہ کی قیادت میں ایک لشکر روانہ کیا، جس نے مقام ''تبالہ'' پر اس سے جنگ کی اور اس کا کام تمام کر دیا۔ عبداللہ بن اباض کے بعد اباضیہ سات فرقوں میں بٹ گئے جن کے نام درج ذیل ہیں:

✽ یزیدیہ	✽ ابراہیمیہ	✽ حفصیہ	✽ میمونیہ
✽ حارثیہ	✽ واقفیہ	✽ بیہسیہ	

اباضیہ کے نظریات:

✽ ان کا نظریہ ہے جس نے چوری یا زنا کیا تو اس پر حد قائم کی جائے گی، پھر اس سے توبہ کرائی جائے گی اگر توبہ کر لے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔

✽ انہوں نے مرتدین کو قتل کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی اور غلام بنانے کا فتویٰ بھی دیا۔

✽ ان کا نظریہ بد یہ بھی تھا کہ سورۃ البقرہ کی آیت 204 میں ﴿ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴾ کے مصداق علی رضی اللہ عنہ ہیں اور ﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ ﴾ (البقرة: 207) کا مصداق عبدالرحمٰن بن ملجم تھا۔'' (العیاذ باللہ)

✽ ان میں سے حفصیہ گروہ کے پیروکار عقیدہ رکھتے تھے کہ ﴿ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ﴾ (الانعام: 71) میں حَیران کے مصداق حضرت علی t ہیں اور ان کے وہ ساتھی جو انہیں ہدایت کی طرف بلا رہے ہیں وہ نہروان کے خوارج ہیں۔ (معاذ اللہ)

ابن اباض کا خیال تھا کہ ان کے مخالفین کے اموال گھوڑوں، ہتھیاروں اور دیگر سامان کی صورت میں ہوں تو ان کے لیے حلال ہیں۔

6 یزیدیہ:

یہ بنیادی طور پر اباضیہ سے علیحدہ ہونے والا گروہ ہے اور ان کا سرغنہ یزید بن ابی انیسہ اباضی ہے۔ یہ بصرہ میں مقیم تھا پھر ملک فارس میں ''جور'' مقام پر منتقل ہو گیا۔ اور یاد رہے اس

www.KitaboSunnat.com

وقت عمان، لیبیا اور الجزائر میں کافی حد تک اباضیہ اور یزیدیہ موجود ہیں۔ یزیدیہ اور اباضیہ بہت سے نظریات میں متفق ہیں۔ یہ اس بات میں بھی متفق ہیں کہ اللہ عجمیوں میں سے ایک رسول مبعوث فرمائے گا اور اس پر آسمان سے ایک ایسی کتاب نازل فرمائے گا جو آسمان میں لکھی گئی ہوگی اور اس پر یکبارگی نازل ہوگی، اس رسول کی شریعت سے شریعت محمد ﷺ منسوخ ہو جائے گی۔ تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ یزیدیہ کافر اور ملتِ اسلام سے خارج ہیں۔

یزیدیہ کے نظریات:

یزیدیہ بنیادی طور پر اباضیہ ہونے کی وجہ سے وہی عقائد رکھتے ہیں جو اباضی فرقہ کے لوگوں کے ہیں، لیکن دو چیزوں میں یہ علیحدہ نظریہ رکھتے ہیں۔

- ان کا عقیدہ ہے کہ عجمیوں سے جو رسول آئے گا ان کے لیے قرآن میں لفظ "الصّٰبِئِیْنَ" استعمال ہوا ہے سورۃ البقرہ میں ہے:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَادُوْا وَ النَّصٰرٰى وَ الصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝﴾ (البقرة: 62)

- جو شخص لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ الی العرب والا کلمہ پڑھتا ہے وہ مومن شمار ہوگا، اگرچہ وہ دین محمدی میں داخل نہ ہوا ہو۔ ان کے اس عقیدہ سے یہ لازم آتا ہے کہ یہودیوں کے عیسویہ اور موشکانیہ فرقے بھی مومن شمار ہوں گے؛ کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ محمد ﷺ اہل کتاب کی طرف نہیں بلکہ عربوں کی طرف رسول بن کر آئے ہیں۔ ●

● "خوارج کے ان فرق کی معلومات اور ان کے نظریات فضیلۃ الشیخ عبدالقادر ھیبۃ الحمد (حفظہ اللہ) کی کتاب" الادیان والفرق والمذاهب المعاصرة سے ماخوذ ہیں۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ: ابوعبیدہ محمد بن شعیب نے کیا اور مسلم پبلی کیشنز لاہور نے اسے شائع کیا ہے۔ مزید تفاصیل کے لیے مذکورہ بحث کی طرف رجوع کیا جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوالات

- فتنہ خوارج کا آغاز کب ہوا، نیز اس کے ارتقاء کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
- خوارج کے گروہوں کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
- ازارقہ اور صفریہ گروہوں کا تعارف اور نظریات بیان کریں۔
- درج ذیل خارجی گروہوں کا تعارف اور عقائد ونظریات بیان کریں:

نجدات، عجاردہ، اباضیہ، یزیدیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب 7

منکرین حدیث

- منکرین حدیث کے فتنہ کا آغاز
- منکرین حدیث کے مقاصد
- قدیم منکرین حدیث کے دلائل واعتراضات
- جدید منکرین حدیث کے دلائل واعتراضات اوران کا رد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منکرین حدیث

انکار حدیث کے بارے پہلا فرقہ معتزلہ کا تھا، جنہوں نے سارے کے سارے دین کو اپنی عقیل پر پرکھنے کی کوشش کی۔ معتزلہ وہی احادیث تسلیم کرتے تھے جو ان کی عقل پر پوری اترتی تھیں۔ ان کا نظریہ تھا کہ محمد ﷺ قرآن پہنچانے پر مامور کئے گئے تھے آپ نے جو کیا اور کہا وہ ہمارے لیے حجت نہیں مگر یہ فتنہ کچھ عرصہ میں روبہ زوال ہو گیا۔

13 ویں صدی میں اس فتنہ نے پھر سر اٹھایا، پیدائش کی جگہ برصغیر پاک و ہند تھی۔ سرسید اور عبداللہ چکڑالوی، احمد دین امرتسری اور اسلم جیراجپوری اس کے علمبردار بنے اور غلام احمد پرویز نے اسے ایک منظم مکتب فکر کی بنیاد دی، رفتہ رفتہ علم فروش، بے ضمیر، عقلیت اور تفقہ کی مقادیر پر شریعت کے مقاصد اور تقاضوں کو پرکھنے اور مخالف دین امور کو اسلامی رنگ میں رنگنے والوں کی مارکیٹ کھل گئی۔ لیکن شروع سے ہی اہل السنۃ والجماعۃ کے علماء کا اس بات پر اتفاق رہا ہے کہ جس طرح قرآن کی کسی آیت کا انکار کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہوتا ہے، اسی طرح رسول اللہ ﷺ سے ثابت حدیث کا انکار کرنے والا بھی اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ وہ حدیث جو آئمہ محدثین کے متفقہ اصولوں کے مطابق صحیح اور بے عیب سند کے ساتھ ہم تک پہنچی ہو۔ آئندہ صفحات میں ہم یہ بات کریں گے کہ منکرین حدیث کے فتنہ کا آغاز کب ہوا؟ ان کے مقاصد کیا تھے؟ نیز قدیم منکرین حدیث کے دلائل و اعتراضات اور جدید منکرین حدیث کے طریقہ واردات کو بھی بیان کریں گے۔

منکرین حدیث کے فتنہ کا آغاز

پہلی صدی ہجری تک قرآن مجید کے ساتھ ساتھ احادیث نبوی ﷺ کو متفقہ طور پر حجت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرعی تسلیم کیا جاتا رہا۔ انکار حدیث کے فتنہ کا آغاز سب سے پہلے دوسری صدی ہجری میں ہوا اس فتنہ کی ابتداء کرنے والے خوارج اور معتزلہ تھے۔

حافظ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اہل سنت، خوارج اور قدریہ وغیرہ تمام فرقے نبی ﷺ کی ان احادیث کو برابر قابل حجت سمجھتے رہے جو ثقہ راوی سے منقول ہو۔ یہاں تک کہ پہلی صدی کے بعد متکلمین معتزلہ آئے اور انہوں نے اس اجماع سے اختلاف کیا۔'' ❶

خوارج انکار حدیث کے فتنہ کے بانی ہیں، انہوں نے اپنے عقائد کی بنیاد ہی اس عقیدہ پر رکھی کہ وہی چیز اختیار کریں گے جو قرآن سے ملے گی۔

مولانا مفتی ولی حسن خوارج کے اعتقادات بیان کرتے ہوئے ''خوارج اور انکار حدیث'' کے عنوان سے لکھتے ہیں:

''انکار حدیث کے فتنہ کی بنیاد سب سے پہلے خوارج نے رکھی۔ کیونکہ ان کے عقائد کی بنیاد ہی اس پر تھی جو بات قرآن سے ملے گی اسے اختیار کریں گے۔ چنانچہ ان کے ہاں بڑی حد تک انکارِ احادیث کی وجہ سے انہوں نے رجم کے شرعی حد ہونے سے انکار ہی اس بناء پر کیا کہ قرآن کریم میں اس کا ذکر نہیں ہے اور احادیث کو نہیں مانتے اور بعض لوگوں نے خوارج کی تکفیر ہی اس رجم کے انکار کی وجہ سے کی ہے۔'' ❷

جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئیں ہیں کہ پہلی صدی کے بعد متکلمین معتزلہ نے حجیت حدیث کے موقف کو رد کیا، بنیادی طور پر ان لوگوں کا تعلق خوارج سے تھا، لیکن اس گروہ نے کھلے عام احادیث کا انکار شروع کر دیا۔ انہیں معتزلہ کہنے کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے:

''جب حسن بصری کو یہ خبر پہنچی کہ مسلمانوں میں ایک جماعت ایسی پیدا ہوئی ہے

---

❶ الاحکام فی اصول الاحکام، امام ابو محمد علی بن احمد ابن حزم، جلد 1 صفحہ: 114، ماہنامہ محدث صفحہ: 118.

❷ عظیم فتنہ، از مفتی ولی حسن کراچی صفحہ: 22.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کہ جو کہتی ہے کہ مرتکب کبیرہ گناہ نہ بالکل مومن ہے اور نہ بالکل کافر، بلکہ وہ ایمان و کفر کے درمیان ایک منزل میں ہے۔"

تو حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا:

"ھولا اعتزلوا عن اجماع الاسلام." ❶

"یہ لوگ اجماع اسلام سے کنارہ کش ہو گئے ہیں۔"

تب سے انہیں معتزلہ کہا جانے لگا۔

منکرین حدیث کے مقاصد

خوارج کی طرف سے انکارِ حدیث کی وجہ ان کے انتہاء پسندانہ نظریات و مقاصد تھے، جو سنت رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں پایا تکمیل کو نہ پہنچ سکتے تھے۔ جبکہ معتزلہ نے یونانی فلسفوں سے متاثر ہو کر عقل کو فیصلہ کن حیثیت دی اور اسلام کے احکامات کو عقلی تقاضوں کے مطابق بنانے کی کوشش کی۔ مگر اس رستے میں رسول اکرم ﷺ کی سنت حائل تھی، چنانچہ انہوں نے حدیث کی حجیت سے انکار کر دیا۔

خوارج اور معتزلہ کے اغراض و مقاصد اور ان کا طریقہ کار بیان کرتے ہوئے مولانا مودودی لکھتے ہیں: ان دونوں فتنوں کا مقصد اور طریقہ مختلف تھا۔ ان کی غرض یہ تھی کہ قرآن کو اس کے لانے والے کی قومی و عملی تشریح و توضیح سے اور اس نظام فکر و عمل سے، جو پیغمبر ﷺ نے اپنی رہنمائی میں قائم کر دیا تھا الگ کر کے مجرد ایک کتاب کی حیثیت سے لے لیا جائے اور پھر اس کی من مانی تاویلات کر کے ایک دوسرا نظام بنا ڈالا جائے، جس پر قرآن کا لیبل چسپاں ہو، اس غرض سے یہ طریقہ انہوں نے اختیار کیا، اس کے دو حربے تھے:

① حدیث کے بارے میں یہ شک دلوں میں ڈالا جائے کہ وہ فی الواقع نبی ﷺ کی ہیں یا نہیں۔

② اصولی سوال اٹھایا جائے کہ کوئی قول و فعل حضور ﷺ کا ہو بھی تو ہم اس کی اطاعت

---

❶ ماہنامہ محدث صفحہ: 128.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اتباع کے پابند کب ہیں۔

ان کا نقطہ نظر یہ تھا کہ محمد ﷺ ہم تک قرآن پہنچانے کے لیے مامور کیے گئے، سو انہوں نے وہ پہنچا دیا، اس کے بعد محمد بن عبداللہ ویسے ہی ایک انسان تھے جیسے ہم ہیں انہوں نے جو کچھ کہا اور کیا وہ ہمارے لیے حجت کیسے ہو سکتا ہے۔ ❶

مفتی رشید احمد لکھتے ہیں:

''دشمنان رسول اللہ ﷺ کا مقصد صرف انکار حدیث تک محدود نہیں، بلکہ یہ اسلام کے سارے نظام کو مخدوش کر کے ہر امر و نہی سے آزاد رہنا چاہتے ہیں حالانکہ فرائض واجبات، صوم و زکوۃ کے مفصل احکام، حج کے مناسک، قربانی و بیع، امور خانہ داری، ازدواجی معاملات اور معاشرت کے قوانین ان سب امور کی تشریح حدیث ہی سے ثابت ہے۔ قرآن میں ہر چیز کا بیان اجمالا ہے جس کی تفسیر اور تشریح حدیث میں ہے۔'' ❷

مولانا عبدالجبار عمر پوری نے ''حدیث نبوی ﷺ کے بارے میں شبہات اور ان کا رد'' کے عنوان کے تحت برصغیر کے منکرین حدیث کے اصل مقصد کو بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں:

کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ کی ذہنیت و اعمال حیرت کے لائق نہیں؛ کیونکہ وہ قرآن کریم کے منکر اور رسول اللہ ﷺ سے منحرف ہیں۔ لیکن افسوس ان ظالموں کی حالت پر ہے کہ زبان سے کلمہ شہادت پڑھتے ہیں، توحید و رسالت کا اقرار کرتے ہیں اور اسلام کو صحیح و راست کہتے ہیں، لیکن اس کے باوجود اسلام کے اجزاء و ارکان کو منہدم کرنا چاہتے ہیں۔ ❸

---

❶ سنت کی آئینی حیثیت از ابوالاعلیٰ مودودی اسلامی پبلی کیشنز صفحہ: 14.

❷ فتنہ انکار حدیث، مولانا مفتی رشید احمد، کراچی کتب خانہ، صفحہ: 10.

❸ مقالات مولانا عبدالجبار عمر پوری صفحہ: 49.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قدیم منکرین حدیث کے دلائل واعتراضات

جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ فتنہ انکار حدیث کے بانی معتزلہ تھے، جو کہ ابتداء ہی میں ظاہر ہوئے تھے، ان کے نمایاں اعتراضات درج ذیل ہیں:

- ان کا کہنا تھا کہ محمد ﷺ قرآن پہنچانے پر مامور کیے گئے تھے، آپ ﷺ کے اقوال وافعال ہمارے لیے حجت نہیں؛ کیونکہ انسان ہونے کے اعتبار سے وہ ہمارے جیسے ہی تھے۔
- معتزلہ یا قدیم منکرین حدیث نے تمام تر احادیث کو اپنی عقل پر پرکھنے کی کوشش کی، ان کا نظریہ تھا کہ صرف اسی حدیث کو قبول کیا جائے گا جو عقل کے معیار پر پوری اترتی ہو۔
- منکرین حدیث کا اعتراض یہ ہے کہ اگر عذاب قبر کو مان لیا جائے تو تین موتیں لازم آتی ہیں، جب کہ قرآن میں صرف دو موتوں اور دو زندگیوں کا تذکرہ ہے۔

﴿قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَ اَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝﴾ (المومن: 11)

لہٰذا قرآن کی اس آیت، جسے وہ صحیح معنوں میں سمجھ نہ سکے، کی بنیاد پر عذاب قبر کا انکار کرتے ہیں۔

- جدید منکرین حدیث کی طرح قدیم منکرین حدیث بھی یہ دلیل پیش کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے بارے فرمایا:

﴿تَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ (الانعام: 154)، ﴿تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ (النحل: 89)

اس لیے قرآن میں ہر چیز کا بیان موجود ہے، لہٰذا حدیث کی ضرورت نہیں ہے۔

- ان کا ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ بہت سی احادیث قرآن کے خلاف ہیں۔ احادیث کو قرآن پر پیش کیا جائے جو قرآن کے موافق ہو تسلیم کر لی جائے اور دیگر کو مسترد کر دیا جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جدید منکرین حدیث اور ان کا طریقہ واردات

قدیم منکرین حدیث صرف چند ایک احادیث کے بارے شکوک وشبہات پیدا کرتے تھے، لیکن 9 ویں صدی عیسوی میں ایک گروہ ایسا پیدا ہوا جس نے حدیث اور سنت کے پورے ذخیرہ کے بارے میں شکوک وشبہات کا اظہار کیا اور اس کی صحت کا انکار کر دیا اور یہ سلسلہ 20 ویں صدی میں اپنے عروج پر پہنچا۔ انکارِ حدیث کے فتنے کے بارے میں نبی ﷺ نے ارشاد فرمادیا تھا، جیسا کہ آپ کے اس فرمان سے واضح ہوتا ہے:

((لَا اَلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ مُتَّكِئًا عَلٰى اَرِيْكَتِهٖ يَأْتِيْهِ الْاَمْرُ مِنْ اَمْرِيْ مِمَّا اَمَرْتُ بِهٖ اَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ فَيَقُوْلُ لَا نَدْرِيْ مَا وَجَدْنَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ اتَّبَعْنَاهُ)) ❶

''میں تم سے کسی کو ایسا کرتے نہ پاؤں کہ وہ اپنی مسند پر ٹیک لگائے بیٹھا ہو اور جب اس کے سامنے میرے احکامات میں سے کسی بات کا امر یا ممانعت آئے تو وہ کہنے لگے کہ ہم کچھ نہیں جانتے ہم تو جو قرآن میں پائیں گے، اسی کو مانیں گے۔''

چنانچہ نبی ﷺ کے پیش گوئی حرف بہ حرف ثابت ہوئی۔ پہلے دوسری اور پھر 13 ویں صدی ہجری میں انکار حدیث کے فتنے اٹھے اور انکار حدیث کے جدید فتنے کا مرکز برصغیر تھا۔ یہاں کے منکرین حدیث میں سے بعض نے اپنے آپ کو علی الاعلان اہل القرآن کہلوایا جس میں زیادہ مشہور ''عبداللہ چکڑالوی'' تھا۔ اس صاحب کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ تخت پوش پر بیٹھ کر حدیث نبوی ﷺ کا انکار کیا کرتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ حدیث کے متعلق شکوک و شبہات کے کام کا آغاز مستشرقین کی جانب سے ہوا تھا۔

برصغیر میں متعدد منکرین حدیث پیدا ہوئے، شروع میں ان میں وہ لوگ تھے جو بے

❶ سنن ابوداؤد، حدیث: 4605.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادبی کے الفاظ زبان پر لاتے تھے اور صرف خبر واحد کی بنیاد پر حدیث کا انکار کرتے تھے۔ عالم عرب میں بھی بعض منکرین حدیث پیدا ہوئے مگر ان کا طرز عمل زیادہ نہ پھیل سکا۔ برصغیر کے وہ لوگ جن کا منکرین حدیث میں شمار کیا گیا، ان میں مولوی چراغ علی، سرسید، عبداللہ چکڑالوی اور اسلم جیراجپوری نمایاں ہیں۔ ان میں سرسید اور مولوی چراغ علی احادیث کے کلیتاً منکر نہ تھے، بلکہ بعض احادیث پر انکار کرتے تھے۔ عبداللہ چکڑالوی نے اہل قرآن نامی جماعت بنائی۔ اس کے بعد اسلم جیراجپوری نے حدیث کا انکار کیا اور مرکز ملت کا تصور پیش کیا، انہی حضرات کے طرز فکر کو غلام احمد پرویز نے عروج پر پہنچا دیا۔ اس نے نہ صرف سنت متواتر اور احادیث کا انکار کیا بلکہ قرآن کی بنیاد پر پورا فلسفہ اور نظام فکر بھی ترتیب دیا۔ پرویز صاحب احادیث کو تاریخی ریکارڈ کے طور پر تو قبول کر لیتے ہیں، مگر انہیں اسلامی احکام کی بنیاد نہیں مانتے۔ پرویز صاحب کی فکر جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں مقبول ہوئی۔ موجودہ دور میں بھی یہ فتنہ پرور لوگ موجود ہیں اور اپنے افکار و نظریات سے لوگوں کو گمراہ کرنے کا بیڑہ اٹھائے ہوئے ہیں۔ ان میں سے کچھ منکرین حدیث جماعت کی صورت میں قائم ہیں اور کہتے ہیں ہم کسی بھی نظریہ یا مسلک کی طرف اپنی نسبت نہیں کرتے، بلکہ ہم اپنے آپ کو وہی نام دیتے ہیں جو قرآن نے ہمیں دیا ہے اور لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے یہ احادیث کے انکار کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی پاکباز ہستیوں پر طعن و تشنیع کرتے ہوئے مذاق کی صورت میں لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ کچھ لوگ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے انتہائی غلط اور بازاری زبان استعمال کرتے ہیں، لوگوں سے کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو نہیں ہوا اور آپ پر جادو کی احادیث لوگوں کی گھڑی ہوئی ہیں اور کہتے ہیں قرآن میں اللہ نے فرمایا ہے کہ: ''مشرکین نے کہا محمد مسحور ہیں۔'' (معاذ اللہ)

اگر یہ مان لیا جائے تو (معاذ اللہ) مشرکین کے نظریات کو تقویت ملتی ہے۔

لوگ منکرین حدیث کے جال میں کیوں پھنس جاتے ہیں اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ جس حدیث میں کسی گناہ کی حرمت کا بیان آئے، اسے حلال کرنے کے لیے اسی حدیث کا انکار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کردو، یعنی اپنی من مانی زندگی بسر کرو اور کسی دین وشریعت کے پابند نہ رہو۔

جدید منکرین حدیث کے اعتراضات

اور ان کے جوابات

جدید منکرین حدیث کے کچھ اعتراضات ودلائل تو وہی ہیں جو قدیم منکرین حدیث کے تھے۔ لیکن معتزلہ کے دور میں کتب احادیث کی تدوین کا کام اتنا نہیں ہوا تھا جتنا بعد میں ہوا اور جدید منکرین حدیث کے پیدا ہونے تک حدیث کا ایک بہت بڑا ذخیرہ لوگوں کے ہاتھوں میں آ چکا تھا، اس لیے منکرین حدیث نے انکار حدیث کے لیے احادیث کی امہات کتب پر اعتراضات کیے، ان کے اعتراضات ودلائل اور ان کے جوابات ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں۔

اعتراض نمبر 1:

منکرین حدیث یہ اعتراض بڑے زور وشور سے کرتے ہیں کہ بعض احادیث موضوع ہیں اور بعض ضعیف، جب کہ قرآن میں اس طرح کا اختلاف نہیں ہے، اس کی کوئی آیت ضعیف یا موضوع نہیں کہی جاسکتی، اس لحاظ سے حدیث کا مواد نامکمل ہی نہیں تحریف سے بھی پاک نہیں ہے۔ جب کہ جو چیز حجت شرعیہ اور ماخذ دین ہو اس کا خالص اور ملاوٹ سے پاک ہونا ضروری ہے۔

جواب:

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ احادیث کی کتابوں میں مختلف اقسام کی احادیث درج ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے درمیان امتیاز کرنا مشکل ہے، جس شخص کو حدیث اور فن حدیث سے معمولی سی بھی واقفیت ہے وہ یہ جانتا ہے کہ محدثین نے صحیح اور قابل اعتماد احادیث کا بڑا حصہ ضعاف وموضوعات سے الگ کر دیا ہے اور انہوں نے حدیث کی نقد و جرح کے وہ تمام اصول اور قوانین بھی وضع کر دیئے ہیں، جن سے کام لے کر انہوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احادیث کو جانچا ہے۔ اگر محدثین کے اس حیرت انگیز کارنامے کے بغیر احادیث کا ملا جلا ذخیرہ ہم تک پہنچتا اور ہمارے پاس صحیح کو غیر صحیح سے ممتاز کرنے کا کوئی ذریعہ نہ ہوتا تو یہ امر بلاشبہ باعث تشویش ہوسکتا تھا لیکن موجودہ دور میں پریشانی کی کوئی وجہ نہیں۔

مزید اطمینان بخش بات یہ ہے ان کی تعداد ان احادیث کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے جن کی صحت وعدم صحت کے بارے اختلاف ہے۔ اگر کوئی شخص تھوڑی سی مقدار کو مشکوک سمجھ کر پورے ذخیرے کو ساقط واعتبار قرار دے دے تو اس کی مثال بالکل اسی شخص کی طرح ہوگی جو بازار میں چند جعلی نوٹوں کو دیکھ کر پورے ملک کرنسی کو نذرِ آتش کرنے کی کوشش کرے، کیا کوئی عقل مند اور خوش وحواس رکھنے والا شخص ایسا کرسکتا ہے؟

اعتراض نمبر 2:

منکرین حدیث کا ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت ابراہیم کو صدیق کہا جب کہ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((لَمْ يَكْذِبْ اِبْرَاهِيْمُ اِلَّا ثَلٰثَ كَذَبَاتٍ .)) ❶

لہٰذا اس حدیث کو کیسے مانا جاسکتا ہے جو قرآن کے خلاف ہے۔

جواب:

دراصل اسے توریہ کہتے ہیں جو کہ حقیقی جھوٹ نہیں، بلکہ مجازی طور پر جھوٹ ہوتا ہے، حقیقت میں سچ ہی ہوتا ہے اور قرآن مجید میں بھی ابراہیم علیہ السلام کے ایسے ہی کذب کا تذکرہ موجود ہے۔ مثلاً بتوں کو توڑ کر کہا:

﴿بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا﴾ (الانبياء: 63)

اسی طرح کہا تھا:

﴿اِنِّيْ سَقِيْمٌ ۝﴾ (الصفت: 89)

اب منکرین حدیث ان آیات کی کیا توضیح کریں گے؟ اہل بلاغہ جانتے ہیں اس توریہ

❶ صحيح بخاری: 5084.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں کلام کی ظاہری صورت کذب کی ہوتی ہے، مگر حقیقت میں کذب نہیں ہوتا۔

اعتراض نمبر 3:

منکرین حدیث اعتراض کرتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ معصوم نہیں تھے۔ لہٰذا ان سے بھی خطا ممکن ہے۔

جواب:

خطا کا امکان ہونے اور خطاء واقع ہونے میں فرق ہے۔ امکان اور چیز ہے اور وقوع اور چیز۔ ممکن ہے آپ چور ہوں، مگر شرعی ثبوت کے بغیر ایسا کہنا غلط ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے خطا کہاں کی ہے اسے ثابت کیا جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے قرآن نہیں لکھا، قرآن کو لکھنے اور جمع کرنے والے صحابہ ہی تھے اور صحابہ بھی معصوم نہیں تھے۔ اس طرح تو ان سے بھی خطا کے صادر ہونے کا امکان تھا، چنانچہ آپ خطا کے امکان سے حدیث کا رد کریں تو آپ قرآن کا رد بھی کر سکتے ہیں۔

اعتراض نمبر 4:

منکرین حدیث کا کہنا ہے کہ قرآن "تَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ" ہے، لہٰذا مزید کسی تفصیل اور وضاحت کے لیے احادیث کی ضرورت نہیں ہے۔

جواب:

منکرین حدیث کے اس اعتراض کے جواب میں متبعین قرآن وسنت کا سوال یہ ہے اگر قرآن میں ہر چیز کی تفصیل موجود ہے اور اس تفصیل و وضاحت کے لیے احادیث کی ضرورت نہیں، تو بتایئے نمازیں کتنی ہیں؟ نمازوں کی رکعات کتنی ہیں؟ اور کن کن اوقات میں ادا کی جائیں گی؟ حج کا احرام کہاں سے باندھا جائے گا؟ مرنے والے کی نماز جنازہ اور تدفین کا طریقہ کیا ہے؟ آیت

﴿ كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْفَجْرِ ﴾ (البقرة: 187)

''اور کھاتے پیتے رہا کرو یہاں تک کہ تم پر صبح کا سفید دھاگہ رات کے سیاہ دھاگے سے نمایاں ہو جائے۔''

کے نازل ہونے کے بعد عربی زبان کے ماہر عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بھی نہ سمجھ سکے کہ اس کا کیا مطلب ہے، اسی لیے تو انہوں نے سرہانے کے نیچے سفید اور سیاہ دھاگہ رکھ لیا اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی وضاحت کرنا پڑی کہ اس سے مراد رات کی تاریکی اور فجر کی روشنی ہے۔

اعتراض نمبر 5:

قرآن کی حفاظت تو اللہ نے کی ہے، جب کہ حدیث انسانوں کی لکھی ہوئی ہے اور ترتیب شدہ ہے۔

جواب:

موجودہ صورت میں موجود مصحف اسی طرح آسمان سے نازل نہیں ہوا تھا، بلکہ اسے لکھنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم ہی تھے۔ کسی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اطہر سے سن کر اسے یاد کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سن کر کچھ نے لکھا، جبکہ زیادہ لوگوں نے یاد کیا، تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت بھی انسانوں کے ذریعے ہی کی ہے۔ لہٰذا یہ دلیل دینا فضول ہے کہ احادیث اس لیے نا قابل حجت ہے کہ انسانوں کی تحریر شدہ ہے۔

اعتراض نمبر 6:

احادیث میں الفاظ کی تبدیلی ہوتی ہے، لہٰذا ایک جگہ مفہوم کو بیان کرنے کے لیے لفظ اور ہوتا ہے جبکہ دوسری جگہ کچھ اور ہوتا ہے۔

اہل لغت و ادب جانتے ہیں کہ عربی لغت میں بہت ایسا ہوتا ہے کہ ایک لفظ کے کئی معانی اور مفہوم کو بیان کرنے کے لیے کئی الفاظ استعمال ہو جاتے ہیں اور اگر قرآن پر یہ اعتراض کیا جائے تو قرآن پر یہ اعتراض صادر آتا ہے۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے پتھر پر عصا مارنے کا حکم دیا عصا کی ضرب سے پتھر سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے۔ اب بات کو بیان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لرنے کے لیے قرآن میں فَانفَجَرَتْ کا لفظ ہے۔ جبکہ دوسری جگہ فَانبَجَسَتْ کا لفظ استعمال ہوا ہے، اس بات کا منکرین کے پاس کیا جواب ہے؟

اعتراض نمبر 7:

احادیث تو نبی ﷺ کے صدیوں بعد لکھی گئیں، یہ حجت کیسے ہو سکتی ہیں۔

جواب:

احادیث تو عہد نبوی اور عہد صحابہ میں بھی لکھی جاتی تھیں، مثلاً صلح حدیبیہ کی شرائط، نبی ﷺ کے خطوط، ابو شاہ کے مسائل دیہ کی دستاویز، اسی طرح مسند ابو ہریرہ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اسی دور میں لکھا گیا تھا۔

اعتراض نمبر 8:

قرآن کی تفسیر کے لیے حدیث کی ضرورت ہو تو پھر قرآن کو حدیث کا محتاج ماننا پڑے گا۔

جواب:

اس اعتراض کی بناء پر تو یہ بھی لازم آتا ہے کہ اگر کوئی عجمی شخص جو عربی زبان نہیں جانتا اسے قرآن سیکھنے کے لیے صرف، نحو اور گرائمر کے دیگر علوم کی ضرورت پڑے گی، تو کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ قرآن صرف و نحو کا محتاج ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے قرآن میں کچھ چیزیں مجمل طور پر بیان فرمائی ہیں اور نبی ﷺ پر یہ ذمہ داری عائد کی آپ قرآن کی وضاحت کریں اور قرآن کی تعلیم دیں۔

اعتراض نمبر 9:

اعتراض ہے کہ احادیث میں اخبار آحاد بھی ہیں ان کو کیسے درست تصور کیا جا سکتا ہے۔

جواب:

خبر واحد کو تسلیم کرنے کا ثبوت قرآن مجید میں بھی ملتا ہے۔ مثلاً:

"موسیٰ علیہ السلام خبر واحد پر ہی عمل کرتے ہوئے مصر چھوڑ کر مدین کی طرف چلے گئے تھے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوالات

- منکرین حدیث کے فتنہ کا آغاز کب ہوا؟
- منکرین حدیث کے مقاصد کیا تھے؟
- قدیم منکرین حدیث کے دلائل واعتراضات کیا تھے؟
- جدید منکرین حدیث کا طریقہ واردات بیان کریں۔
- جدید منکرین حدیث کے اعتراضات اوران کے جوابات بیان کریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب 8

تحریک استشراق

- استشراق کا تعارف
- تحریک استشراق کی ابتداء
- استشراق کے مقاصد
- استشراق کا طریقہ کار اور مقاصد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استشراق

لغوی تعریف:

استشراق باب استفعال سے مصدر ہے جس کا لفظی معنی ہے ''مشرق کو طلب کرنا''۔

اصطلاحی تعریف:

اصطلاح میں مشرق اور اہل مشرق کی طرف متوجہ ہونا استشراق کہلاتا ہے، یعنی:

''مغربی لوگوں کا مشرق اور اقوام مشرق کی تاریخ، زبان و ادب، اخلاق و آداب، اعتقادات و نظریات اور ان کے رہن سہن کا مطالعہ کرنا استشراق کہلاتا ہے۔''

آغاز میں صرف عربی اور عبرانی زبان پڑھنا استشراق کہلاتا تھا کیونکہ یہ دونوں زبانیں دینی علوم کے متعلق تھیں۔ مستشرقین نے اسلام پر الزام تراشی کے لیے استشراق کا آغاز کیا تھا۔

تحریک استشراق کی ابتداء

استشراق کا آغاز تو 1130ء میں ہوا، ریمانڈ نامی اسقف کی زیر نگرانی طلیطلہ میں ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی گئی، جس کا بنیادی کام عربی کتابوں کو عبرانی زبان میں منتقل کرنا تھا۔ ابتدائی دو تین صدیوں تک تین سو کے قریب عربی کتب کو جن میں زیادہ تر ریاضیات اور فلکیات پر مبنی تھیں، عبرانی زبان میں ڈھالا گیا اور یہ کام بہت آہستہ آہستہ ہو رہا تھا۔ پھر اٹھارویں اور انیسویں صدی میں استشراق ایک مستقل فن بن گیا اور مستشرقین نے بڑی تندہی سے عربی کتابوں پر کام شروع کیا۔ تاریخ میں عربی کی امہات الکتب کو شائع کرنے کے لیے اپنے چھاپہ خانے قائم کیے اور اس قدر عربی علوم حاصل کیے کہ عربی لغت دانی اور عربی ادب لکھنے میں عربوں سے بھی آگے نکل گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استشراق کے مقاصد

یہ خیال غلط ہے کہ استشراق ایک علمی اور سائنسی تحریک کا نام ہے جس کا مقصد مشرقی تہذیب کے اسرار و رموز جاننا ہے۔ استشراق حقیقت میں سامراجی طاقتوں کا اسلام کے خلاف جنگ کرنے کا ایک ہتھیار ہے اور استشراق صلیبی جنگوں کی ہی ایک کڑی ہے۔ صلیبی جنگیں ختم نہیں ہوئیں بلکہ انہوں نے اپنا چہرہ اور رنگ بدل لیا ہے اور ان جنگوں کی نئی صورتوں میں ایک استشراق بھی ہے۔ چنانچہ مستشرقین اہل اسلام کے پاس اسلامی علوم کا لبادہ اوڑھ کر آتے ہیں، جب کہ ان کے باطن میں اسلام کے بارے نفرت و کدورت بھری ہوتی ہے اور اپنے ان مباحثہ جات میں دل کے سارے کینے کا بوجھ نکال کر اسلام کے بارے ہرزہ سرائی کرتے ہیں، اس طرح ان کے قلموں سے زہر کے قطرے ٹپک رہے ہوتے ہیں۔

چنانچہ تحریک استشراق کے مقاصد کو سمجھنے والا جانتا ہے کہ یہ تحریک مغربی سامراجی طاقتوں کی اسلام اور اہل اسلام کے خلاف ایک سوچی سمجھی سازش ہے۔ جس کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- اسلام کو نیچا دکھانے کے لیے اپنے قلم کا استعمال کرنا، تاکہ شکوک شبہات پیدا کر کے مسلمانوں کو ان کے دین سے پھیر دیا جائے۔
- اسلام کی تاریخ کو مسلمانوں کے سامنے اپنے انداز سے پیش کیا جائے، تاکہ مسلمان یہ سمجھیں کہ ماضی میں اہل مشرق، مغرب کے تابع تھے۔
- مسلمانوں میں رنگ و نسل اور قومیت کے جذبات کی ترویج کرنا، تاکہ ان کی اُس جمعیت کا شیرازہ بکھر جائے جو اسلام نے انہیں دی تھیں۔
- مستشرقین کا ایک بہت بڑا ہدف اور مقصد یہ تھا کہ اپنے ہم ملت لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کی جائے کہ اسلام کے مقابلہ میں ان کا دین اعلیٰ و برتر ہے۔ اسی کام کے لیے انہوں نے عربی علوم سیکھے تاکہ لوگ ان کی بات جلدی قبول کر لیں کہ انہوں نے عربی علوم حاصل کر رکھے ہیں۔ حالانکہ انہوں نے اسلام کے خلاف جو زہر اُگلا وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سراسر اسلام دشمنی کے نتیجے میں تھا۔

استشراق کا طریقہ کار اور نقصانات

طریقہ کار:

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ تحریک استشراق صلیبوں کی طرف سے شروع کی گئی صرف اور صرف مسلمانوں کو دین سے دور کرنے کے لیے شروع کی گئی۔ اس کام کے لیے انہوں نے سب سے پہلے یہ کیا کہ عربی علوم سیکھے اور اسلام کی تاریخ پر مشتمل کتابوں کا مطالعہ کیا، بلکہ ایسی کتابیں جو مسلمان مؤرخین نے لکھی تھیں لیکن بعد میں آنے والے مسلمانوں کی ان کتابوں تک رسائی نہ ہوسکی، انہوں نے ان کتابوں کو شائع کیا اور تاریخ کے بہت سے واقعات کو مسخ کر کے لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ ان میں سے اکثر مستشرقین اصل ماخذ اور زبان سے واقف نہیں تھے بلکہ ان کا سرمایہ معلومات دوسرے لوگوں کی تصانیف اور تراجم تھے۔ ان کا کام صرف یہ تھا کہ مشتبہ اور نامکمل مواد کو قیاس اور میلان طبع کے قالب میں ڈھال کر لوگوں کے سامنے پیش کریں۔

بعض مستشرقین عربی زبان، علم وادب، تاریخ اور فلسفہ اسلام کے بہت بڑے ماہر ہیں، لیکن مذہبی لٹریچر اور سیرت کے علم سے نا آشنا ہیں۔ وہ سیرت یا مذہبِ اسلام پر کوئی مستقل کتاب نہیں لکھتے لیکن حتمی طور پر عربی دانی کے زعم میں اسلام اور شارع اسلام ﷺ کے متعلق نہایت دلیری سے جو کچھ چاہتے ہیں لکھ جاتے ہیں۔ مثلاً: جرمنی کے مشہور مستشرق ساخو نے ''طبقات ابن سعد'' شائع کی۔ اس کی وسعت معلومات اور عربی دانی سے کون انکار کرسکتا ہے۔ لیکن جب وہ اسلامی امور سے متعلق باتیں لکھتا ہے تو پڑھ کر بھول جانا پڑتا ہے کہ یہ وہی شخص ہے یا کوئی اور؟ اسی طرح نولدیکی نے قرآن مجید کا خالص مطالعہ کیا، لیکن انسائیکلوپیڈیا میں اس نے قرآن پر جو آرٹیکل لکھا ہے، اس میں جا بجا تعصب ہی نہیں، بلکہ اس کی جہالت کے پنہاں راز بھی موجود ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کچھ مستشرقین ایسے تھے جنہوں نے خالص اسلامی اور مذہبی لٹریچر کا مطالعہ کیا، لیکن باوجود عربی دانی اور کثرت مطالعہ کے ان کی آنکھوں سے تعصب کی پٹی نہ اتر سکی۔ مثلا: مارگولیتھ نے مسند احمد ابن حنبل کی چھ ضخیم جلدوں کا ایک ایک حرف پڑھا ہے اور کسی مسلمان کو بھی اس وصف میں اس کی ہمسری کا دعویٰ نہیں ہوسکتا۔ لیکن اس نے نبی ﷺ کی سوانح عمری پر جو کتاب لکھی ہے دنیا کی تاریخ میں اس سے زیادہ کوئی کتاب کذب و افترا، تاویل اور تعصب کی مثال پیش نہیں کرسکتی۔ اسی طرح اور بھی بہت سے مصنّفین کی مثالیں دی جاسکتی ہیں جن سے مستشرقین کے طریقہ واردات کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ یہ اسلام کی تاریخ کو پڑھنے کے بعد اس میں رد و بدل کر کے اپنے ہم ملت لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اس لیے آپ دیکھتے ہیں کہ انہوں نے عربی کی کتابوں پر جو کام کیا وہ زیادہ تاریخ کی کتابوں پر مشتمل ہے۔

تحریک استشراق کے نقصانات:

پوری دنیا میں مستشرقین کا پھیلایا ہوا زہر کام کر رہا ہے، لیکن برصغیر میں استشراق کی بنیاد پر جو فتنہ اٹھا اس سے امت اسلامیہ کو کتنا نقصان ہوا، اس کی مثال نہیں دی جاسکتی۔ وہ فتنہ تھا انکار حدیث کا فتنہ، سب سے پہلے حدیث کے متعلق شکوک وشبہات پھیلانے کا کام مستشرقین کی طرف سے ہوا۔

برصغیر کے اولین منکرین حدیث جن لوگوں سے متاثر تھے اور جن کے نقش قدم پر چلے، وہ مستشرقین ہی تھے۔ ان میں ''کانٹویل، الائس سپرنگر اور گولڈزیہر سرفہرست ہیں۔ جنہوں نے حدیث کے بارے شکوک شبہات پیدا کیے اور اسی بنیاد پر منکرین حدیث کا فتنہ سامنے آیا۔ پھر ہمارے تعلیمی اداروں میں کے اثرات در آئے اور مستشرقین جو اسلام کو ''محمڈنزم'' کی اصطلاح میں بیان کرتے تھے، تو ہمارے تعلیمی اداروں کو بھی محمڈن کالج جیسے نام دیئے جانے لگے۔ انگریز جب ہندوستان میں آئے تو انہوں نے اسلام کو محمڈن ریلجین قرار دیا تو بہت سے مسلمانوں نے اپنی ناواقفیت کی بناء پر اسے قبول کرلیا۔ آج بھی میڈیا پر آنے والے بہت سے نام نہاد دانشور مستشرقین کی زبان بولتے ہیں۔ جس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دنیا کی بڑی بڑی استشراق کی یونیورسٹیوں سے تعلیم حاصل کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے ا
ور، مستشرقین کی طرح دہشت گردی اور قتل و غارت گری کا الزام اسلام پر لگاتے ہیں
سے اسلام اور اہل اسلام کے وقار پر ضرب پڑتی ہے۔

سوالات

- استشراق کی لغوی و اصطلاحی تعریف کریں۔
- تحریک استشراق کا آغاز کب ہوا؟
- استشراق کا طریقہ کار اور نقصانات بیان کریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب 9

تحریک تصوف

- تصوف کی تعریف
- تصوف کی ابتداء
- تصوف کا طریقہ کار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تحریک تصوف

تعریف:

تصوف یا صوفی ازم بالعموم اس فن اور طرز زندگی کو کہا جاتا ہے جس کا تعلق روحانیت سے ہو۔ تصوف سے وابسطہ حضرات صوفی کہلاتے ہیں۔

تصوف کی ایک جامع و مانع تعریف ممکن نہیں ہے۔ شام کے ایک بڑے صوفی عالم سید عبدالقادر عیسیٰ نے اپنی عربی کتاب حقائق عن التصوف میں اس لفظ کے متعدد ماخذ بیان کرتے ہوئے متعدد تعریفیں بیان کیں۔

- تصوف اور صوفی صفت سے نکلے ہیں، کیونکہ تصوف وہ علم ہے جو انسان میں اچھی صفات پیدا کرے اور بری صفات سے بچائے۔
- تصوف کا لفظ ''صوف'' سے نکلا ہے جس کا معنی ''اون'' ہے۔ چونکہ قدیم دور کے صوفی حضرات سادگی کے لیے اون یا کھدر لباس پہنا کرتے تھے، اس وجہ سے وہ صوفی کہلانے لگے۔
- تصوف کا لفظ صفہ سے نکلا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو کہ صفہ نامی چبوترے پر نہایت غربت کے عالم میں رہا کرتے تھے اور آپ ﷺ سے دین کی تعلیم حاصل کیا کرتے تھے، اصحاب صفہ کہلاتے تھے۔ اہل تصوف کا کہنا ہے کہ یہی لوگ تصوف کے سرخیل تھے، اس لیے انہی کی مناسبت سے اس فن کا نام ''تصوف'' پڑ گیا۔

یہ تعریفیں بیان کرنے کے بعد شیخ عبدالقادر عیسیٰ نے لکھا ہے کہ تصوف اتنا مشہور ہے کہ اس کی تعریف کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تصوف کی ابتداء:

تصوف کی تاریخ بہت قدیم ہے۔ دنیا کی سبھی قدیم مذاہب کے ماننے والوں میں ایسے لوگ رہے ہیں جو دنیا کو ترک کر کے جنگلوں میں عبادت کرتے، مراقبوں میں اپنا وقت صرف کرتے اور روحانیت کی تلاش میں سرگراں رہتے تھے۔ نصاریٰ کے ہاں ترک دنیا ''رہبانیت'' کہلاتی تھی اور قرآن مجید نے بتایا کہ عیسائیوں نے رہبانیت اپنی طرف سے نکالی تھی۔ یہود کے ہاں یہ کبالہ کی صورت میں رائج ہے، جب کہ عیسائیوں کے ہاں رہبانیت کو بہت بڑے سماجی ادارے کی اہمیت حاصل ہے۔ مسلمانوں میں بھی ترک دنیا کے معاملات سامنے آئے اور جنگلوں میں زندگی بسر کرنا اور مراقبوں میں عبادت کرنا تصوف کہلایا۔ تصوف کی تاریخ درج ذیل چھ ادوار میں تقسیم کی جاسکتی ہے:

1۔ ابتدائی دور 622ء تا 815ء
2۔ تصوف کا ارتقائی دور 815ء تا 961ء
3۔ دور عروج 961ء تا 1252ء
4۔ وجودی دور 1252ء تا 1591ء
5۔ شہودی دور یا دورِ اصلاح 1591ء تا 1850ء
6۔ دور زوال 1850ء تا حال

تصوف کا طریقہ کار

اہل تصوف کا کہنا ہے کہ انسانی نفس کو سنوارنا اور اس کا تزکیہ کرنا تصوف کہلاتا ہے۔

تمام دینی احکام کے دو پہلو ہوتے ہیں ایک ظاہری اور دوسرا باطنی۔ مثال کے طور پر زکوٰۃ کو لے لیجئے ایک اس کا ظاہری پہلو ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کب دینی ہے؟ کتنی دینی ہے؟ اور کتنے مال پر دینی ہے؟ ان سب کا جواب علم فقہ میں ملتا ہے۔ زکوٰۃ کا باطنی پہلو یہ ہے کہ زکوٰۃ خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لیے دی جائے، اس میں دکھاوا نہ ہو اور نہ ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس شخص کو مال دیا جائے اسے ذلیل کیا جائے۔

اہل تصوف کا کہنا ہے کہ اس باطنی پہلو کی اصلاح ''علم التصوف'' کا کام ہے۔ لوگوں کو اہل تصوف میں شریک کرنے کے لیے اہل تصوف کے ہاں کچھ اصطلاحات رائج ہیں۔ جو لوگوں کو پڑھائی جاتی ہیں ان میں سے کچھ اصطلاحات اور ان کے معانی سطور ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

سیر: مسلک اہل تصوف کے نزدیک سیر انسان کے اس سفر کا نام ہے جو اللہ کی جانب ہو اسی کو راہِ سلوک کہا جاتا ہے۔ تصوف وہ فن ہے جس کی مدد سے یہ سفر طے کیا جاتا ہے۔

سالک: وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی جانب سفر کرنے کا عزم کرے۔

مرشد: راہ سلوک میں رہنما، اسے ہماری عام زبان میں پیر یا شیخ بھی کہا جاتا ہے۔

مرید: وہ شخص جو راہ سلوک پر چلنے کے لیے کسی مرشد کی رہنمائی حاصل کرنے کے لیے اس کے ہاتھ پر بیعت کرے۔ اسے تصوف کی زبان میں مسترشد کہا جاتا ہے جس کا معنی ہے ''ہدایت کا طالب''۔

بیعت: لفظی معنی ''بیچنا'' ہے اصطلاحی مفہوم میں اس کا مطلب ہوتا ہے کسی کے ساتھ ایسا معاہدہ کرنا جس میں اس کی حمایت کا عزم کیا گیا ہو۔ اہل تصوف کی اصطلاح میں بیعت اس معاہد کو کہتے ہیں: ''جس میں ایک مسترشد اپنے مرشد کے ساتھ یہ وعدہ کرتا ہے کہ وہ اس کی پیروی کرے گا۔''

صحبت: اہل تصوف کے نزدیک اس کا مطلب صوفی حضرات کے ساتھ رہنا ہوتا ہے۔

خانقاہ: یہ ایک تربیت گاہ یا وہ ادارہ ہوتا ہے جہاں صوفی شیخ اپنے مریدوں اور سالکین کی تربیت کرتا ہے۔ شمالی افریقہ میں اس کا نام زاویہ ہے۔

شریعت: دین کے وہ احکام جو ظاہر و باطن دونوں کے لیے ہوں۔

طریقت: شریعت کے علاوہ وہ اضافی طریقے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ تک پہنچا جا سکتا ہو۔ ان میں اذکار اوراد و وظائف اور مراقبہ وغیرہ شامل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حقیقت: دل پر بعض اعمال اور اشیاء کے متعلق حقائق واضح ہونے کو حقیقت کہا جاتا ہے۔

معرفت: خدا اور بندے کے درمیان تعلق کا ادراک معرفت کہلاتا ہے۔

ان تمام اصطلاحات کی تعریف وہی کی گئی ہے جو اہل تصوف کے ہاں رائج ہے۔

اہل تصوف کے ہاں تصوف میں آنے کے لیے کسی سلسلہ کے ساتھ منسلک ہونا ضروری ہے۔ ان کے نزدیک ایک مرید اپنے مرشد سے وابستہ ہوتا ہے، وہ اپنے مرشد سے، اسی طرح یہ سلسلہ آخر تک چلتا ہے۔ اسے تصوف کی اصطلاح میں سلسلہ کہا جاتا ہے۔

ہر سلسلے کو اپنے کسی بزرگ سے منسوب کیا جاتا ہے۔

جنوبی ایشیا میں صوفیاء کے زیادہ تر چار سلسلے پائے جاتے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور سلسلہ چشتیہ ہے۔ جو خواجہ معین الدین چشتی سے منسوب ہے۔ اس کے علاوہ نقشبندی قادری اور سہروردی سلسلے بھی پائے جاتے ہیں۔ جو بالترتیب خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی، شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ بہاؤ الدین سہروردی سے منسوب ہیں۔ چشتی، قادری اور سہروردی سلسلوں کا کہنا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وساطت سے ان کا تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ جب کہ نقشبندی سلسلہ کے شیوخ کا کہنا ہے کہ وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

ان میں سے ہر سلسلے کی پھر متعدد شاخیں ہیں۔ مثلاً چشتی سلسلے کی دو بڑی شاخیں ہیں صابری اور نظامی صابری، شیخ صابر کلیری سے اور نظامی نظام الدین اولیاء سے منسوب ہے۔ نقشبندی سلسلے کی مشہور ترین شاخ مجددی ہے جو شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی کی طرف منسوب ہے۔

برصغیر کے زیادہ تر نقشبندی حضرات کا تعلق مجددی شاخ سے ہوتا ہے۔ وسطی ایشیا میں اس کی اور شاخیں بھی پائی جاتی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوالات

- تصوف کی تعریف کریں۔
- تصوف کی ابتداء کب ہوئی؟
- تصوف کی اصطلاحات بیان کریں۔
- تصوف کے سلسلوں کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

10

موجودہ دور کی قومی اور عالمی تحریکیں

- تحریک کی تعریف
- دور جدید کی تحریکیں اور ان کی اقسام
- دینی و سیاسی تحریکیں اور ان کی جدوجہد
- برصغیر کی دینی تحریکیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تحریکیں اور تنظیمیں

اس عنوان میں ہم پڑھیں گے کہ دینی تحریک کسے کہا جاتا ہے۔ دور جدید میں پاکستان برصغیر اور دنیا بھر میں کون کون سی تحریکیں اور تنظیمیں ہیں جو اسلام کی اشاعت اور اسلام دشمن تحریکوں کے عزائم ناکام بنانے کے لیے سرگرم ہیں۔

تحریک کسے کہتے ہیں؟

تحریک کا لغوی معنی ہے ''حرکت دینا'' جبکہ اصطلاحی لحاظ سے تحریک سے مراد ایسی حرکت ہے، جو انسانوں کے فکر وعمل میں تغیر برپا کردے۔

مسلمانوں کی تاریخ ایسی بہت سی تحریکوں سے بھری پڑی ہے، جنہوں نے کسی مخصوص ہدف کے حصول کے لیے مسلمانوں کے فکر وعمل میں تحریک پیدا کی۔ تحریک کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ حرکت پیدا کرتے ہوئے ہلچل مچا دی جائے، جیسے کسی جھیل کے پرسکون پانی میں کوئی پتھر پھینکا جائے تو وہ اس پانی میں ہلچل مچا دیتا ہے اور مختلف لہریں پیدا کرتا ہے۔ بالکل اسی طرح کوئی شخص جو اپنے گردو پیش کے ماحول سے مطمئن نہ ہو تو تحریک برپا کرتا ہے۔ کوئی تحریک بڑی ہوئی ہے کوئی چھوٹی، کوئی بڑے پیمانے تک پھیل جاتی ہے اور کوئی مخصوص علاقے تک محدود رہتی ہے، کوئی تحریک کسی ایک قوم میں حرکت پیدا کرتی ہے تو کوئی عالمی سطح پر، تحریک فکر ونظر میں برپا کی جاتی ہے اور میدان عمل میں بھی۔ عملی تحریک سے پہلے فکری تحریک پیدا کرنا ضروری ہوتا ہے؛ کیونکہ فکر ہی عمل کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔

ویسے تو دنیا میں سینکڑوں قسم کے ہزاروں تحریکیں پیدا ہوئیں۔ لیکن اس مختصر کتاب میں ہم اپنے موضوع کے مطابق چند ایسی تحریکوں کا ذکر کریں گے جو مسلمانوں کو متحد کرنے اور اسلام کے خلاف ہونے والی سازشوں اور عزائم کے خلاف کھڑی ہوئیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دورِ جدید کی تحریکیں اور ان کی اقسام

پچھلے دو سو برس میں امت مسلمہ کو ایک ایسی عجیب وغریب صورتحال سے واسطہ پڑا جو ان کے لیے یکسر نئی تھی۔ معاملہ کچھ یوں پیش آیا کہ بارہ سو برس سے مسلمان دنیا میں ایک سپر پاور کی حیثیت رکھتے تھے اور اسی نظر سے لوگوں کے ساتھ معاملات کیا کرتے تھے جس طرح آج امریکہ بقیہ دنیا کے ساتھ کرتا ہے۔

بارہویں صدی ہجری یا اٹھارویں عیسوی صدی میں مسلم دنیا کا سیاسی زوال شروع ہوا، جس نے ان کی کمزوریوں کو خود اپنی نظر میں عریاں کر کے رکھ دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے عالم اسلام کا بڑا حصہ مغربی طاقتوں کے زیر اقتدار چلا گیا اور اس کی واپسی کی کوئی صورت بظاہر مسلمانوں کے سامنے نہ تھی۔ اس زوال کو پوری شدت سے مشرق ومغرب کے مسلمانوں نے محسوس کیا۔ وہ لوگ جو اب تک دنیا میں حکومت کرتے تھے اب ہر اعتبار سے محکوم ہو چکے تھے اور ان کی ہر حرکت ان کے نئے آقاؤں کے اشارۂ ابرو کی محتاج تھی۔ اس صورتحال نے انہیں یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ کہاں پر کیا چیز غلط ہو گئی ہے؟ ہم زوال کا شکار کیوں ہوئے؟ اب اس زوال سے نکلنے کا راستہ کیا ہے؟ ان کے جواب مختلف مفکرین نے مختلف دیئے جس کے نتیجے میں مختلف تحریکوں نے جنم لیا۔

مغربی طاقتوں کے خلاف جو تحریکیں کھڑی ہوئیں انہیں ہم چار گروہوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

- دینی وسیاسی تحریکیں
- عسکری تحریکیں
- عوامی ودعوتی تحریکیں
- علمی وفکری تحریکیں

ملاحظہ:

اس کتاب میں ہم ان تحریکوں کا ایک غیر جانبدارانہ مطالعہ کریں گے، ہم حتی الوسع اپنی رائے دینے سے اجتناب کریں گے اور ان کے منشور کو جیسا کہ ان کے حاملین بیان کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں پیش کریں گے۔

1 دینی وسیاسی تحریکیں:

ان تحریکوں کا موقف یہ تھا کہ عالم اسلام کے زوال کی اصل وجہ خارجی قوتوں (اہل یورپ) کی عسکری اور فکری یلغار ہے۔ ان کے نزدیک مسلمانوں کے زوال کو دور کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ اہل یورپ کو اپنے ممالک سے نکال باہر کیا جائے اور آزادی کے حصول کے بعد اسلام کا نظام حکومت قائم کیا جائے۔

ان میں سے بعض مفکرین نے اس بات پر زور دیا کہ عالم اسلام ایک وحدت ہے، جسے استعماری طاقتوں ن نے سازش کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے، اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ پورے عالم اسلام کو ایک سیاسی وحدت کے نام پر منظم کیا جائے۔ یہ نظریہ "پان اسلام ازم" کہلایا۔ 19ویں صدی میں مصر میں "اخوان المسلمون" جنوبی ایشیا میں جماعت اسلامی اور دیگر دینی وسیاسی جماعتیں اور جنوب مغربی ایشیاء میں "نہضۃ العلماء" اور محمدیہ تحریکیں اس نظریہ کی علمبردار بنی۔

2 عسکری تحریکیں:

یہ وہ دینی عسکری تحریکیں تھیں جو صرف دینی نظام کو رائج کرنا چاہتی تھی، اس کے علاوہ دیگر نظام ہائے حکومت کو کفر سمجھتی تھی۔ ایک زمانے میں اخوان المسلمون نے بھی اس نقطہ نظر کو اپنایا لیکن بعد میں وہ سیاست کی جانب آ گئی۔

3 عوامی دعوتی تحریکیں:

یہ وہ تحریکیں تھیں جنہوں نے لوگوں کی اصلاح کو اپنا ہدف بنایا۔ ان میں تین طرح کی تحریکیں شامل تھیں:

❖ اہل تصوف کی تحریکیں ❖ سلفی تحریکیں ❖ غیر صوفیانہ علمی واصلاحی تحریکیں

① اہل تصوف کی تحریکیں:

ان کا موقف یہ تھا کہ مسلمانوں کو اگر صوفیانہ مجاہدات، افکار واعمال اور دیگر امورِ تصوف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی طرف بلایا جائے اور اس کی مدد سے ان کا تزکیہ نفس کیا جائے تو انہیں دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ اہل تصوف کی تحریکوں میں شمالی افریقہ میں سید محمد بن علی السنوسی کی تحریک، وسطی ایشیاء میں امام شامل کی تحریک، ترکی میں نورسی اور گولن تحریکیں اور جنوبی ایشیاء میں تبلیغی جماعت اور دعوت اسلامی کو بطور مثال پیش کیا جا سکتا ہے۔

② سلفی تحریکیں:

یہ تحریکیں امام ابن تیمیہ اور محمد بن عبدالوہاب کی برپا کردہ تحریکوں سے متاثر تھیں، ان کا نقطہ نظر یہ تھا کہ مسلمانوں کے زوال کی اصل وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اصل اور خالص دین یعنی قرآن وسنت سے ہدایت لینا چھوڑ دیا ہے اور شرکیہ رسوم اور بدعات کو اپنا لیا ہے، جس کی وجہ سے اللہ نے ان پر زوال کو مسلط کیا ہے۔ اگر مسلمان قرآن وسنت کی طرف لوٹ آئیں تو یہ زوال دور ہو سکتا ہے۔ سلفی تحریک نے 18 ویں صدی میں سعودی عرب میں زور پکڑا اس سے غیر عرب مفکرین متاثر ہوئے اور اپنے اپنے ممالک میں جا کر انہی خطوط پر کام کیا۔ ان میں سے بعض روایتی سلفی رہے اور بعض نے کسی حد تک جدید رنگ اختیار کیا۔

جنوبی ایشیاء میں سید احمد بریلوی اور شاہ اسماعیل دہلوی، انڈونیشیا میں احمد دحلان اور مصر میں علامہ رشید رضا نے اسی نوعیت کی تحریکیں برپا کیں۔

③ علمی وفکری تحریکیں:

یہ وہ تحریکیں ہیں جنہوں نے عوام میں دعوت وتبلیغ کا کام کرنے کی بجائے ان کے ذہین طبقے کو اپنا غلام بنا کر لوگوں کو تحدد پسند بنانے کی کوشش کی، لیکن ان تحریکوں کی بناء پر اسلام کو کافی حد تک نقصان پہنچا۔

ملاحظہ:

تحریکوں کی اگر مکمل طور پر درجہ بندی کی جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ اس مختصر کتاب میں ہم چند ایک دینی وسیاسی تحریکوں کا تذکرہ کریں گے جو کسی نہ کسی طرح اسلام دشمن سازشوں کو بے نقاب کرنے کی کوششیں کر رہی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دینی وسیاسی تحریکیں اوران کی جدو جہد

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ دنیا میں موجود تمام جماعتوں اور تحریکوں کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ یہاں ہم چند ایک دینی جماعتوں کا تذکرہ کریں گے، جو برصغیر یا عرب دنیا میں پائی جاتی ہیں۔

- جمعیت علماء اسلام
- جمعیت علماء پاکستان
- جماعت اسلامی ہند
- جمعیت اہل حدیث
- تحریک ختم نبوت
- جمعیت علماء ہند
- جماعت اسلامی
- جماعت اسلامی بنگلہ دیش
- جماعۃ الدعوۃ پاکستان
- اخوان المسلمون

1 جمعیت علماء ہند:

وہ علماء جو سیاسی ذہن رکھتے تھے انہوں نے اپنی جماعت بنانے کا فیصلہ کیا جس کا نام جمعیت علماء ہند رکھا۔ یہ جماعت 1919ء میں تحریک خلافت کے ساتھ وجود میں آئی۔ اس کے بانی مولانا عبدالباری محلی تھے، ان کے بعد جمعیت کی قیادت مولانا محمد حسین کے ہاتھ آئی۔ جمعیت کا سیاسی نقطہ نظر یہ تھا کہ اس زمانے میں قومیں وطن کے بنیاد پر بنتی ہیں اور مختلف مذہب سے تعلق رکھنے والے لوگ ایک قوم کی حیثیت سے رہ سکتے ہیں اس نقطہ نظر کے اظہار پر انہیں علامہ محمد اقبال کی شدید تنقید کا سامنا بھی کرنا پڑا۔

1940ء کے عشرے میں جب تحریک پاکستان شروع ہوئی تو جمعیت علمائے ہند میں ایک گروہ الگ ہو گیا جس نے مطالبہ پاکستان کی حمایت کا اعلان کیا، انہوں نے جمعیت علماء اسلام کے نام سے اپنی سیاسی جماعت قائم کی، جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

جمعیت علمائے ہند نے آزادی کی تحریک میں کانگریس کے ساتھ دیا اور کانگریسی کارکنوں کے ساتھ مل کر جدو جہد کی، کانگریسی جمعیت کے رہنماؤں میں مولانا ابوالکلام آزاد بھی تھے جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کانگریس کے صدر بھی رہے اور آزادی کے بعد بھارت کے وزیر تعلیم مقرر ہوئے۔

2 جمعیت علماء اسلام:

جمعیت علماء اسلام کا قیام 1945ء میں عمل میں آیا۔ جب مولانا شبیر احمد عثمانی نے جمعیت علماء ہند کے اکابرین سے اختلاف کرتے ہوئے تحریک پاکستان کی حمایت کی، علماء ہند میں سے جو ان سے متفق تھے وہ بھی قیام پاکستان کے بعد پاکستان ہی منتقل ہوگئے۔ جمعیت علماء اسلام کا ووٹ بنک زیادہ تر صوبہ پختونخواہ اور بلوچستان کے پشتون علاقوں میں ہے۔ جمعیت بعد میں دو دھڑوں میں تقسیم ہوئی: بڑے دھڑے کی قیادت مولانا فضل الرحمٰن جبکہ دوسرے دھڑے کی قیادت مشہور دیوبندی عالم مولانا سمیع الحق کے پاس ہے۔

پاکستان میں جمعیت علمائے اسلام کو دو مرتبہ صوبائی اقتدار ملا۔ ایک مرتبہ 1972-73ء میں جمعیت کے سربراہ مفتی محمود، جو کہ مولانا فضل الرحمٰن کے والد تھے، صوبہ سرحد (خیبر پختونخواہ) کے وزیر اعلیٰ بنے اور دوسری مرتبہ 2002 کے الیکشن میں اکرم خان درانی کو اسی صوبہ کا اقتدار ملا۔ دوران اقتدار جمعیت نے حسبہ بل منظور کروانے کی کوشش کی تاکہ اس کی مدد سے لوگوں کا احتساب کیا جائے اور ایک محتسب پولیس کا قیام عمل میں لایا جائے لیکن سیکولر قوتوں نے ان کی کوشش کو ناکام بنا دیا۔

3 جمعیت علماء پاکستان:

1970ء میں سرگودھا کے عالم اور صوفی شیخ خواجہ قمر الدین سیالوی نے جمعیت علماء پاکستان کے نام سے دینی سیاسی جماعت قائم کی، اس کی قیادت بعد میں مولانا شاہ احمد نورانی اور عبدالستار خان نیازی کے ہاتھ میں رہی۔ مولانا نورانی شاہ عبدالعلیم صدیقی کے بیٹے تھے جو کہ حنفی علماء میں بڑا مقام رکھتے تھے۔ مولانا نیازی تحریک پاکستان کے سرگرم رکن تھے۔

1953ء میں تحریک ختم نبوت کے معاملے میں انہیں پھانسی کی سزا سنائی گئی، مگر بعد میں اس پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔ جمعیت علمائے پاکستان نے تقریباً سبھی الیکشنوں میں حصہ لیا اور کچھ نہ کچھ نشستیں حاصل کی۔ 2002 کے الیکشن میں جب تمام دینی سیاسی جماعتوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متحدہ مجلس عمل کی صورت میں اتحاد بنایا تو اس کے سربراہ بھی مولانا نوارنی تھے۔

4 جماعت اسلامی پاکستان:

جماعت اسلامی کے بانی مولانا ابوالاعلیٰ مودودی تھے اور 1940ء میں جماعت اسلامی کا قیامت عمل میں آیا۔ مولانا مودودی نے اس کے ابتدائی اجلاس میں دیگر دینی تحریکوں سے اپنا فرق واضح کرتے ہوئے بیان کیا کہ ''ہم پورے کے پورے دین اسلام کے احیاء کے لیے کھڑے ہیں اور اس کے کسی جزوی حصے کا احیاء ان کا مقصد نہیں۔'' جماعت کے کارکن صرف انہی لوگوں کو بنایا جائے گا جو اخلاق و کردار کے اعتبار سے اعلیٰ ترین ہوں گے شروع میں دینی مدارس سے تعلق رکھنے والے علماء جیسے: ابوالحسن علی ندوی، مولانا منظور نعمانی، سید جعفر پھلواری، امین احمد اصلاحی۔ یہ سب ان کے اصلاح کار ہے۔ سوائے احمد اصلاحی کے سب جلد ہی ان کا ساتھ چھوڑ گئے۔ جب کہ مولانا اصلاحی اگلے 16 برس تک جماعت کے نائب امیر کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ جماعت اسلامی کا فکری کام زیادہ تر مولانا مودودی اور اصلاحی کی تحریروں کی صورت میں سامنے آیا۔

5 جماعت اسلامی ہند:

تقسیم ہند کے بعد سید مودودی اور مولانا اصلاحی کے پاکستان منتقل ہونے کے بعد جن حضرات نے بھارت میں رہنے کا فیصلہ کیا انہوں نے 1948ء میں جماعت اسلامی ہند کے نام سے الگ ایک جماعت قائم کی اور مولانا ابولیث اس کے امیر مقرر ہوئے۔ انہوں نے اپنا ہدف اقامت دین کو ہی قرار دیا، جس کا مطلب ان کے نزدیک یہ ہے کہ دین اسلام کو انفرادی و اجتماعی زندگی میں نافذ کیا جائے، تاہم ہندوستان میں انہوں نے حکمت علمی یہ اختیار کی کہ دعوت و تبلیغ کے ذریعے مسلمانوں اور غیر مسلموں تک اسلام کی حقیقی دعوت پہنچائی جائے، جب ان کی اکثریت دل و جان سے اسے قبول کر لے گی تو اقامت دین کا فریضہ ادا ہو جائے گا۔ ہندوستان کی حد تک جماعت اسلامی ایک دعوتی تحریک ہے اور سیاست میں عملاً حصہ نہیں لیتی، یاد رہے! جموں کشمیر کی جماعت اسلامی پاک و ہند کی جماعتوں سے الگ ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

6 جماعت اسلامی بنگلہ دیش:

جماعت اسلامی مشرقی پاکستان میں بھی پوری طرح متحرک رہی ان کی طلبہ تنظیم کا نام ''اسلامی چھاتر وشنگھو'' جو کہ اسلامی جمعیت طلبہ کا بنگالی ترجمہ ہے۔ اسلامی جمعیت نے مشرقی پاکستان کے تعلیمی اداروں میں بہت تندہی سے کام کیا، بنگلہ دیش میں جماعت اسلامی کے سربراہ مولانا غلام اعظم تھے۔ جنہیں جماعت کے پورے حلقہ میں مولانا مودودی اور اصلاحی کے بعد بڑی فکری شخصیت کہا جاتا ہے۔

انہوں نے نہ صرف جماعت کے لٹریچر کو بنگالی زبان میں منتقل کیا، بلکہ بہت سی کتابیں بھی لکھیں مشرقی پاکستان کی سیاست پر زیادہ تر سیکولر قوم پرستوں کا غلبہ رہا جس کے باعث جماعت کو شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا، جب اس خطے میں علیحدگی کی تحریک چلی تو اس جماعت نے کھل کر حکومت پاکستان اور پاکستانی افواج کا ساتھ دیا۔ بنگلہ دیش کے قیام کے بعد شیخ مجیب الرحمان کو جب اقتدار ملا تو اس نے جماعت اسلامی پر پابندی عائد کر دی۔

شیخ مجیب الرحمان کے قتل کہ بعد جنرل ضیاء الرحمان نے اقتدار سنبھالا تو جماعت اسلامی کو دوبارہ سرگرمیاں شروع کرنے کی اجازت دی گئی، تاہم جماعت کے خلاف قوم پرست اور سیکولر بنگالیوں کی نفرت ختم نہ ہوسکی۔ مولانا غلام اعظم کے بعد مطیع الرحمان نظامی جماعت اسلامی کے امیر مقرر ہوئے اور حسینہ کی حکومت میں جماعت اسلامی کے تمام رہنماؤں کو جیلوں میں بند کر دیا گیا اور 2016ء مطیع الرحمان نظامی سمیت جماعت کے بہت سارے رہنماؤں کو سزائے موت دی گئی۔

7 جمعیت اہل حدیث:

یہ جماعت بنیادی طور پر اپنے آپ کو اصحاب الحدیث (محدثین کی طرف) منسوب کرتی ہے ان کے بنیادی عقائد ونظریات قرآن وسنت کی مطابق ہیں، ہر پیش آنے والے مسئلہ کو قرآن وحدیث کی روشنی میں حل کرنے پر یقین رکھتے ہیں۔ اہلحدیث نام برصغیر میں ان لوگوں کا معروف نام تھا، تاہم 1948ء میں مولانا داؤد غزنوی نے جمعیت اہلحدیث کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنیاد رکھی اور مولانا اسماعیل سلفی نے ان کا بھرپور ساتھ دیا۔

80 کے عشرہ میں جمعیت اہلحدیث کی قیادت علامہ احسان الٰہی ظہیر کے ہاتھ میں آئی جنہوں نے اپنی شعلہ بیان تقاریر کے ساتھ جمعیت کو غیر معمولی پہچان دلائی، انہوں نے اہلحدیث یوتھ فورس کے نام سے طلبہ تنظیم بنائی جس کا مقصد تعلیمی اداروں میں قرآن وسنت کی تعلیم دینا اور خدمت خلق تھا۔

1987ء میں علامہ احسان الٰہی ظہیر کی شہادت کے بعد پروفیسر ساجد میر قائم مقام امیر کی حیثیت سے آئے اور پھر انہوں نے مرکزی جمعیت اہلحدیث کے نام سے اپنی جماعت بنائی اور اکثریت نے ان کا ساتھ دیا۔ جب کہ ایک دھڑا اب بھی جمعیت اہلحدیث کہ نام سے کام کر رہا ہے، جس کی قیادت علامہ احسان الٰہی ظہیر کے بیٹے حافظ ابتسام الٰہی ظہیر کر رہے ہیں۔

مرکزی جمعیت اہلحدیث حکومتی اتحاد کا حصہ ہے پروفیسر ساجد میر پارلیمنٹ کے رکن رہ چکے ہیں، جب کہ گزشتہ 15 سال سے سینٹ کے رکن بھی ہیں۔ جمعیت اہلحدیث کے پاکستان میں بہت سے مدارس قائم ہیں، جو کہ قرآن وحدیث کی تعلیم کے ساتھ ساتھ اسلافِ امت کے افکار کا بھی پرچار کر رہے ہیں۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث میں نمایاں شخصیات امیر حافظ ساجد میر، رکن پالیمنٹ حافظ عبدالکریم اور پروفیسر عبدالرحمان لدھیانوی ہیں۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث نے صوبائی، ضلعی اور تحصیلی سطح پر جماعت کے امراء و ناظمین مقرر کر رکھے ہیں اور یہ سلسلہ آگے ٹاؤنز کی سطح تک پھیلا ہوا ہے، جمعیت اہلحدیث کے تعلقات سعودی حکومت بالخصوص آئمہ کعبہ اور دیگر سعودی علماء سے بہت خوشگوار ہیں اور گاہے بگاہے سعودی علماء ان کی دعوت پر پاکستان آتے رہتے ہیں۔

8 جماعۃ الدعوہ پاکستان:

جماعۃ الدعوۃ کے بانی پروفیسر حافظ محمد سعید ہیں جن کا تعلق ایک مذہبی گھرانے سے ہے۔ جماعۃ الدعوہ ملک کی تمام تحریکوں میں سب سے زیادہ شہرت رکھنے والی جماعت ہے۔ جماعت کی بنیاد سے لے کر آج تک جماعت ہر موقع پر پاکستانی فوج کے ساتھ کھڑی رہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ جماعۃ الدعوۃ نے دعوت وتبلیغ سے اپنی سرگرمیوں کا آغاز کیا اور اب تقریباً ہر شعبہ میں ہی کام کر رہی ہے۔ جماعت کے شعبہ جات میں زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ مثلاً علماء اساتذہ، طلباء، تاجر، سیاست دان اور سول سوسائٹی کے تمام لوگ منسلک ہیں۔

تنظیمی لحاظ سے جماعۃ الدعوۃ کا نیٹ ورک بہت مضبوط ہے۔ مرکزی دفتر لاہور میں ہے، اسی طرح تمام صوبوں کے ذمہ دار بنائے گئے ہیں۔

اس کے بعد ضلعی اور تحصیلی سطح پر ذمہ دار کام کر رہے ہیں اور ان کے بعد سیکٹر اور حلقہ جاتی ذمہ داران کا نمبر آتا ہے، جماعۃ الدعوۃ نے خدمت کے ہر میدان میں بھرپور کام کیا۔

تعلیم وتربیت کے لے کر خدمت خلق تک ہر ایک کام کا علیحدہ شعبہ بنایا گیا ہے، جماعۃ الدعوۃ پاکستان کی وہ واحد جماعت ہے جو اسلام اور پاکستان کے دشمنوں کے خلاف بھرپور آواز اٹھاتی ہے اور دشمن کی چالوں کو عوام کے سامنے بے نقاب کرتی ہے۔ جماعۃ الدعوۃ کو اپنی اور پاکستان دوست کی سرگرمیوں کی وجہ سے بھارت نے پوری دنیا میں ہرزہ سرائی کی، حافظ محمد سعید اور ان کے ساتھیوں پر مقدمات بھی اٹھائے، لیکن پاکستان کی عدلیہ نے عدم ثبوت پر رہا کر دیا۔

جماعۃ الدعوۃ پاکستان ایک نظریاتی جماعت ہے۔ نظریہ پاکستان کے احیاء کے لیے شاید کسی بھی تحریک اور تنظیم نے اتنا کام نہیں کیا جس قدر جماعۃ الدعوۃ نے کیا ہے۔ ہمسایہ ملک کی طرف سے پانی کی بندش کے سلسلہ میں جماعت الدعوۃ نے آواز اٹھائی اور پاکستان عوام میں شعور بیدار کیا اور بالآخر یہ معاملہ عالمی سطح پر اٹھایا گیا۔ جماعت کے بنیادی منشور میں یہ بات شامل ہے کہ قرآن وسنت کے مطابق امیر کی اطاعت ضروری ہے، لہٰذا مشاورت کے بعد تمام فیصلے کرنے کا اختیار امیر کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ جماعت الدعوۃ نے خدمت خلق کے لیے فلاح انسانیت فاونڈیشن (FIF) کے نام سے ایک ادارہ بھی قائم کیا ہے۔ جو دنیا کے بڑے بڑے ممالک میں رفاہی اور فلاحی کام سرانجام دے رہا ہے۔ 2005ء کے تباہ کن زلزلہ میں جماعت کے ذیلی ادارے کی سرگرمیوں کو پوری دنیا کی تنظیموں اور میڈیا نے سراہا، زلزلہ میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جماعت کے کارکنوں نے دور دراز پہاڑی علاقوں میں لوگوں تک خیمہ پہنچایا، متاثرین کے لیے خیمہ بستیاں تیار کیں اور اسی طرح پاکستان میں آنے والے تمام سیلابوں میں (FIF) نے ہر لحاظ سے متاثرین کی خدمت کی۔ جماعت نے پاکستان کے بڑے بڑے شہروں میں دینی اور عصری تعلیم کے لیے مدارس، سکول، کالجز بھی کھول رکھے ہیں، جہاں تعلیم و تربیت کا بہترین انتظام کیا گیا ہے۔

9 تحریک ختم نبوت:

اس تحریک کا اصل نام ''عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت'' ہے۔ جس کے قیام کا مقصد عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ تھا۔ قیام پاکستان کے بعد قادنیوں ں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کو روکنے کے لیے 1954ء میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے یہ جماعت بنائی اور اس مجلس نے دیگر دینی جماعتوں کے ساتھ مل کر قادنیوں کو اقلیت قرار دلوانے کے لیے ایک زبردست تحریک قائم کی۔ اس تحریک میں جن علماء نے حصہ لیا ان کی ایک لمبی چوڑی فہرست ہے، تاہم ہر مسلمان نے ہی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ساتھ دیا۔

29 مئی 1974ء کو ربوہ ریلوے اسٹیشن پر چناب ایکسریس کے ذریعے سفر کرنے والے نشتر میڈیکل کالج کے طلباء پر قاتلانہ حملہ کیا گیا، اس وقت مجلس ختم نبوت کے امیر سید محمد یوسف بنوری تھے، جنہوں نے ایک زبردست تحریک چلائی اور پاکستان کی پارلیمنٹ سے قادنیوں کو غیر مسلم قرار دلوایا۔

1984ء میں پھر جب خواجہ خان محمد اس جماعت کے امیر تھے، ایک تحریک چلی جن میں ان سے مطالبہ کیا گیا کہ قادنیوں کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے، چنانچہ ان کی تمام سرستر میوں پر پابندی لگادی گئی، جس کی وجہ سے قادیانیوں نے اپنا مرکز لندن کو بنالیا۔ عالمی مجلس ختم نبوت کے پہلے امیر مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری، دوسرے امیر احسن اللہ شجاع آبادی، تیسرے مولانا محمد علی جالندھری، چوتھے امیر لال حسین، پانچویں امیر محمد یوسف بنوری، چھٹے امیر خواجہ خاں محمد اور ساتویں عبدالمجید لدھیانوی تھے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اخوان المسلمون:

ہمارے دور میں موجودہ دینی سیاسی تحریکوں میں اخوان المسلمون سب سے قدیم تحریک ہے۔ اس کے اثرات عرب ممالک کے ساتھ یورپ اور امریکہ پر بھی مرتب ہوتے ہیں۔ اخوان المسلمون کی بنیاد 1928ء حسن البناء نے مصر کے شہر اسماعیلیہ میں رکھی۔ یہ سلطنت عثمانیہ کے زوال کا دور تھا۔ مصر اگرچہ آزاد ہو چکا تھا لیکن مصری حکمران برطانیہ کے اشاروں پر ناچتے تھے، جبکہ عملی طور پر فلسطین پر برطانیہ اور شام پر فرانس قابض تھا۔ حسن البناء سید جمال الدین افغانی، ان کے شاگرد مفتی محمد عبدہ اور ان کے شاگرد علامہ رشید رضا کے افکار سے متاثر تھے۔ اخوان المسلمون نے دعوتی اور تبلیغی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ رفاہی کاموں کو اپنا ہدف بنایا، جس کی وجہ سے یہ جماعت تیزی سے پھیلنا شروع ہوگئی۔ اخوان المسلمون کی جماعت بڑی تیزی سے مشرق میں فلسطین، شام، اُردن، مغرب میں الجزائر اور مراکش اور جنوب میں سوڈان کی جانب پھیلنے لگی۔

1930ء کے عشرے میں اخوان نے سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینا شروع کر دیا، حسن البناء کا ارادہ مصر میں اسلامی ریاست کا قیام تھا۔ جن لوگوں نے نے اس وقت کے مصر کے بادشاہ سلطان فاروق کا تختہ الٹنے کا منصوبہ بنایا، ان میں جمال عبدالناصر بھی تھے جو کہ اخوان کی فکر سے متاثر تھے، جمال نے 1952ء میں شاہ فاروق کا تختہ الٹ دیا اور اس کے ساتھ ہی عرب نیشلزم کے نظریے کو اپنا لیا اور اسلامی حکومت کے وعدے کو پس پشت ڈال دیا۔

1949ء میں حسن البناء کو ان کے دفتر میں قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد حسین اخوان المسلمون کے سربراہ رہے، مگر اخوان کی فکری قیادت سید قطب کے ہاتھ میں آئی۔ جمال عبدالناصر کو اقتدار اخوان کی مدد سے حاصل ہوا تھا مگر انہوں نے اخوان کو اپنے اوپر خطرہ محسوس کرتے ہوئے 1954ء میں ان پر پابندی عائد کر دی، بہت سے اخوانیوں کو گرفتار کر کے تشدد کا نشانہ بنایا گیا، جن میں سید قطب بھی شامل تھے۔ انہوں نے جیل میں گزرے ایام میں تفسیر "فی ظلال القرآن" لکھی۔ پھر اخوان نے جمال کے خلاف مسلح بغاوت کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منصوبہ بنایا جو ناکام رہا۔ 1966ء میں بہت سے دیگر اخوانی رہنماؤں اور کارکنوں سمیت پھانسی دے دی گئی۔ 1970ء میں جمال عبدالناصر کی اچانک موت کے بعد انور سادات مصر کے صدر بنے۔ جمال کی حمایت روس کے ساتھ تھی، جب کہ سادات امریکہ کے حامی بن گئے۔ انور سادات نظریات کے اعتبار سے سیکولر تھے، اس لیے انہوں نے اخوان المسلمون کے ساتھ نرم رویہ اختیار کیا۔ 1973ء میں مصر کی اسرائیل کے ساتھ دوبارہ جنگ ہوئی تھی اس جنگ میں سادات نے عرب نیشنل ازم کی بجائے اسلام کا علم بلند کیا، اس لیے اخوانیوں نے بھرپور ساتھ دیا۔ تاریخ میں پہلی مرتبہ مصری فوج نے اسرائیلوں کو شکست دی، جس سے اخوان کو غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس دور میں اخوان میں غیر معمولی فکر پیدا ہوئی، جس کے بعد انہوں نے محسوس کیا کہ سیاسی میدان میں کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ پہلے معاشرے کی سوچ کو تبدیل کیا جائے، اس لیے تعلیمی اور رفاہی کاموں میں کام شروع کیا اور تعلیم یافتہ طبقے کو ہدف بنایا۔ 1978ء میں انور سادات نے اسرائیل سے صلح کر کے اسے تسلیم کر لیا، اس کے بدلے مصر کو سیناء کا علاقہ واپس مل گیا۔ صلح کے عمل سے انور سادات کی مقبولیت میں کمی آئی اور فوج کے لیفٹیننٹ اسلامبولی نے پریڈ کے معائنہ کے دوران انور سادات کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد حسنی مبارک صدر بنے اور 2011ء تک رہے، بالآخر اخوان اور مصری عوام کے پُرزور احتجاج کے 2011ء کو حسنی مبارک کو اقتدار چھوڑنا پڑا۔ اخوان اس وقت کئی عرب اور یورپین ممالک میں قائم ہے۔

سوالات

- تحریک کسے کہتے ہیں؟
- دور جدید کی تحریکیں اور ان کی اقسام بیان کریں۔
- دینی و سیاسی تحریکوں کی جدوجہد کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
- برصغیر میں کتنی اور کون کون سی تحریکیں ملک اور اسلام کے دفاع کے لیے کام کر رہی ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتابیات

1- القرآن الکریم۔

2- الصحیح للبخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاري، ناشر دارطوق النجاة، الطبعة الاولٰی ١٤٣٢ھ۔

3- الصحیح للمسلم، ابوالحسن مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری، ناشر دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

4- الجامع للترمذی، محمد بن عیسٰی بن سورة الترمذی، ناشر شرکہ مکتبہ و مطبعة مصطفی البابی الحلبی، مصر الطبعة الثانية ١٣٩٥ھ۔

5- سنن ابی داوٗد، ابوداوٗد، سلیمان بن الاشعث الازدی السجستانی، ناشر المکتبة العصریة، بیروت۔

6- مسند الامام احمد بن حنبل الشیبانی بتحقیق شعیب الارنؤوط۔

7- فتح الباری شرح صحیح البخاری، احمد بن علی بن حجر العسقلانی، ناشر دارالمعرفہ بیروت۔

8- غنية الطالبين؛ الشیخ عبد القادر جیلانی، مکتبہ رحمانیہ لاهور۔

9- قصص القرآن اردو، مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی، دارالاشاعت کراچی، طبع جنوری 1972ء۔

10- مطالعہ مذاہب عالم، پروفیسر ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی، مکتبہ دانیال لاہور، طبع 2013ء۔

11- منکرین حدیث کی مغالطہ انگیزیوں کے علمی جوابات، مولانا جلال الدین قاسمی، مکتبہ افکار اسلامی لاہور۔

12- مطالعہ مذاہب عالم، پروفیسر محمد نواز چودھری، پولیمر پبلی کیشنز لاہور، طبع 14-2013ء۔

13- قادیانیت (احمدیت) ایک مختصر تعارف، ارشد سراج الدین، ناشر قندیل بکس لاہور، اسلام آباد۔

14- فتنہ خوارج، ابومحمد حافظ عبدالستار حماد، دارالاندلس، لاہور۔

15- مسلم دنیا میں پائے جانے والے گروہوں کا تقابلی مطالعہ، مبشر نذیر۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

وفاق المدارس السلفیہ پاکستان
کی ہدایات اور تجاویز کی روشنی میں مرتب شدہ کتاب

خصوصیات

- انتہائی آسان اور عام فہم اسلوب
- وفاق کی ہدایات و تجاویز سے مکمل ہم آہنگ
- قرآنی آیات اور احادیث سے مزین
- صحیح احایث سے استدلالات
- تمام تر نصوص کی تخریج
- بائبل کے اقتباسات
- ہر باب کے آغاز میں باب کا مکمل تعارف
- باب کے آخر میں مشقی سوالات
- جامع ترین نصاب
- الشھادۃ العالمیۃ کا امتحان دینے والے طلباء وطالبات کے لیے

مکتبہ دارالاصلاح لاہور پاکستان

DARULISLAH

0300-4262092 Dar Ul Islah

al.islah313easyquran@gmail.com